اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا

الحمد للہ والمنۃ کہ تذکرہ جامعۂ اولیاء اللہ وصوفیۂ کرام زبدۂ اسلام تا قرن دہم

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

حصۂ اوّل

جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی صاحب رٹائرڈ اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل سرکار عالی نظام
ومترجم کتاب بوداسف وبلوہر وکلام الروحانیہ ومصنف تنقیح حقوق نسوان نے عالم ربانی
غوث الصمدانی امام عبد الوہاب شعرانی کی مشہور ومعتبر ومستند کتاب طبقات الکبریٰ کے

جو عربی زبان مین ہے صاف وسلیس وبامحاورہ اردو مین ترجمہ کیا

محمد بشیر الدین خان منیجر کے اہتمام سے

محمد ابراہیم خان اکبرآبادی کے مطبع شمسی آگرہ مین طبع ہوا

إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا

الحمد للہ والمنۃ کہ تذکرہ جامعہ اولیاء اللہ وصوفیہ کرام از بدو اسلام تا قرن دہم

المسمیٰ بہ

نعمت عظمیٰ

حصہ اوّل

جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی صاحب رٹائرڈ اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل سرکار عالی نظام

و مترجم کتاب بوذاسف بلوہر و کلام الروحانیہ و مصنف تنقیح حقوق نسوان نے عالم ربانی

غوث صمدانی امام عبد الوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ سے

جو عربی زبان میں ہے صاف و سلیس و بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا

محمد بشیر الدین خان منیجر کے اہتمام سے

محمد ابراہیم خان اکبرآبادی کے مطبع شمسی آگرہ میں طبع ہوا

طبع اول ایکہزار جلد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قیمت فی جلد عہ

فہرست مضامین کتاب

فہرست اسماء اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ مین درج ہین۔ بترتیب حروف تہجی

ص

ط

ع

ف

ک

م

دیباچہ مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ○
ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ○

حمد و مناجات الٰہی! تیری حمد و ثنا معصوموں اور عارفون سے تو بن نہین پڑتی اس آلودۂ عصیان و تیرہ درون سے کیونکر ممکن ہے - جناب باری! جن پر تیرا انعام و فضل رہا ہے اور جنکو تو نے نور ایمان و بصیرت ایقان عطا فرمائی ہے وہ تو محو حیرت ہین - پھر یہ حرمان نصیب جو تیرے کوچے سے بالکل نابلد اور ایمان و ایقان سے محض ناآشنا ہے کیونکر تیری حمد و ثنا مین لب کھولنے کی جرأت کرسکتا ہے - سنی سنائی باتون اور سیکھی سکھائی عبارتون کا استعمال کرنا اک طرحکا دھوکا دینا اور لوگون کو غلط وہم و گمان مین ڈالنا ہے - مین اتنا ہی جانتا ہون کہ تو ہی ساری ہستی کا موجد اور کل موجودات کا خالق و مالک ہے - ہمقدر بچپن سے دیکھتا آیا ہون کہ تیری نعمتین ہمکو سر سے پاؤن تک گھیرے ہوئے

ہین - اور اگر تیری صرف اونہین نعمتون کے شمار کرنے کا ارادہ کیا جاے جو مجھ جیسے ہیچمیرز روسیاہ بندہ پر مبذول ہوئی ہین تو عمرین گذر جائین اور اونکا احصا نہو سکے - ہر کام اور ہر آغاز و انجام مین تیرے ہی وجود کا جلوہ نظر آتا ہے - اور ہر گام و ہر قدم پر تیری ہی قدرت کاملہ و نعمت شاملہ کا ثبوت ملتا ہے مگر ہاے غفلت اور واے ضلالت!!! کہ ہم تیری طرف نہین جھکتے - تو متنبہ کرتا - چونکاتا - جگاتا - جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھاتا اور چھینٹون پر چھینٹے دیتا ہے مگر ہم ہین کہ نہ کروٹ لیتے ہین نہ جاگتے ہین اور نہ جگانے والے کو خاطر مین لاتے ہین - واہ رے تیرا حلم و کرم کہ تو ہمیشہ درگذر ہی فرماتا اور مہلتون پر مہلتین ہی دے جاتا اور نہین گھبراتا پر نہین اکتاتا ہے - خداوندا! صدقہ اپنے راز و نیاز اپنے عاشقانِ جانباز اپنے محبوبانِ دلنواز و عارفانِ پاکباز کا اس کور باطن کو چشم بصیرت و نور معرفت عطا فرما - اور اپنا پاک و مقدس نام لینے اور اپنی حمد و ثنا کرنے کے قابل بنا -

نعت جسطرح بجا آوری حکم و امتثال امر سے خداوند جل و علا کی حمد کا قصد کیا گیا اوسی طرح صرف اظہار اسلام و ادعاے ایمان کے لیے نعت لکھنے کا بھی ارادہ کیا جاتا ہے - ورنہ کہان بارگاہِ نبوت و رسالت اور کہان یہ غرق دریاے معصیت و ضلالت اکس منہ سے اوس رحمۃ للعالمین - شفیع المذنبین - مقصود ایجادِ اولین و آخرین کا مطہر و مقدس نام زبان پر لاؤن - کثرت غیبت

وسخنان لالعینی سے وہ اوس قابل کہان ہے کہ اسکی طرف مبادرت کرے ؎

ہزار بار بشویم زبان بمشک وگلاب
ہنوز نام تو بردن کمال بے ادبی است

صرف اوس عالی جناب گردون رکاب کے روٗف الرحیم ہونے پر تکیہ کرکے
اوس نام نامی سے اِس دیباچہ کو مشرف کرتا ہون ؎

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

ترجمہ

ب بننے کی ہے مدح محمدؐ کلام سے
عزت ہوئی کلام کی اوس پاک نام سے

بارالہی! جس طرح تیرے جان ودل، حواس وعقل، فہم ونطق اور زبان وبیان
عطا فرمانے کا شکر ادا کرنا محالات مین سے ہے۔ کیونکہ وہ انہین آلات سے
ادا کیا جاے گا اور یہ سب مع توفیق وارادہ کے تیرے ہی ہین اوسی طرح
ایسے ہادیِ برحق رسول مطلق، مومنون کی بھلائی پر حریص اور اونپر سارے
جہان سے زیادہ رافت ورحمت کرنے والے کے بھیجنے کا شکر ادا کرنا
انسان کے امکان سے خارج ہے۔ اسلیے کہ انہین کی بے مثل تعلیم
سے ہمنے تجکو جانا اور انکو ہادی وپیشوا مانا۔ انسان ضعیف البنیان ؎
انکے اوصاف کو کیا حقہ سمجھ سکتا ہے اور نہ تیرے غیر متناہی احسان پر حاوی
ہوسکتا ہے۔ صرف ایسا ہی جامع کمال غنی تیری عظمت وجبروت وقدرت
کو کچھ سمجھ سکتا ہے۔ اور محض تیری ہی قدرت مطلق اور تیرا ہی علم کامل و

محیط اون کمالات کا احاطہ کرسکتا ہے جو تو نے اونمین ودیعت رکھے ہین ۵

محمد سے صفت پوچھو خدا کی		خدا سے پوچھئے شان محمد

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم۔

عرض حال **امابعد** سگ دنیا ے دنی عبد الغنی وارثی بن سید واجد علی بن سید فرزند علی دست گرفتہ وتعلیم وتربیت کردہ۔ عم اعظم خویش منشی سید مسیح اللہ غفرلہ اللہ ناظرین ترجمہ ہذا کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم واحسان قدیم سے اس ناچیز کو لڑکپن سے کتب بینی کا شوق دیا اور کتابون ہی کا والہ وشیدا بنایا اور ہرطرح کے اسکے موقعے دئے۔ لیکن اردو فارسی عربی اور انگریزی کی بے شمار کتابون کے دیکھنے کے بعد اسپر یہ عقدہ حل ہوا کہ جو کتابین کہ روح کو غذا پہنچاتی۔ اخلاق وعادات کو درست کرتی اور غیر محسوس لیکن متیقن طور پر مزبلہ بد اخلاقی وبد دینی سے نکالکر حسن اخلاق وخدا پرستی کے دلکشا چمنستان کی طرف لیجاتی ہین وہ تصوف اور صرف تصوف ہی کی کتابین ہین۔ اور جن گلدستون سے مشام جان معطر وعنبر ہوتا ہے وہ صرف اولیاء اللہ کی سوانح عمری اور اون کی خلوص بھری زندگی کی بامذاق وبامزہ داستانین ہین۔ انہین کے اوراق سے باغ رضوان کی ہوائین آتی ہین۔ اور انہین کی شمیم جانفزا سے دل کی کلیان

کھل جاتی ہین۔

سبب ترجمہ واشاعت: اسی لیے جب مینے مصر کے مشہور مصنف ومحدث وقطب وفقیر غوث الصمدانی قطب ربانی سیدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کی عربی کتاب **طبقات الکبریٰ** جو دو ضخیم جلدون مین ہے بالاستیعاب مطالعہ کی تو بے اختیار و بے ساختہ اوسکو اردو مین ترجمہ کرنے کا ارادہ میرے دل مین پیدا ہوا۔ اور اس ارادہ کے اصلی باعث اور قوی اسباب مجھے دو امور نظر آئے (۱) ایک یہ کہ گو اس بے بہا کتاب کے رُبع اول مین لاجواب مقدمۃ الکتاب کے سوا جن بزرگان دین وہادیان طریقت کے حالات ومقالات درج ہین اونکے تذکرے تمام کتابون مین بھرے پڑے ہین۔ لیکن تقریباً دو ثلث کتاب مین جن اولیاء اللہ کا ذکر خیر ہے اونمین سے اکثر کو اس ملک کے اہل طریقت جانتے بھی نہین ہین اور اولیاء اللہ کے جتنے چھوٹے یا بڑے تذکرے اس ملک مین متداول ہین اونمین ان بزرگون کا مطلق ذکر نہین ہے۔ اسلیے اسکے ترجمہ سے اولیاء اللہ کے تذکرون مین اک لائق اعتنا و قابل قدر اضافہ ہو جائیگا۔ اور جن ابناء زمانہ کی روحانی غذا خاصان خدا کا ذکر خیر ہے اونکو اک نیا خوان نعمت مل جائیگا۔ اور جو لوگ کہ کوتہ نظری کم علمی و قلت وسائل واقفیت کے باعث غیر مانوس روش وغیر معتاد طرز کے فقرا کو دیکھکر اعتراض وانکار سے پیش آتے ہین اونکے لیے بہت وسیع حلو ماتٌ

کا میدان پیش نظر ہو جائے گا - اور اونکو سوء ظن و سوء عاقبت سے بچائیگا (۲) اور دوسرا امر یہ کہ اس کتاب کے پڑہنے مین جو لطف و مزہ مجہے آیا اور جو نا قابل بیان اثر میرے دل پر پڑا اوسنے مجہے مجبور کیا کہ مین اپنے ایسے ہم خیال ہموطنون اور ہم مشرب بہائیون کو بہی جو عربی زبان نہین جانتے اس روحانی لذت مین شریک کرون اور اس خوان نعمت تک پہنچا دون - تاکہ بے شمار ناظرین کتاب مین سے کسی کے تہ دل سے اس گنہگار کے حق مین سچی دعا نکلے اور اس خاکسار کے حق مین کیمیا کا کام کر جائے -

اگر یہ خیالات غالب نہوتے تو مین تصوف جیسے اعلیٰ و شرف فن کی کتاب کو ہرگز ہاتہہ نہ لگاتا - اور کبہی اس کوچہ کی طرف جس سے مین محض نا آشنا ہون قدم بڑہانے پر اقدام نکرتا اسلئے کہ کجا مین منہمک دنیاے دون اور کجا یہ خدائی علم اٰلہی فن جسکا مقصود جاننا نہین بلکہ عمل کرنا ہے - اور جو لوگ مجہسے واقف نہین وہ میرے اس بیان کی پوری تصدیق کرینگے کہ ؎

رندی من عیان ز سر تا پاست		دورم از زہد و ورع صد فرسنگ

اور جو مجہے نہین جانتے اون سے اُمید ہے کہ مجہپر سچائی کا گمان کرینگے - اور دروغگوئی کا الزام نہ دہرینگے - البتہ میرا عمل حضرت عمر بن الفارض رحمۃ علیہ کے اس قول پر ہے ؎

تَشَبَّهْ وَوُدُّ الْقَوْمِ كُلُّ الْمَوَدَّةِ		فَإِنْ لَمْ تَكُنْ مِنْهُمْ فَخِي جُسْمِ بِهِمْ

ع ؎ اگر تو نیین سے نہی ہو تو اونکی محبت مین اونکا بہیس بنا اور اس قوم کو جان و دل سے دوست رکہہ

اور جو کچھ میرا سرمایہ ہے وہ یہ ہے کہ ؏

وَاِذْ خَالَنَا فِيْهِمْ بِذٰلِكَ الْمَحَبَّةِ		وَاِنَّا لَنَرْجُوْ كُلَّ خَيْرٍ بِحُبِّهِمْ

باالجملہ ایسے ہی خیالات نے جنکا اظہار مینے کیا مجھے اسپر امادہ کیا کہ کتاب **طبقات الکبریٰ** کا جسکا اوپر ذکر ہوا اُردو ترجمہ **نعمت عظمیٰ** کے نام سے چار حصون مین شایع کرون -

چنانچہ الحمد للہ کہ چند سال کا عرصہ ہوا کہ پوری کتاب کا ترجمہ اختتام کو پہونچا - اگر خداوند تعالیٰ نے اس ترجمہ کو قبولیت کے تاج سے سرفراز فرمایا اور اور قدردانون نے میری اس محنت شاقہ کی قدر کی اور میری جانکاہی کی داد دی تو انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے عرصہ مین چارون حصے یکے بعد دیگرے شایع ہوجائینگے - اور اخیر مین بشرط حیات ستغار امام عبدالوہاب شعرانی کے مبسوط و مفصل حالات زندگی اور پوری کتاب کی ایک جامع فہرست (انڈکس) ہدیہ ناظرین کرونگا - کیونکہ مصنف علیہ الرحمہ نے اولیاء اللہ کے تذکرون مین کوئی ترتیب نہین رکھی ہے نہ نامون کے حروف تہجی کی اور نہ ولادت یا وفات کے سنون کی - اور مینے بھی ادباً انکی ترتیب کو علی حالہٖ رہنے دیا ہے - مگر ظاہر ہے کہ اس سے کسی خاص بزرگ کا تذکرہ تلاش کرنے مین کسقدر دشواری و پریشانی

؏ - اور ہمکو انکی محبت سے ہرطرح کی بھلائی کی اور یہ امید ہے کہ اسی محبت کے باعث ہم بھی انہین داخل کر لیے جاوین فقط -

ہوگی۔ اسلئے مین ہر ایک حصہ کے نامون کی ایک فہرست بترتیب حروف تہجی اوسی حصہ کے آخر مین اور چوتھے حصہ کے آخر مین ایک جامع فہرست (یعنی انڈکس) جسکا مینے اوپر واعدہ کیا ہے۔ دونگا۔

ناظرین ترجمہ سے مین اپنی واقعی ہیچدانی و ہیچ مچ زبان کا اعتراف کرکے اسکی توقع کرتا ہون کہ اس آلودہ عصیان کے حق مین دعاے خیر کرین اور اسکی غلطیون خطاؤن اور لغزشون کو جو اس ترجمہ مین ہوئی ہون معاف کردین۔ اور نقل محفل نہ بنائین۔

سیہ نامہ سگ دنیاے دنی
عبد الغنی وارثی
جولائی سنہ ۱۹۰۸ء
حیدر آباد۔ دکن

دیباچہ مصنف

امام ابوالمواہب **عبدالوہاب** بن احمد شعرانی حمد ونعت کے بعد کہتے ہین کہ اس
کتاب مین مینے ایسے اولیاراللہ کے طبقات کا خلاصہ کیا ہے جنکی پیروی خدای عزوجل
کے طریق مین کیجاتی ہے۔ یعنی صحابہ، تابعین وغیرہم جو نوین صدی ہجری کے آخر تک
اور دسوین صدی کے اوائل مین گذرے ہین۔ اسکی تالیف سے میرا مقصود صرف
اسقدر ہے کہ تصوف کے مقامات و احوال کے متعلق اس فرقہ کا طریق سمجھ مین آجائے
ان بزرگون کی جتنی باتین کہ پیشوایان دین کی کتابون مین درج ہین اونمین سے مینے صرف

وہی منتخب کی ہین جو حاصل کلام اور جان سخن ہین اور جنمین یہ اپنی نظیر آپ ہی ہین - اور علی ہذا سیئے اونکی ابتدا کے وہی حالات بیان کیے ہین جو مریدون کے نشاۃ کا باعث ہون - جیسے بہوک کی شدت - بیداری کی کثرت گمنامی کی محبت اور شہرت سے نفرت وغیرہا - یا جنسے شریعت کی تعظیم ثابت ہوتی ہے تاکہ اون لوگون کا وہم دفع ہو جو ان بزرگون کی نسبت یہ خیال رکہتے ہین کہ جب یہ تصوف پر چلتے ہین تو شریعت مین سے کچہ ترک کر دیتے ہین جیسا کہ ابن الجوزی نے امام غزالی بلکہ حضرت جنیدؒ و حضرت شبلیؒ کی نسبت علانیہ لکہا ہے کہ مین بقسم کہتا ہون کہ ان بزرگون نے شریعت کو بالکل ترک کر رکہہ دیا ہے اے کاش یہ لوگ صوفی نہوئے ہوتے - **مین کہتا ہون کہ جب** مین فقیرون سے ملا اور اونکے طریقہ مین مشغول ہوا تو میرے ہمعصرون نے مجھے بھی ایسا ہی کہا -

اور میرا گمان یہ ہے کہ اس جماعت کی باتون کا صرف لباب ہی چھانٹ لینے کا جو التزام مینے کیا ہے اس کا میرے سوا اور کسی نے اپنے طبقات مین خیال ہی نہین رکہا ہے - دوسرے لوگون کو صوفیون کی جو باتین اور حالتین ہاتہ آئین اُن سب کو انہون نے حوالۂ قلم کر دیا اور کوئی فرق نہین کیا کہ انکی کونسی باتین اور حالتین ہدایت کی ہین اور کون سی درمیانی اور انتہائی زمانہ کی - حالانکہ ان لوگون کی چنی ہوئی باتین لکہنے مین فائدہ یہ ہے کہ جسکو ان لوگون پر سچا عقیدہ ہوگا اور اونکی باتون کو دل سے مانے گا وہ انکے راستہ سے قریب ہو جائیگا - اسلئے کہ سچا مرید وہی ہے جو اپنے پیر سے کسی بات کو سنکر جب اوسپر جزم و یقین کے ساتھ عمل کرے تو اوس امر مین پیر کے برابر ہو جائے اور پیر کو مرید پر اسکے سوا اور کوئی فوقیت نہ رہے کہ یہ نعمت اسکے ذریعہ سے اوسے ملی - یہی وجہ ہے کہ لوگون نے کہا ہے کہ مرید کا آغاز اوسکے پیر کا انجام ہے - کیونکہ

پیر اپنی آخر عمر مین جو کچھ کہتا اور کرتا ہے وہ اوسکی ساری عمر کی ریاضتون کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے ۔

مینے اس کتاب کے لکھنے مین محدثین کا طرز اختیار کیا ہے - اور وہ یہ ہے کہ جو حکایتین اور باتین کہ مستند کتابون مین جیسے امام قشیری کے رسالہ اور ابونعیم کی حلیہ مین مذکور ہین اور اونھون نے اونکی سند کے صحیح ہونے کی تصریح کردی ہے اونکو مین یقین کے الفاظ سے شروع کرتا ہون اور علیٰ ہذا جن باتون کو پیران متقدمین مین سے کسی نے احکام طریقت کے استدلال مین پیش کیا ہے اونکو بھی مین یقینی الفاظ سے لکھتا ہون - اسلئے کہ اونکا دلیل مین پیش کرنا خود اوسکی سند کے اونکے نزدیک صحیح ہونے کی دلیل ہے - اور جو امور کہ ان دو طریقون کے سوا اور طرز پر معلوم ہوے ہین اونکو مین ایسی عبارت سے شروع کرتا ہون جس سے اوسکا ضعیف ہونا پایا جاے جیسے "نقل ہے" یا "روایت ہے" وغیرہا - اور مخفی نرہے کہ جو امور کہ اس فرقہ کی کتابون جیسے عوارف المعارف وغیرہا مین مذکور ہین وہ صحیح السند کے حکم مین ہین اسلئے مین اونکو یقین کے الفاظ سے ذکر کرونگا جیسے علماء کہتے ہین کہ شرح المہذب مین یون لکھا ہے اور شرح الروضہ مین اسطرح پر ہے -

واضح ہے کہ اس کتاب کو مینے اون پیران طریقت کے معتد بہ تذکرہ پر ختم کیا ہے جنسے مین دسوین صدی مین ملا اور ایک زمانہ تک اونکی خدمت کی یا کسی وقت تبرکاً اون سے ملاقات کی اور اون سے کوئی کام کی بات سُنی یا کوئی ادب حاصل کیا - مینے ان لوگون کی بھی ایسی باتین اوسیطرح سے زیب خامہ کی ہین جسطرح بزرگان دین سلف کی اور یہ پیران طریقت مصر اور اوسکے علاقہ کے تھے رضی اللہ عنہم اجمعین -

بھائیو سنو! جو کوئی اس کتاب کو اعتقاد کے ساتھ پڑہے گا اور اسکے مضامین کو سنے گا وہ گویا اون کل اولیا، اللہ کا زمانہ پائیگا اور اُن کا کلام سنے گا جنکا تذکرہ اسمین ہے۔ اسلئے کہ یہ سے نہ ملنا اونکی محبت اور صحبت کا مانع نہین ہے۔ کیونکہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ساتھ محبت سے حال آنکہ نہ ہمنے اُنکو دیکھا اور نہ اُنکا زمانہ پایا ہے مگر ہمنے اونکے اقوال سے فائدہ اٹھایا ہے اور اونکے افعال کی پیروی کی ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ بتلا رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب معتقدات کی صورتین دل مین نقش ہو جاتی ہین اور صاف نظر آنے لگتی ہین تو اشخاص کی صورتون کے مشاہدہ کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ ایک اور بات جتلا دینے کی یہ بھی ہے کہ جو شخص اس قسم کی کتابین دیکھے اور اوسکے دل مین خدا سے عزوجل کے طریق کا میلان و شوق نہ پیدا ہو تو وہ محرومون کے شمار مین ہے۔ والسلام

اور مینے اس کتاب کا نام **لواقح الانوار فی طبقات الاخیار** رکھا ہے۔ اور اسکو ایک مقدمہ سے شروع کیا ہے۔ جس سے اس فرقہ کی نسبت ناظرین کا اعتقاد اور بھی زیادہ ہو جائے گا اور وہ منکرون کو ترچھی نظرون سے دیکھنے لگین گے۔ کیونکہ اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ ہر زمانہ مین اس فرقہ سے انکار ہوتا چلا آیا ہے جسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ انکا ذوق اسقدر بلند ہے کہ بہت سی عقلین وہان تک پہونچ نہین سکتین۔ مگر اس سے اونکے کمالات مین کچھ فرق نہین آسکتا۔ جیسا کہ ناقوس کی آواز سے پہاڑ مین کچھ تغیر نہین آتا۔ اس کتاب کی فضیلت کے لئے کیا یہ کچھ کم ہے کہ باوجود اسقدر قلیل ضخامت کے اہل طریقت کی فقہ کا بڑا حصہ اسمین موجود ہے۔ درحقیقت اہل طریقت اور اونکے پیروون کے تمام نصوص اسمین اوسیطرح درج ہین جسطرح

کتاب الروضہ مین مذہب شافعی رضی اللہ عنہ کے نصوص - اللہ تعالی اس کتاب کو خالصاً
اپنے ہی لیے قبول فرمائے اور اس سے مؤلف و کاتب اور سننے والون اور دیکھنے والون
کو فائدہ پہونچائے وہی قریب و مجیب ہے -

مقدمہ

اس بیان مین کہ صوفیون کا طریق کتاب و سنت سے مستحکم اور اخلاق انبیا و اصفیا کے سلوک
پر مبنی ہے - اور جبتک کہ صریح قرآن یا سنت یا اجماع کے مخالف نہو بُرا نہین ہو سکتا
اور جب ان چیزون کے مخالف نہین ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک خاص
قسم کی سمجھ ہے جو ایک مسلمان کو عطا ہوئی ہے جسکا جی چاہے اوسپر عمل کرے اور جسکا جی چاہے
اوسکو ترک کرے - اور اس صورت مین انکار کا باعث بدظنی اور اون پر الزام ریا لگانے کے سوا اور
کچھ نہین رہتا - اور شرع کی رو سے یہ جائز نہین -

علم تصوف کی تعریف

جاننا چاہیے کہ علم تصوف اوس علم کا نام ہے جو ولیون کے دلون مین اوسوقت
ظہور پذیر ہوتا ہے جب کتاب و سنت پر عمل کرنے سے وہ منور ہو جاتے ہین پس جو کوئی
ان دونون پر عمل کرے گا اوسپر اس سے ایسے علوم و ادب و اسرار و حقائق منکشف
ہو جاوینگے جنکے بیان سے زبان عاجز ہے - اسکی مثال ویسی ہی ہے کہ جب علماء
شریعت اپنے علم پر جو اونکو شریعت کے احکام کا ہے عمل کرتے ہین تو اونپر اوسکے
احکام روشن ہو جاتے ہین - اسلیے تصوف اسکے سوا اور کچھ نہین کہ احکام شریعت پر بندہ
کے عمل کرنے کا ماحصل ہے بشرطیکہ اوسکا عمل علتون اور نفس کی لذتون سے پاک ہو
جیسا کہ علم معانی و بیان علم نحو کا لُب لُباب ہے - اس بنا پر جسنے تصوف کو مستقل علم

قرار دیا ہے وہ وہی سچا ہے - اور جسنے اسکو خود احکام شریعت ہی کہا ہے وہ بھی سچا ہے - جیساکہ علم معانی و بیان کو جداگانہ علم کہنے والے اور علم نحو مین داخل کرنے والے دونون راستی پر ہین - البتہ اسکا پتہ کہ تصوف کی نہر شریعت ہی کے چشمہ سے نکلی ہے صرف اوسی کو لگ سکتا ہے جسکو شریعت کے علم مین ایسا تبحر ہو کہ اوس کی تہ کو پہونچگیا ہو پھر جب بندہ صوفیون کے طریق مین داخل ہوتا اور شریعت کے علم مین اوسکو تبحر ہو جاتا ہے تو اوسوقت اوسکو اللہ تعالیٰ احکام ظاہری کے مشابہ احکام ٹھیک حد پر استنباط کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے - تب وہ طریقت مین واجبات مستحبات آداب محرمات مکروہات اور خلاف اولی اوسی کے مشابہ استنباط کرتا ہے جسطرح کہ مجتہدون نے کیا ہے - اور مجتہد کا اپنے اجتہاد سے کسی ایسی چیز کو واجب قرار دینا جسکے واجب ہونے کی صراحت شریعت مین نہین ہے اوس سے زیادہ رتبہ نہین رکھتا جو طریقت کے کسی ایسے حکم کو جسکے وجوب کی تصریح شرع مین نہین ہے ولی اللہ کا واجب قرار دینا رکھتا ہے - جیساکہ امام یافعی وغیرہ نے صاف لکھا ہے - اسکی توضیح یہ ہے کہ وہ سب کے سب شرع مین قابل اعتماد نہین جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے چن لیا ہے - اسلئے جو کوئی باریک بینی سے کام لے گا اوسکو معلوم ہو جائے گا کہ اہل اللہ کے علوم مین سے کوئی شے شریعت کے باہر نہین ہے - اور جب شریعت ہی اونکو ہر لحظ خدا تک پہونچاتی ہے تو اونکا علم شریعت کے باہر کیونکر ہو سکتا ہے - لیکن جنکو اہل طریقت کی طرف میلان نہین ہے اونکا اس امر کو عجیب و غریب سمجھنا کہ تصوف کا علم عین شریعت ہے اسوجہ سے ہے کہ اونکو شریعت مین تبحر نہین ہے - اسی لئے جنید رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگون کی تردید مین جنکو اوس زمانہ مین یا اوسکے بعد یہ وہم ہو کہ یہ علم

طریقت شریعت سے باہر نہین ہے۔

شریعت سے باہر ہے کہا ہے کہ ہمارا یہ علم کتاب و سنّت سے مستحکم ہے - اور اس فرقہ کا
اسپر اتفاق ہے کہ خداے عزوجل کی راہ مین صدر نشینی کی صلاحیت اوسی کو ہوتی ہے
جسکو شریعت اور اوسکے معنی و مفہوم - خاص و عام - ناسخ و منسوخ کے علم مین تبحر ہو اور لغت
عرب مین بھی اسقدر مہارت ہو کہ اوسکے مجازات و استعارات وغیرہا کو پہچانتا ہو - لہذا
ہر صوفی فقیہ ہے اور ہر فقیہ صوفی نہین ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ صوفیون کے احوال
کو وہی بُرا سمجھیگا جو اونکا حال نہین جانتا -

۴

صوفیون کا مرتبہ

امام قشیری کہتے ہین کہ دورِ اسلام مین کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا ہے کہ اوسمین اس
فرقہ کا شیخ موجود ہوا ہو اور اوس زمانہ کے علماء کے اماموں نے اوس شیخ کے آگے گردن
نہ جھکائی ہو اور اوس سے عاجزی پیش نہ آئے ہون اور برکت حاصل نہ کی ہو - اور اگر
انکو یہ فضیلت و خصوصیت حاصل نہوتی تو معاملہ اسکے برعکس ہوتا - **مین کہتا ہون**
کہ اس فرقہ کی فضیلت کے لئے ہمکو یہی کافی ہے کہ جس وقت امام احمد حنبل نے امام
شافعی سے یہ پوچھنا چاہا کہ اوس شخص کا کیا حکم ہے جو نماز مین یہ بھول جائے کہ وہ کونسی
نماز پڑھ رہا ہے تو امام شافعی نے حضرت شیبان راعی کے قول کو مان لیا - اور علیٰ ہذا
امام احمد حنبل نے حضرت شیبان کے سامنے اوسوقت سر جھکا دیا جب اونھون نے
کہا کہ ایسا شخص خداے عزوجل سے غافل ہے اسلئے اسکی پاداش یہ ہے کہ اسکی
تادیب کیجاے - اور اسیطرح امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوحمزہ بغدادی صوفی پر اعتقاد
لانا اور اونکے پاس دقیق مسائل کا پوچھنا اور یہ کہنا کہ اے صوفی تم اس مسئلہ مین کیا کہتے ہو
(جیسا کہ عنقریب ابوحمزہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال مین آئے گا) ہمارے لئے کافی ہے -
اسلئے کہ فرقہ صوفیہ کی اس سے غایت درجہ کی تعریف نکلتی ہے کہ جو چیز امام احمد کی سمجھ مین

ذ اسکے اوسکو ابو حمزہ سمجھ جائین - اور ایسا ہی ابو العباس بن سریج کا حضرت جنیدؒ پر اعتقاد لانا - یعنی جب وہ انکے پاس حاضر ہوے تو کہنے لگے کہ جو کچھ جنیدؒ کہتے ہین اوسکو تو مین جانتا نہین لیکن اونکے کلام مین ایک رعب پایا جاتا ہے جو اہل باطل کا رعب نہین ہے - ہمارے لیے بس کرتا ہے - اور علماء ظاہر وقت امام ابو عمران نے حیض کے مسائل مین حضرت شبلیؒ کا امتحان لیا اور اونھون نے سات باتین ایسی بتائین جو ابو عمران کو معلوم نہ تھین ابو عمران کا حضرت شبلیؒ کے آگے سپر ڈالدینا ہمارے لیے کفایت کرتا ہے - اور شیخ قطب الدین ایمن رضی اللہ تعالی عنہ نے نقل کی ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ اپنے بیٹے کو رغبت دلایا کرتے تھے کہ اپنے زمانہ کے صوفیون کے پاس جایا کرو اور کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ خلوص مین جس درجہ تک پہونچے ہین وہان تک تم نہین پہونچے - امام قشیری نے اپنے رسالہ مین اور امام عبد اللہ بن اسعد یافعی نے اپنی کتاب روض الریاحین مین اور دوسرے اہل طریقت نے اس فرقہ کی مدح اور انکے طریق پر بڑی شرح و بسط سے تقریرین کی ہین اور انکی کتابین ایسے مضامین سے بھری پڑی ہین -

اولیاء اللہ کو برا کہنا

امام ابو تراب نخشبی رضی اللہ تعالی عنہ جو اس میدان کے ایک مرد تھے کہا کرتے تھے کہ بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہوجاتا ہے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اوسکی مونس بنجاتی ہے - **مین کہتا ہون** کہ مینے اپنے پیر و مرشد شیخ الاسلام حضرت ابو یحیی زکریا انصاری کو کہتے سنا کہ جب فقیہ کو اس فرقہ کے احوال اور انکی اصطلاحات سے واقفیت نہو تو وہ برہنہ پا فقیہ ہے - اور اونکو اکثر یہ کہتے بھی سنا ہے کہ خوش اعتقادی سعادت اور بد اعتقادی شقاوت ہے - اور ہمارے شیخ شیخ محمد مغربی شاذلی رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے

تے کہ اپنے بزرگوں کا راستہ صوفیوں سے پوچھو گو وہ تھوڑے ہوں اور جو لوگ

انکے طریق سے ناواقف ہیں اون سے بچتے رہو گو وہ بہت ہوں اور علم تصوف کے

شرف کو موسی علیہ السلام کا حضرت خضرؑ سے یہ درخواست کرنا بس کرتا ہے کہ "آپ[له]

اجازت دیں تو مین آپکے ساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم (لدنی منجانب اللہ) آپکو سکھایا گیا

ہے اوسمین سے کچھ آپ مجھکو بھی سکھا دیں"۔ اور علم حقیقت کی طلب کے واجب ہونے

کی سب سے بڑی دلیل یہ آیت ہے۔ جیسا کہ علم شریعت کی جستجو واجب ہے اور ہر شخص

اپنے مقام کی بات کرتا ہے۔ انتہی۔ **مین کہتا ہون** کہ مینے ایک رسالہ

دیکھا ہے جو حضرت محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ نے امام فخر الدین رازی صاحب

تفسیر کبیر کو لکھکر بھیجا تھا۔ اسمین اونہون نے امام صاحب کے درجہ کا علم مین کمتر ہونا

بیان کیا ہے۔ حالانکہ امام فخر الدین رازی کا شمار اون علماء مین ہے جنپر علوم (اسلامیہ)

کی ریاست ختم ہوتی ہے۔ اس رسالہ مین لکھا ہے کہ:

علوم باطنیہ و ظاہرہ کا فرق

میرے بھائی خدا ہمکو اور تمکو توفیق عطا فرمائے سنو! کوئی شخص ہمارے نزدیک

علم کے مقام مین کامل نہین ہوتا جبتک کہ اوسکا علم بغیر واسطہ نقل یا استاد کے خدائے

عزوجل کی طرف سے نہو۔ کیونکہ جسکا علم نقل یا استاد سے حاصل ہوتا ہے وہ برابر

نوپیدا چیزون سے لیتا ہے اور اللہ والے لوگ اسکو خالی از علت نہین سمجھتے۔

[له] یہ سورہ کہف (پارہ ۱۵ – رکوع ۲۱) کی چھیاسٹھوین آیت کا ترجمہ ہے۔ مصنف

کا استدلال اس بنا پر ہے کہ صوفیون کے نزدیک اور مذہب محقق کے مطابق خضر

علیہ السلام ولی ہین نبی نہین۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء اولوالعزم مین سے اور

رسول تھے ۱۲ مترجم

اور جسنے نو پید اچیزون اور اونکی شناخت مین عمر گنوائی اوسنے اپنا حصہ خدائے عزوجل
کے پاس کا کھودیا - اسلئے کہ آدمی اون علوم مین جو نو پید اچیزون سے علاقہ رکھتے ہین
اپنی عمر کو فنا کرتا ہے اور اونکی حقیقت کو نہین پہونچتا - بھائی جان ! اگر تم اہل اللہ مین
سے کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلوک اختیار کرتے تو وہ تمکو حق تعالیٰ کی درگاہ
شہود تک پہونچا دیتا - اور وہان سے تم اشیار کا صحیح علم الہام کے طریقہ سے حاصل کرتے
جسمین نہ مشقت ہے نہ ماندگی ہے نہ بے خوابی ہے جیسا کہ خضر علیہ السلام نے
حاصل کیا ہے - اور علم ہے تو وہی ہے جو کشف و شہود سے حاصل ہو نہ کہ وہ جو
نظر و فکر اور گمان و قیاس سے اور شیخ کامل حضرت ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اپنے زمانہ کے علمار کو کہا کرتے تھے کہ تمنے اپنے علوم سی عالمون سے یعنی مُردون
نے مُردون سے حاصل کئے ہین اور ہمنے اپنے علوم اوس زندہ جاوید سے اخذ
کئے ہین جو مرنے والا نہین ہے - اور اے بھائی تمکو چاہیے کہ علوم مین سے اوسی
علم کی جستجو مین رہو جس سے تمہاری ذات کامل ہو اور جہان تم جاؤ تمہارے ساتھ
رہے - اور ایسا علم صرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے علاقہ رکھتا اور وہب و مشاہدہ
کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے - کیونکہ مثلاً علم طب ہے کہ اسکی ضرورت اوسی عالم مین ہے
جہان روگ اور دُکھ ہے اور جب تم اوس عالم مین انتقال کروگے جہان دُکھ درد ہی
نہین ہے تو وہان اس علم کے ذریعہ سے کسکا علاج کروگے - اس سے اے بھائی
تمکو معلوم ہوگیا کہ عقل والے کو صرف وہی علم حاصل کرنا چاہیئے جو اوسکے ساتھ عالم برزخ
تک جائے نہ کہ وہ جو عالم آخرت کے سفر کے وقت ساتھ چھوڑ دے - اور آدمی کے ساتھ
جانیوالے صرف دو ہی علم ہین - ایک تو خدائے عزوجل کا علم - اور دوسرا معاملات

آخرت کا علم - تاکہ اوس عالم مین جو تجلیات واقع ہون اونکا انکار نہ کر بیٹھے اور جب حق کی تجلی اُسپر ہو تو نعوذ باللّٰہ منک (میَن تجھسے خدا کی پناہ مانگتا ہون) نہ کہدے جیسا کہ وارد ہوا ہے - اسلئے اسے بھائی یہ ضرور ہے کہ اسی عالم مین یہ دونون علم تجپر کھل جائین تاکہ انکا پھل تمکو اوس عالم مین ملے - اور اس عالم کے انہین علوم کو جنکی ضرورت اہل اللہ کی اصطلاح کے مطابق خدا کی طرف جانے کے راستہ مین پیش آئے - اور اون دونون علمون کا انکشاف صرف خلوت ریاضت مشاہدہ اور جذب الہی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے - اسے بھائی مین چاہتا تھا کہ تمہارے لئے خلوت اور اوسکے شرائط اور اون تجلیات کا جو تمکو خلوت مین نظر آئین ترتیب وار تھوڑا تھوڑا کرکے ذکر کرون - لیکن مخالفت زمانہ نے مجھے اس ارادہ سے باز رکھا - مخالفت زمانہ سے میری مراد وہ اشخاص ہین جنکو اسرار شریعت کی سمجھ نہین ہے اور جنکا طریقہ لڑنا جھگڑنا ہے - یہانتک کہ ایسے لوگ جتنی چیزون سے ناواقف ہوتے ہین سب سے انکار کرتے ہین - اور تعصب اور نام و نمود سردار بننے اور دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنے کی محبت نے اونکو اہل اللہ پر اعتقاد لانے اور انکی بزرگی کو ماننے سے روک رکھا ہے انتہی (رسالہ کی عبارت ختم ہوئی)

صوفیون کے علوم تک پہونچنے کا راستہ

اور حضرت محی الدین ابن العربی نے فتوحات اور اپنی دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ صوفیون کے علم تک پہونچنے کا راستہ ایمان و تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "اور اگر ان بستیون کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتون کو اونپر کھول دیتے" یعنی ہم اونکو اون علوم پر مطلع

[1] دیکھو سورہ اعراف کی آیت ۹۶ پارہ ۹ رکوع ۱۲

کردیتے جو علویات سفلیات اور جبروت کے اسرار اور ملک و ملکوت کے انوار سے علاقہ رکھتے ہین - اور اللہ نے فرمایا ہے "اور[1] جو شخص خدا سے ڈرتا ہے گا خدا اوسکے لئے نجات کی شکل نکال دے گا اور اوسکو وہان سے رزق پہونچاے گا جدہر سے اوسکو گمان بھی نہ تھا" اور رزق کی دو قسمین ہین روحانی و جسمانی - اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور[2] اللہ سے ڈرو اور اللہ تمکو سکہاتا ہے" یعنی تمکو وہ باتین بتلائے گا جنکو تم وسائط کے ذریعہ سے نہین جانتے اور وہ علوم الٰہیہ ہین اور اسی لئے تعلیم کی نسبت اسم اللہ کی طرف ہے جو ذات پر دلالت کرتا اور اسمار و افعال و صفات کا جامع ہے - پہر حضرت موصوف لکھتے ہین کہ اے بھائی اسلئے تمپر لازم ہے کہ اس گروہ کی تصدیق اور انکے آگے تسلیم تم کرو -

کتاب و سنت کے معنی جو صوفیہ بیان کرتے ہین

اور یہ لوگ کتاب و سنت کے جو معنی و مطلب بیان کرتے ہین اونکی نسبت یہ وہم نہ کرو کہ یہ اونکو ظاہر سے پہیر دیتے ہین - بلکہ بات یہ ہے کہ ظاہر آیت و حدیث کے معنی و مطلب لوگون کی سمجھ اور اونکے تفاوت کے اعتبار سے ہوا کرتے ہین - پس بعض معنی ایسے ہین جنکے لئے آیت و حدیث آئی ہے اور زبان کی عام بول چال کی رو سے اوسپر دلالت بھی کرتی ہے اور اوہین دوسرے باطنی معانی و مطالب بھی ہین جو اس آیت و حدیث کو پڑہتے وقت اوس شخص پر منکشف ہوتے ہین جسپر اللہ اونکو منکشف فرماتا ہے کیونکہ حدیث نبوی مین آیا ہے کہ ہر آیت کا ظاہر باطن حد و مطلع ساث بطن اور ستر تک ہے - لہذا ظاہر تو وہ ہے جو بے تکلف سمجھ مین آتا فوراً قبول کرلیا جاتا اور اون مفید علوم

---

[1] دیکھو سورۂ طلاق (پارہ ۲۸ - رکوع ۱۸) کی دوسری اور تیسری آیتین - ۱۲

[2] دیکھو سورۂ بقرہ (پارہ ۳ - رکوع ۷) کی آیت ۲۸۲ - ۱۲

مین سے ہے جنکے ذریعہ سے اعمال صالحہ کیے جاتے ہین - اور باطن معارف الٰہیہ
ہین - اور مطلع وہ مفہوم ہے جسمین ظاہر و باطن ایک ہوجاتے ہین - اور وہ شہود کلی ذاتی
کا راستہ ہوتا ہے - جان برادر! اسکو سمجھو اور ایسے معنون کو جو عوام کی سمجھ سے باہر ہین
اس شریف گروہ سے حاصل کرنے مین کچھ بعض لوگون کے معارضہ کے سبب سے ڈر کو -
انکا یہ معارضہ صحیح نہین ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا احالہ یعنی
پھیر کر دوسری طرف لیجانا ہے - کیونکہ یہ احالہ نہین ہے - احالہ تو اوس صورت مین ہوتا جب
وہ کہتے کہ اوس آیت و حدیث کے اوسکے سوا جو ہم کہتے ہین کوئی اور معنی ہی نہین ہین
حال آنکہ وہ نہین کہتے - بلکہ ظاہر کو ظاہر پر رہنے دیتے اور اونکے موضوعات کو اون
سے مراد لیتے ہین اور جو معنی و مطلب کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم و احسان سے اونکے
دلون مین ڈال دیتا اور اونکی فہمون پر کھول دیتا ہے اوسکو بھی سمجھ لیتے ہین - اور یہ فرقہ جہان
کہین کھول دینے کا لفظ اس طور سے استعمال کرتا ہے وہان اوسکی مراد یہ ہوتی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب عزیز و احادیث شریف لائے ہین اونکے بھید کے
متعلق نفس یا قلب یا روح کا پردہ دور ہوجائے - اسلئے کہ ولی کبھی نئی شریعت نہین
لاتا وہ تو کتاب و سنت کے متعلق ایسی نئی سمجھ لاتا ہے جو اس سے پہلے کسی کو حاصل
نہ ہوئی تھی اور اسی لئے جسکو اہل طریقت پر ایمان نہین ہوتا وہ اوسکو نہایت ہی عجیب و
غریب سمجھتا اور مذمت کی راہ سے کہتا ہے کہ یہ تو ایسی بات ہے جو کسی نے نہین
کہی تھی - حال آنکہ مناسب یہ تھا کہ اوسکو اعتقاد کی راہ سے قبول اور اوسکے کہنے والے
سے فائدہ حاصل کرتا - اور جس شخص کی شان انکار کی ہوتی ہے وہ اپنے زمانہ کے اولیا
مین سے کسی سے فائدہ نہین اوٹھاتا اوسکے حق مین پکا ہوا کہانا کیا کم ہے - اور اکثر ایسا ہوتا

کو سننے والا کہنے والے کی مراد کی ضد سمجھ لیتا ہے - جیسا کہ علماء بغداد مین سے ایک شخص پر یہ واقعہ گذرا کہ وہ ایک روز جامع مسجد کو جا رہا تھا کہ ایک شرابی نے اس مضمون کے دو شعر پڑھے ؎

شب برات کے جب متبرک دن گذر جائین	شبینہ جام کا دن تک نہ تار ٹوٹنے پاوے
جو چھوٹے جام ہون اونسے نہ لینا ہرگز کام	کہ وقت تنگ ہے ایسا نہو کہ ضائع جاوے

اِن کو سُنکر وہ دیوانہ وار صحراؤن مین بھاگتا ہوا مکہ تک چلا گیا اور جب تک اوسکو موت نہ آئی برابر اسی حال مین رہا - اسی لئے اشعار و غزل کے سننے سے وہی لوگ منع کئے گئے ہین جو ایسے محجوب ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اونکے دلون کی آنکھین نہین کھولی ہین کیونکہ اگر اونکی یہ آنکھین کُھلی ہون تو صفائے ہمت سے دیکھین اور چمکتی ہوئی فہم و معرفت کی روشنی کے ساتھ سُنین اور غیب کے معانی کا اشارہ پائین اور جسقدر راز پر پہلے سے مطلع ہون اوسکے مطابق عمدہ ترین[١] پیرایہ کی پیروی کرین - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ہمارے اون بندون کو خوشخبری سُنا دو جو بات کو کان لگا کر سنتے اور اوسمین سے اچھی باتون پر چلتے ہین یہی تو وہ لوگ ہین جنکو خدا نے ہدایت دی ہے اور یہی تو عقل رکھتے ہین "

اولیاء اللہ کے منکرین -

شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اس شریف گروہ کو عوام الناس اور خاصکر جھگڑنے والون کے ساتھ مبتلا کیا ہے - اسلئے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ انمین سے کسیکا دل کسی خاص ولی کی تصدیق کی طرف رجوع ہوتا ہو - بلکہ وہ تجھسے یہی کہے گا کہ ہان مین جانتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کے اولیا و برگزیدہ موجود ہین لیکن یہ نہین معلوم کہ کہان ہین بس کوئی ایسا نہوگا جسکا تم ذکر کرو اور وہ اوسکا عیب نکالکر نہ دھر دے اور اوسکے

[١] دیکھو سورۂ زمر (پارہ ۲۳ - رکوع ۱۶) کی ستروین و اٹھارہوین آیتین - ۱۲

ولی اللہ ہونے پر حجتیں قائم نہ کرے ۔ حالانکہ اوسکو یہ نہیں سوجھتا کہ اولیاء اللہ کے صفات اولیاء اللہ ہی پہچان سکتے ہیں پھر جو شخص ولی نہیں ہے وہ کسی شخص کی ولایت کی نفی کہان سے کرتا ہے یہ تو محض تعصب کے سوا کچھ بھی نہیں ہے ۔ جیسا کہ ہم اپنے زمانہ مین ابن تیمیہ کا انکار اپنے اور اپنے اون بھائیون کی نسبت دیکھ رہے ہین جو عارفین مین سے ہین ۔ بھائیو جسمین یہ صفت پائی جائے اوس سے پرہیز کرو اور جسطرح خونخوار درندہ سے بھاگتے ہو اوسیطرح اوسکی صحبت سے بھاگو ۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم و منت سے ہمکو اور تمکو اولیاء کا سچا سمجھنے والا اور اونکی کرامات پر ایمان لانیوالا بنائے انتہیٰ (شیخ ابو الحسن شاذلی کا قول ختم ہوا) اور موصل نے کتاب مناقب الابرار مین فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو ولیون کی صحبت سے بچتے رہو اسلئے کہ اگر وہ تمکو دوست رکھین گے تو تمہاری تعریف مین ایسی باتین بیان کرینگے جو تم مین نہین ہین اور اس طور پر تمہارے عیبون کو تمسے پوشیدہ رکھین گے اور اگر تمسے عداوت رکھین گے تو تمہاری مذمت مین ایسے امور ظاہر کرینگے جنسے تم پاک ہو اور لوگ اونکا کہنا سچ سمجھین گے ۔ شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے انبیاء و اصفیا کے بارہ مین یہ روش چلی آتی ہے کہ اونکی ابتدائی حالت مین بار بار اور انتہائی حالت مین جب کبھی اونکا دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کی طرف مائل ہو تو اونپر مخلوق کو مسلط فرماتا ہے مگر آخر مین جب وہ پورے خدا ہی کے ہو رہتے ہین تو اونہین کی جیت ہوتی اور میدان اونہین کے ہاتھ رہتا ہے ۔ انتہیٰ

اولیاء اللہ کے ابتلا کا سبب

مین کہتا ہون کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مرید سالک پر مخلوق کیطرف رجحان اور اپنی نسبت اپنی خوش اعتقادی کے میلان کے ساتھ خلوص اور بارگاہ خداوندی کیطرف

جانا سخت دشوار ہوتا ہے۔ اسلئے جب آدمی اوسکو اذیت پہونچاتے اور اوسکی برائیان کرتے اور جہوٹہ اور تہمت سے اوسکی عیب جوئی کرتے ہین تو اوسکا نفس اون سے بہاگتا اور خواہی نخواہی اوسکا میلان اونکی طرف باقی نہین رہتا۔ اور تب اوسکا معاملہ اپنے رب کے ساتہ صاف ہوجاتا اور اوسکی توجہ اوسکی طرف ٹہیک ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اوسکے سوا کسی کیطرف اوسکا خیال ہی نہین جاتا ہے۔ اور پہر اپنی انتہائی سیر کے بعد جب وہ خلق کی رہنمائی کیطرف لوٹتے ہین تو بزرگ باری درگذر و عیب پوشی کے خلعت سے سرفراز ہو آتے ہین۔ اسلئے خلق اللہ کی اذیت کو برداشت کرتے اور خدا کے بندون سے جو کچہ اوسکی نسبت سرزد ہوتا ہے سب پردہ خدا سے راضی رہتے ہین۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے درمیان اوسکا رتبہ بلند کرتا ہے۔ اور اونکے انوار کامل ہوتے ہین۔ اور جو کچہ تکلیف اونکو خلق اللہ سے پہونچتی ہے اوسکی برداشت سے رسولون کی میراث کے سچے مستحق ٹہیرتے ہین اور اسی سے اونکے مراتب کا تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔ اسلئے کہ آدمی اپنے دین کی مقدار کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے[51] "اور ہمنے انہین سے امام بنائے ستہے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تہے اور (یہ منصب امامت اونکو اوسوقت ملا) جبکہ وہ صبر کئے رہے" اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے[52] "اور تمسے پہلے بہی رسول جہٹلائے جا چکے ہین تو اونہون نے لوگون کے جہٹلانے پر اور اون کی ایذا دہی پر صبر کیا یہانتک کہ ہماری مدد اونکے پاس آپہونچی" اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کاملین میسے کوئی دو شہودون سے خالی نہوگا۔ یا اوسکے قلب مین حق تعالیٰ کا شہود ہوگا پس وہ حق کے ساتہ

---

[51] دیکہو سورہ سجدہ (پارہ - ۲۱ - رکوع ۱۰) کی چوبیسوین آیت ۱۲

[52] دیکہو سورۂ انعام (پارہ - ۷ - رکوع ۱۰) کی چونتیسوین آیت ۱۲

ہوگا بندون کی طرف اوسکو التفات ہی نہوگا۔ یا خلق کا شہود ہوگا اور اس صورت مین وہ اونہین اللہ تعالیٰ کے بندے پائیگا اور اونکے آقا کی وجہ سے اونکی خاطر و مدارات کریگا اور اگر وہ فنا فی اللہ کے درجہ مین ہوگا تو ہمکو اوس سے بحث نہین ہے۔ اسلئے کہ فنا کی حالت مین اس سے تکلیف اُٹھجاتی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ اولیا و علما مین سے جو شخص انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام کے قدم بقدم چلتا ہے اوسکے لئے ضرور ہے کہ ستایا جاے جیسے وہ ستائے گئے تھے۔ اور اسپر طوفان باندہے جائین جیسے اونپر باندہے گئے تھے تاکہ جسطرح اونہون نے صبر کیا تھا یہ بہی کرے۔ اور خلق اللہ پر رحم کرنے کی عادت کرے۔

ولی کی ولایت پر خلق اللہ کے اختلاف کا سبب

اور سیدی علی خواص کو مینے کہتے سُنا کہ اگر اللہ کی طرف بلانے والون کا کمال اسپر موقوف ہوتا کہ خلق اللہ کا اونکی تصدیق پر اتفاق ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے پیشتر کے انبیا سب سے زیادہ اسکے مستحق تھے۔ حالانکہ ایک گروہ نے اونکی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اونکو سیدہی راہ پر لایا۔ اور باقی اس نعمت سے محروم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انصاف سے اونکو شقی بنایا۔ اور چونکہ اولیا و علما لوگون کی غمخواری کے مقام مین رسولون کے نقش قدم پر چلتے ہین۔ اسلئے اونکے بارہ مین بہی لوگون کی دو ٹولیان ہوجاتی ہین۔ ایک تو معتقد اور سچا جاننے والی۔ اور دوسری منکر جہٹلانیوالی جیسا کہ رسولون علیہم الصلوٰۃ و السلام کو پیش آتا رہا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے اون کو انکی میراث کا حقدار بنادے۔ پس اونکی تصدیق اور اونکے علوم و اسرار کا اعتقاد وہی کرینگے جنکو اللہ تعالیٰ اُن مین شامل کرنا چاہے گا۔ گو وہ ایک زمانہ کے بعد ہی کیون نہو۔ اب رہے اونکے جہٹلانے والے اور انکار کرنے والے تو وہ اونکی بارگاہ کے نکالے ہوئے ہین

اور اللہ تعالیٰ اونھین اونکی اس حرکت کے باعث اور بھی دور پھینکتا جاتا ہے - اور اولیا و علماء
کے ماننے والے بجز اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے لوگون مین سے تھوڑے ہی اس
سبب سے ہوتے ہین کہ اونکے طرق سے ناواقفیت کا غلبہ اور غفلت کا زور ہوتا ہے
اور اکثر آدمیون کو اپنے نفس کے رشک وحسد کے باعث کسی شخص کی بزرگی و عظمت
بڑی لگتی ہے - چنانچہ کتاب مجید نے نوح علیہ السلام کی قوم کے بارہ مین اسکو ظاہر کیا ہے[۵۱]
"اور جو لوگ ایمان لاچکے ہین (ان سب کو کشتی مین لادلو) اور اونکے ساتھ ایمان بھی
بس تھوڑے ہی سے لوگ لائے تھے" اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے[۵۲] "مگر اکثر
آدمی ایمان نہین لاتے - ولیکن اکثر آدمی نہین جانتے" اور جناب باری عز اسمہ نے فرمایا ہے[۵۳]
"یا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ انمین اکثر سنتے یا سمجھتے ہین - یہ تو بس چوپایون کیطرح کے
ہین بلکہ یہ (اُن سے بھی گئے گذرے ہین" اور اونکے سوا اور بھی آیتین ہین -

اولیاء اللہ کے چھپے رہنے کا سبب اور چھپنے کی صورتین

اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ عوام الناس کو کہان نصیب کہ حق تعالیٰ
کے اُن اسرار کو سمجھ سکین جو خاص بندون یعنی اولیا و انبیاء کے ساتھ ہوتے ہین اور اُس نور کا تصور کر سکین
جو اُنکے دلون مین چمکتا ہے - اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اُنکو اپنی اکثر مخلوق سے پردہ ہی مین رکھتا ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک اونکا بہت بڑا رتبہ ہے - اور اگر لوگون مین ظاہر و عیان رہتے اور یہ انھین اذیت
دیتے تو یہ اللہ تعالیٰ سے علانیہ جنگ کرتے اور اللہ اُنکو ہلاک کر دیتا اسلئے مخلوق سے اُنکا چھپائے رکھنا
مخلوق کے حق مین رحمت ہے - اور اولیاء مین سے جو لوگ کہ خلق پر ظاہر ہوتے ہین تو ظاہری

---

۵۱ دیکھو سورہ ہود (پارہ - ۱۲ - رکوع ۴) کی چالیسوین آیت - ۱۲

۵۲ قرآن مجید مین بیسیون جگہ درج ہے ۱۲

۵۳ دیکھو سورہ فرقان (پارہ ۱۹ - رکوع ۳ - کی) چوالیسوین آیت ۱۲

علم اور اوسکی دلالت کے پائے جانے کی حیثیت سے ظاہر ہوتے ہین ورنہ راز ولایت کی
حیثیت سے تو وہ ہمیشہ چھپے ہی رہتے ہین - اور شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول
ہے کہ ہر ولی کے لئے ایک یا چند پردے اوسکے مشابہ ہوتے ہین جو اللہ تعالی کی نسبت
منقول ہین - کہ اوسکے ستر حجاب ہین اور اوسکی معرفت نہین ہوتی مگر انکے باہر سے - یہی
حال ولیون کا بھی ہے - بعض تو اسباب کے پردہ مین ہوتے ہین - اور بعض ظاہری عزت
ور رعب وقہر کے پردون مین - یعنی جسکے قلب پر حق تعالی کی جیسی تجلی ہوتی ہے اوسی کے
مطابق اوسپر پردہ پڑا رہتا ہے - اس سبب سے لوگ کہتے ہین کہ اس نفس کے ساتھ ہرگز
یہ شخص ولی اللہ نہین ہو سکتا - اور اوسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب حق تعالی بندہ کے قلب
پر قہر کی صفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے تو وہ بندہ قہار ہوتا ہے - اور انتقام کی صفت کے
ساتھ تو منتقم - اور رحمت و شفقت کی صفتون کے ساتھ تو مشفق و رحیم - اور علی ہذا پھر جو
ولی کہ عزت و رعب و قہر و انتقام کا مظہر ہوکر ظاہر ہوتا ہے اوسکی ہمراہی مریدون مین سے
وہی اختیار کرتا ہے جسکو اللہ تعالی نے نفس و ہوا سے پاک کر دیا ہے - اور ہر زمانہ اور ہر
دور مین ایسے اولیاء و علماء ہوتے ہین جنکے آگے اوس زمانہ کے بادشاہ سر جھکاتے اور جنکی
فرمانبرداری و اطاعت کرتے ہین - اور انہین سے بعض ایسے ہوتے ہین جو ظاہری علم
کے مشغلون اور ظاہری لقبون کی گمنامی مین اپنے آپ کو چھپاتے ہین یہانتک کہ تم انہین
اور کم علم طالب علمون مین بمشکل تمیز کر سکتے ہو - اور انہین سے بعض دنیا کی کشاکش مین پڑے
اور حب ریاست جتلانے اور لباس فاخرہ زیب بدن کرنے کے ذریعہ سے اپنے اوپر
پردہ ڈالے رہتے ہین - حالانکہ باطن مین بہت ہی بڑے پایہ کے ہوتے ہین - اور بعض کا پردہ
یہ ہوتا ہے کہ بادشاہون - امیرون اور مالدارون کے پاس کثرت سے آمد و رفت رکھتے ہین

اوراون سے دنیاوی چیزون کا سوال کرتے ہین اور مدرس خطیب امام وغیرہ کی نوکریان
ڈہونڈہتے ہین اور پہراوسمین ایسا عدل اور ایسی نیک چلنی اور نیکوکاری برتتے ہین کہ اُنکے
سو کسی حاکم یا علما یا مولوی سے ہونہین سکتی ہے۔ اور وہ اپنی ماہوار مین سے خود کچہ
ہی نہین کماتے۔ یا کماتے ہی ہین تو سدِرمق سے زیادہ نہین۔ پس جو لوگ کم فہم
اور کم عقل ہین وہ کہتے ہین کہ اگر یہ شخص ولی اللہ ہوتا تو ان امیرون کے پاس ہرگز آمدورفت
نہ رکہتا بلکہ اپنی گوشۂ تنہائی یا گہر کے اندر علم مین مشغول رہتا اور اللہ اللہ کیا کرتا اولیاء اللہ
بس اگلے زمانہ مین ہوگئے۔ خدا اونپر رحمت بہیجے۔ اور اسی قسم کی دل دکہانے اور ستانے
کی وہ باتین کہتے ہین۔ لیکن ایسا کہنے والے اگر اوسکی دینداری و پرہیزگاری کی کامل تحقیقات
کرین تو ایسے اولیاء وعلماء کو بُرا کہنے سے احتراز کرین۔ اسلئے کہ یہ لوگ اکثر بادشاہون
وغیرہم کے پاس کسی بُرائی کو دور کرنے یا کسی مظلوم کو قید سے چہڑانے یا ایسے بندگان خدا
کے کام نکالنے کے لئے آتے جاتے ہین جنکی رسائی وہان تک ممکن نہین اور وہ ایسے
ولیون اور عالمون سے درخواست کرتے ہین جنپر اونکا اعتقاد ہے اور اسلئے ان لوگون پر
اونکی ضرورتون کے لئے حاکمون کے پاس جانا واجب اور بیلوتہی کرنا حرام ہوجاتا ہے۔
ایسے علماء و اولیاء کی بدگوئی مین ہمیشہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ خصوصاً جب ہم دیکہین کہ ایسی
آمدورفت رکہنے والے علماء و اولیاء اپنے قبضہ کی چیزون مین زہد برتتے ہین۔ اور جب
امیرون اور حاکمون کے ساتہ بیٹہتے ہین تو دیان کی عزت وحرمت کو ہاتہ سے نہین
دیتے اونکو نیک کامون کا حکم دیتے اور بُرے کامون سے منع کرتے ہین۔ اور جنکی سفارش
حاکمون سے کرتے ہین اونکا ہدیہ قبول نہین کرتے۔ ایسا شخص محسنین مین سے ہے اور
کسی کو جائز نہین ہے کہ اوسپر مذکورہ بالا سبب سے اعتراض کرے۔ اور شیخ سیدی علی الخواص رض

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنا کہ جب فقیر کو دنیا دار امیرون کی نسبت معلوم ہو کہ اوسکی
نصیحت کو سنتے اور اوسکی سفارش کو مانتے ہین - تو اوس فقیر پر اونکی صحبت اور اون کے
پاس آمد و رفت واجب ہو جاتی ہے - اور جسکو اللہ تعالیٰ نے نور عطا فرمایا ہے اوسکو اسکی
تمیز ہو جاتی ہے کہ کیا کرنا اور کیا ترک کرنا چاہیے - انتہی (علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
قول تمام ہوا) **مین کہتا ہون** کہ بعض اولیار کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ خلق اللہ جو کچھ ہبۃ
و صدقات اونکو دیتی ہے اونکو وہ قبول کر لیتے ہین اور اوسمین اپنا مال ملا دیتے ہین اور اس
سے لوگون پر یہ ظاہر کرتے ہین کہ یہ کل غیرون کی خیرات مین سے ہے اور جو لوگ دیتے
ہین اونکی سخاوت کی تعریف کرتے اور لوگون کو اس وہم مین ڈالتے ہین کہ خیرات کے مال
مین سے اپنی ذات اور اپنے بال بچون کے لئے کچھ رکھ لیا اور محتاجون کو نہین دیا ہے
حالانکہ اوسمین اپنا مال بھی ملا دیا ہے اور لوگون کا ایسا وہم پختہ کرنے کے لئے اسطرح کی باتین
کرتے ہین کہ اس زمانہ مین بھلا کس سے یہ ہو سکتا ہے کہ لوگون سے خیرات لے اور
فقیرون کو دیدے اور اوسکے دل مین اوسمین سے کچھ رکھ چھوڑنے کا خیال نہ آئے -
مگر ایسا کہنا تو بُرا ہے اللہ ہی معاف کرے - اور یہ اون مردان خدا کے بہت بڑے
اخلاق مین سے ہے جنہون نے اپنا معاملہ خدا کے ساتھ خلوص پر رکھا ہے - کیونکہ جب
لوگون کی آنکھون مین اوسکی ایسی ظاہری حقارت ذلت و رسوائی ہوگی تو کسیکی آنکھ اوسکے
باطنی کمال پر نہ پڑے گی - اسلئے کہ جہان آدمی نے مخلوق کا ہدیہ قبول کیا یقیناً اونکی آنکھون
سے گرا - جیسا کہ جسنے اوسکو واپس کیا وہ اونکے نزدیک معزز ہوا - حالانکہ ممکن ہے
کہ واپس کرنے والے نے ریا و زور سے لوگون کے دل اپنی طرف پھیرنے کے لئے
ایسا کیا ہو تا کہ لوگ اوسکی تعظیم و تکریم کرین اور اوسکی مدح و ثنا مین خوب تر زبان ہون مفصل نہ جانے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جو شخص لوگون سے لینا ترک کرکے اون سے تعریف کا طلبگار ہے - وہ تو اپنے نفس اور نفسانی خواہش ہی کی پرستش کرتا ہے اوسکو اللہ تعالیٰ سے کیا سروکار - **مین کہتا ہون** کہ پرستش سے اطاعت مراد ہے - اور یہ بھی اونہین کا قول ہے کہ جس شخص کو اپنے نفس سے واپس کردینے کے فتنہ کا اندیشہ ہو اُسکو چاہیئے کہ لے لے اور بعد کو چپ چاپ مستحق کو دیدے اور خود اپنے لئے اوسمین سے کچھ بھی نہ لے - انشاء اللہ اس تدبیر سے وہ فتنہ سے امن مین رہے گا شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اولیاء اللہ کی طرف سے جتنی چیزین کہ بداعتقاد کرتی ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ کسی شخص سے جسنے اونکا لباس پہنا ہو اور اونکے جیسے طریق کی طرف منسوب ہو کوئی لغزش واقع ہوجائے - اور ایسی بداعتقادی پر جما ہوا رہنا خدا سے بہت بیجا الگ کرنے والا ہے - کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور خدا کے (جتنے) کام (ہین ایک امر) تقدیری (ہین جو روز ازل سے) ٹھیرے ہوئے ہین[1] اور "کوئی شخص[2] دوسرے کے بار کو اپنے اوپر نہین لیگا" پھر ایک شخص کے برا کرنے سے کہان سے لازم آیا کہ اوسکے کل ہمرنگ و ہمطریق برے ہوجائین - یہ تو محض عداوت اور باطل کا تعصب ہے اور کچھ بھی نہین

قطعہ

حجاب سوءِ ظن مین اولیاء اللہ کا چھپنا	دلیل صاف و روشن ہو کہ کامل ہے فروغ انکا
شب تاریک مین گر ابر تیرہ چاند کو ڈھانکے	ضیاء حسن مین اُسکے تو فرق آتا نہین اصلا

مین کہتا ہون کہ اولیاء اللہ کی شناخت سب سے بڑھکر باز رکھنے والا ۲ تہمت

---

[1] دیکھو سورۂ الاحزاب (پارہ ۲۲ - رکوع ۲) کی اڑتیسوین آیت ۱۲

[2] دیکھو سورۂ بنی اسرائیل (پارہ ۱۵ - رکوع ۲) کی پندرہوین آیت ۱۲

ومشابہت کا خیال ہے - یہ خیال بہت بڑا حجاب ہے جسنے بہت سے اولین و آخرین کی
راہ ماری ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ ایک قوم کے حال مین فرماتا ہے[1] " اور کہتے ہین کہ یہ کیسا
رسول ہے جو کہانا کہاتا اور بازارون مین (پڑا) پہرتا ہے " لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہی
کہ اپنے کسی بندہ کو اپنے کسی ولی سے ملائے تاکہ اوس سے ادب سیکہے اور اخلاق
مین اوسکی پیروی کرے تو اسکی بشریت کا رُخ اوسکی طرف سے پہیر دیتا اور اسکی خصوصیت
کا پہلو اوسکی آنکہون کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے - اسلئے وہ بغیر کسی شک کے اس کا
معتقد ہو جاتا اور اسکو نہایت دوست رکہتا ہے - اور اکثر آدمی جو اولیاء اللہ کی صحبت
مین رہتے ہین وہ اونکی بشریت ہی کے رُخ کو دیکہتے ہین - اسی لئے وہ بہت تہوڑا فائدہ
حاصل کرتے ہین اور اپنی پوری عمر اُنکے ساتہ بسر کرتے ہین اور اون سے کچہہ نفع نہین اُٹہاتے
اور خدائی حکمت کا اقتضاء یہ ہے کہ کسی ایک شخص کے اعتقاد پر ساری خلق اللہ کا اتفاق
نہو - اور اسمین ایک چہپا ہوا راز ہے اور وہ یہ کہ اگر کُل مخلوق اوسکو سچا جانے تو وہ جہٹلانیوالوں
کے جہٹلانے پر صبر کرنے کے اجر سے محروم رہے - اور اگر ساری مخلوق اوسکو جہوٹا ہی
سمجہے تو سچا سمجہنے والون کی تصدیق اور پیروون کی متابعت کے شکر کا اجر اوسکے ہاتہ سے
جاتا رہے - اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن اختیار سے چاہا کہ اوسکے اولیاء کے بارہ
مین لوگون کی دو قسمین ہون جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا - ایک قسم معتقد و مُصدّق - اور
دوسری منکر و مُکذّب - تاکہ وہ پہلی قسم کے اعتبار سے شکر کے ساتہ - اور دوسری کے
اعتبار سے صبر کے ساتہ - خدا کی عبادت کرین - کیونکہ ایمان کے دو حصے ہین آدہا صبر
ہے اور آدہا شکر -

---

[1] دیکہو سورہ فرقان (پارہ-۱۸- رکوع ۱۶) کی ساتوین آیت ۱۲

اور مینے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ نفس تعریف سے میلا ہوجاتا
ہے اور مذمت سے صاف و ستھرا - اور وہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو اوس شخص کے قول کی
طرف ہرگز کان نہ دہرنا جو علما و فقرا کے کسی گروہ کا منکر ہو ورنہ اللہ تعالیٰ کی رعایت کی آنکھ
سے گر جاؤ گے اور اوسکی ناراضی کے مستوجب ٹھیرو گے - اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا قول ہے کہ جو شخص اس گروہ کے ساتھ بیٹھے اور جو باتین اونکے نزدیک محقق ہین اونمین
سے کسی مین اونکی مخالفت کرے اوسکا نور ایمان اللہ تعالیٰ چھین لیتا ہے **مین کہتا ہون**
کہ اونکی مراد اس نور ایمان سے ہے جو اوس امر کے متعلق تھا جسمین اوسنے مخالفت کی
نہ کہ ہر قسم کے ایمان کا نور جیسا کہ اللہ اور ملائکہ اور اوسکی کتابون اور رسولون اور روز قیامت وغیرہ
پر ایمان رکھنے کا نور - اسکی نظیر یہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ زانی جسوقت زنا کرتا ہے
اوسوقت اوسمین ایمان نہین ہوتا یعنی اس مسئلہ پر ایمان نہین ہوتا کہ زنا کی حالت مین اللہ تعالےٰ
اوسکو دیکھ رہا ہے - اور قوم صوفیہ نے جھگڑا کرنے سے صرف اسوجہ سے منع کیا ہے
کہ اونکے علوم دل کی یافت ہین نقل کے ذریعہ سے نہین آئے ہین اور جو شخص مشاہدہ
اور معائنہ سے خبر دیتا ہو اوس سے سننے والے کو نزاع کرنی جائز نہین ہے بلکہ اگر وہ مرید
ہو تو تصدیق واجب ہے اور بیگانہ ہو تو تسلیم - کیونکہ اس فرقہ کے علوم مین منازعت کی
گنجایش ہی نہین ہے یہ علوم تو نبی کی میراث ہین - اور حدیث مین ہے کہ نبی کے پاس
تنازع نہ کرنا چاہیے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدال سے منع کیا اور مجادلہ کرنیوالے
کے حق مین فرمایا ہے کہ اوسکو چاہیے کہ دوزخ مین اپنے بیٹھنے کی جگہ بنائے - اور شیخ
محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ معارف آلہیہ و اشارات ربانیہ مین لوگون کا اصل
اعتراض یہ ہے کہ عقل کی روش سے خارج ہین اور بغیر نقل کے اوپر سے آتے ہین - یعنی

انمین عقل و نقل اور نظر و فکر کو دخل نہین ہے۔ اسلئے وہ انکے طریقہ سے بیگانہ و ناواقف ہین۔ اور ناواقفیت کے باعث اون سے انکار کرتے ہین۔ اور جو شخص کسی طریقہ کا منکر ہوتا ہے وہ خواہی نخواہی اوس طریقہ والون سے عداوت رکہتا ہے۔ اسلئے کہ اوسکے اعتقاد مین وہ طریقہ فاسد اور اوسکے ماننے والون کے عقائد باطل ہین۔ لیکن وہ یہ نہین خیال کرتے کہ اس سے اللہ تعالی کے وجود کا انکار لازم آتا ہے اور عاقل پر واجب ہے کہ جس چیز سے ناواقف ہو اوسکا انکار نہ کرے۔ تاکہ منکرین مین داخل نہو۔ اسلئے کہ اولیاء و علماء باعمل حقیقی تصدیق و صدق و تسلیم و اخلاص و وفاء عہود کی بناء پر اللہ تعالی کے حضور مین حاضر اور مراقبہ انفاس کے سبب اللہ تعالی کے ساتہ ہین۔ یہانتک کہ انہون نے اپنی باگین اوسکے ہاتہ مین دے رکہی ہین اور اپنی جانین بے چون و چرا اوسکے سپرد کردی ہین۔ اور اپنے پروردگار کی ربوبیت سے شرماکر اور اپنے بارہ مین اوسکی قیومیت کو کافی سمجہکر کسی وقت بہی اپنی جانون کی پروا نہین کرتے۔ اسلئے جو کچہہ وہ خود اپنے لئے کرتے اوسکو اللہ تعالی ہی انجام فرماتا بلکہ اوس سے کہین زیادہ کرتا ہے۔ اور جو شخص اون سے لڑتا ہے اون سے اللہ ہی لڑتا ہے۔ اور جو اون پر غالب آنا چاہتا ہے اللہ ہی اوسپر غالب آتا ہے۔

انکا مخلوقین کے ہاتھ
مین اولیاء اللہ کی
تسلیم۔

سیدی ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ چونکہ اللہ تعالی کو اپنے علم قدیم کے ذریعہ سے معلوم تہا کہ اس گروہ کے حق مین لوگ ایسا ایسا کہینگے۔ اسلئے اللہ تعالی نے اپنی ہی ذات پاک سے ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ایک قوم پر جس سے اوسنے منہ پہیر لیا بدبختی کا حکم جاری فرمایا پس اوس قوم نے جناب باری تعالی پر جورو بچے رکہنے اور مفلس و تنگدست ہونے کے عیب لگائے۔ پہر جب لوگون کے کافر۔ زندیق ساحر مجنون وغیرہ کہنے سے

کسی ولی وصدیق کے دل مین انقباض پیدا ہوتا ہے تو خدائی صدائین اوسکے گوش دل مین
پہونچتی ہین کہ اگر ہمارا فضل تجھپر نہوتا تو یہی تیرے واقعی صفات ہوتے۔ کیا تو اپنے
بھائیون کو بنی آدم مین سے نہین دیکھتا کہ کیونکر اونون نے ہمسے گستاخیان کین اور جو باتین
ہماری شان کے شایان نہین ہین وہ ہماری طرف منسوب کین۔ اگر اسپر بہی اوسکا انقباض
نہ گیا تو پھر وہی حقانی صدائین کہتی ہین کہ کیا تو ہین اپنا نمونہ نہین بناتا دیکھہ کہ ہماری نسبت وہ
باتین کہی گئی ہین جو ہماری عظمت وجلال کے سزاوار نہ تہین اور ہمارے حبیب محمد اور
اونکے بھائیون انبیا ورسل کی طرف اونکے رتبون کے خلاف جادو وجنون کی تہمتین لگائی
گئین اور اونکو لوگون نے کہا کہ خدا کی طرف بلانے سے انکی غرض ریاست اور دوسرون پر
اظہار فضیلت کے سوا کچھ نہین ہے۔ اب اے بھائی اوس علاج کی طرف نظر دوڑاؤ جو
حق تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسوقت فرمایا جب وہ کفار کے قول سے دل تنگ
ہوے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا فَسَبِّحْ[1] بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ ۝
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ؕ پس اے ولی تجھپر اس بارہ مین اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے اسلئے کہ یہ خدائی طب اور ربانی علاج ہے اور
جو دل تنگی کہ اغیار اہل انکار وصاحب غرور کی باتون سے پیدا ہو اوسکا ازالہ اسی سے ہوگا۔
اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ "تسبیح" کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی کو اون چیزون سے پاک

---

[1] اسکے قبل کی آیت یہ ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ اور
تینون مسلسل آیتون کا ترجمہ یہ ہے۔ اور ہمکو معلوم ہے کہ کافر جیسی جیسی باتین کہتے ہین اوسکی وجہ سے تم دل تنگ ہوتے
تو تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھہ تسبیح کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت مین لگے رہو یہانتک کہ تکو
امر یقینی پیش آئے۔ ۱۲

و منزہ قرار دینا چاہیئے جو اوسکے کمال کی شایان نہیں ہین۔ اسطور پر کہ اللہ تعالی کی تنزیہ امور سلبیہ کے ساتھ کیجائے اور جناب الہی سے نقائص کی جیسے تشبیہ و تحدید ہے نفی کیجائے۔ اور "تحمید" سے مراد یہ ہے کہ جو امور کہ اوسکے جمال و جلال کے سزاوار ہین اونکے ساتھ اوسکی ستائش کیجائے۔ اور یہ دونون چیزین (یعنی تسبیح و تحمید) اوس دل لگی کے مرض کی دوا کرنیوالی ہین جو انکار و مضحکہ کرنیوالون کے قول سے پیدا ہوتی ہے۔ اب رہا "سجدہ" سو یہ اس امر کا کنایہ ہے کہ بندہ بلندی و رفعت کی طلب سے اپنے آپ کو پاک کرے۔ اسلئے کہ سجدہ کرنیوالا اپنے سجدہ کی حالت مین بلندی کی صفت سے فانی ہوجاتا ہے۔ اسیواسطے بندہ کو شرع مین حکم دیا گیا ہے کہ سجدہ مین سبحان ربی الاعلی و بحمدہ کہے۔ اور اوس "عبودیت" سے جسکی طرف واعبد ربک حتی یاتیک الیقین مین اشارہ ہے مراد یہ ہے کہ اپنی ذلت اور عزت کی طلب سے اپنی بیزاری کا اظہار کرے اور یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو ذات و صفت کے اعتبار سے فنا کردے تب اُسکو نزدیکی برگزیدگی و عزت کے خلعت عطا ہونگے۔ جنکی طرف خداوند تعالی کے قول فَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ[۵۱] اور لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببتُهُ کنت له سمعا وبصرا الحدیث[۵۲] حدیث قدسی مین آیا ہے۔ اور اہل طریقت کے نزدیک "نوافل"

---

۵۱ اور سجدے کرو اور قرب حاصل کرو ۱۲

۵۲ ہمیشہ بندہ نوافل کے ذریعہ سے میری نزدیکی ڈھونڈھا کرتا ہے یہانتک کہ مین اوسکو دوست رکھتا ہون اور جب مین اوسکو دوست رکھتاہون تو اوس کے کان آنکھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہوجاتا ہون ۱۲

اِس سے عبارت ہے کہ بندہ اپنے رب عزوجل کے شہود کے وقت اپنے نفس کے
شہود مین فانی ہوجاے۔ اور "یقین" یقن الماء فی الحوض سے ماخوذ ہے
جو اوس وقت بولتے ہین جب پانی ٹھیر جاتا ہی اور اس سے مراد یہ ہے کہ تردد شک وہم وظن کے
دور ہوجانے کی وجہ سے سکون قرار واطمینان حاصل ہوجاے۔ شیخ محی الدین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ اِس "سکون قرار واطمینان" کی اضافت جب عقل ونفس کیطرف
ہوتی ہے تو اوسکو علم الیقین کہتے ہین اور جب روح روحانی کیطرف ہوتی ہی تو عین الیقین
کہتے ہین اور جب قلب حقیقی کیطرف تو حق الیقین کہتے ہین اور جب سِر وجودی کیطرف
تو اوسکو حق الیقین کی حقیقت کہتے ہین اور یہ مراتب جب کے سب مِل کے اوسی شخص مین جمع
ہوتے ہین جو مردانِ خدا مین سے کامل ہوتا ہے انتہیٰ۔ اور جنید رحمہ اللہ تعالیٰ شبلی علیہ الرحمۃ سے
اکثر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا راز محجوبون کے درمیان افشا نہ کرنا۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ
فقیر کو نہ چاہیئے کہ توحیدِ خاص کی کتابین پڑھے مگر مصدقین اہل طریقت کے سامنے یا اونکے
ماننے والون کے سامنے ورنہ جھٹلانے والون کے لئے وبال کا اندیشہ ہے۔ اور ابوتراب
نخشبی رضی اللہ عنہ کا قول اوپر گذر چکا ہے کہ وہ اہل انکار مین سے محجوبین کی نسبت
کہا کرتے تھے کہ جب قلب اللہ تعالیٰ کی روگردانی کا مانوس ہوجاتا ہے تو اولیا راللہ کی
عیب چینی اوسکی مصاحب ہوجاتی ہے **مین کہتا ہون** کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ
قلب سے بارگاہ الٰہی کیطرف رجوع کرنے والون مین سے ہوتا تو ضرور حاضرین بارگاہ کی
خوشبو اوسکو پہونچتی اور وہ اونکے ساتھ ادب کا برتاؤ اور اونکی مدح کرتا۔ اون سے محبت رکھتا
اور اونکی جوتیان اُٹھاتا تاکہ یہ اوسے اوس بارگاہ کے قریب پہونچا دیتے اور وہ بھی اونکا سا
ہوجاتا جیسا کہ دنیاوی بادشاہون کا تقرب ڈھونڈھنے والے کیا کرتے ہین۔

مین کہتا ہون کہ مین سے اسکی وجہ بھی سمجھ مین آتی ہے کہ کیون کاملین اہل طریقت مقامات توحید خاص کے کلام کو مخفی رکھتے ہین - اسکی وجہ عامۂ مسلمین پر شفقت اور جھگڑالو مجوبین کے ساتھ نرمی اور ایسے کلام کرنے والے بڑے بڑے عارفین کے ساتھ پاس ادب ہے - اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ توحید مین کبھی تقریر نہین کرتے ستے مگر اپنے گھر کے اندر اور وہ بھی اوسکے دروازون پر قفل ڈلوا دینے اور اونکی کنجیان اپنے زانو کے نیچے دبا لینے کے بعد اور کہتے تھے کہ کیا تمکو یہ پسند آتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دوستون اور خاص لوگون کو جھٹلائین اور انپر کافرو زندیق ہونے کی تہمتین لگائین - اور انکے اس فعل کی علت بزرگون کے وہ کلام تھے جو اس مقدمہ کے آخر مین بیان کئے جائینگے اور اسکے بعد وہ اپنے مرتے دم تک فقہ کے ذریعہ سے پردہ ڈالتے تھے - اور شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جسکے دل مین تصدیق نے جگہ نہین پائی ہے وہ ہرگز اس گروہ کی باتین نہ سنے گا اور اوسکے ساتھ بیٹھنا نہ چاہیئے کیونکہ بغیر تصدیق کے مجالست زہر قاتل ہے -

اور سیدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے کہ صوفیون کے بہت سے کلامون کا ظاہری پہلو صرف معتزلہ و فلاسفہ ہی کے اصول پر چسپان ہوتا ہے - اسلئے عاقل کو چاہیئے کہ صرف اوس کلام کے صوفیہ کیطرف منسوب ہونے سے اونکے انکار پر آمادہ نہو جائے بلکہ اونکی اون دلیلون کو غور و تامل سے دیکھے جنسے انہون نے استناد کیا ہے اسلئے کہ فلسفیون اور معتزلیون نے جو کچھ اپنی کتابون مین لکھا ہے سب ہی تو باطل نہین ہین اور بعضون نے جو اونکی کتابون کے دیکھنے سے منع کیا ہے تو اس خوف سے کہ کہین دیکھنے والے کے دل مین شبہہ نہ آجائے خصوصاً جو لوگ کہ انکار و دعوے والے ہین -

اور مینے سیدی محمد مغربی شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک رسالہ دیکھا جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ جاننا چاہیئے کہ گروہ صوفیہ کا طریق شہود و اثبات اور ایسے عقائد پر مبنی ہے جو بعض حالات
مین معتزلیون کے طریقہ سے قریب ہوجاتا ہے اور وہ حالت یہ ہے کہ جمال ذات کی
وحدت کے شہود مین غیبت صفات کے شہود کی حالت رہیانتک کہ گویا صفات
ہین ہی نہین۔ اور اگرچہ وہ حالت اس سے بلند تر بھی ہے لیکن یہ حالت عزیز المرام سخت
مبہم اور مذہب معتزلہ کی مشابہت کے باعث جلیل القدر بزرگون کی نسبت سوء ظن مین
مبتلا کرنیوالی ہے - اور اس حالت مین کوئی شبہہ نہین ہے - اس سبب سے سالک کو
اس سے آگاہ رہنا اور گروہ صوفیہ کی نسبت بدگمانی سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ یہ بڑے مہلکات
مین سے ہے انتہی - **مین کہتا ہون** کہ بعض اولیاء اللہ نے فرقہ صوفیہ کے دقیق
کلامون کی نسبت گفتگو کرنے کا دروازہ بند کردیا تھا یہانتک کہ اونھون نے وفات پائی
اور راہ سلوک کے حوالہ کیا اور کہا کہ جو شخص اونکے طریقہ پر چلے گا وہ ان باتون پر مطلع ہوگا
جنپر وہ مطلع ہوئے تھے - اور ویسا ہی ذائقہ پائیگا جیسا اونھون نے پایا تھا - اور عوام الناس کے
چون و چرا سے بے پروا رہیگا اور عنقریب حضرت ابو عبد اللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
حال مین آئیگا کہ اونکے یارون نے اون سے درخواست کی کہ اونکو علم حقائق کی کچھ
کیفیت سنائین - اسپر اونھون نے پوچھا کہ آج میرے کسقدر اصحاب ہین - لوگون نے
کہا کہ چھ سو - حضرت نے کہا کہ انمین سے سو کو تم اپنی طرف سے منتخب کرلو - اور پھر کہا کہ ان
سو مین سے بیس کو چھانٹ لو - اور بیس مین سے چار کو چن لو - چنانچہ ایسا ہی ہوا -
مین کہتا ہون کہ یہ چارون اہل کشف و اصحاب معرفت مین سے تھے اور جب
یہ انتخاب در انتخاب ہوچکا تو حضرت نے کہا کہ اگر مین تمہارے سامنے علم حقائق و اسرار

ہین اب کہولون۔ تو سب سے پہلے جو لوگ میرے کفر کا فتویٰ دینگے وہی جار ہوونگے۔ انتہی۔

مین کہتا ہون کہ ان بزرگونکی نسبت یہ اعتقاد رکہنا جائز نہین ہے کہ یہ لوگ باطن مین اسلئے زندیق تہے کہ جو بات اونکے نزدیک باطن مین متحقق تہی اوسکو علماء و عوام سے مخفی رکہتے تہے بلکہ اوسکا عمدہ پہلو اختیار کرنا چاہیے۔ اور وہ یہ کہ ہم اونکی اصطلاحات سے ناواقف ہین اور جو اونکی بارگاہ مین داخل نہین ہوتا وہ اونکے حالات سے واقف نہین ہوسکتا اور وہ اپنے علم کی تقریر کرنے کے وقت جو دروازے بند کر دیا کرتے تہے تو صرف اس سبب سے کہ اس علم کی تہ اکثر علماء کے لئے بہت ہی گہری ہے۔ چہ جائیکہ غیر علماء جیساکہ امام احمد حنبل کی نسبت اوپر بیان کیا گیا کہ جب اونکے پاس فرقۂ صوفیہ کے متعلق کوئی سوال آتا تہا تو وہ اوسکو ابوحمزۂ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بہیجدیا کرتے اور کہتے تہے کہ اس بارہ مین اے صوفی تم کیا کہتے ہو۔ اور عارف کی دسترس مین نہین ہے کہ وہ ایک ہی بات ایسی کہے کہ مختلف درجہ کے لوگون کے مناسب حال ہو۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتون مین سے ہے اور اسمین بہی نزاع ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم ہے کہ مین لوگون سے اونکی عقلون کے مطابق باتین کرون۔ اسکو سمجہنا اور سوچنا چاہیئے۔ اسلئے کہ جس شخص کو طریقت کا علم نہین ہے وہ جب کسی فقیر کی زبان سے سنیگا کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ توبہ سے توبہ ہے۔ تو وہ کہے گا کہ اسکے معنی و مقصود غلط ہین کیونکہ توبہ سے توبہ تو گناہ پر اصرار ہوا۔ لیکن جب فقیر اوسکے معنی اپنی اصطلاح کے مطابق بیان کریگا اور کہے گا کہ میری مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو پاک صاف نہ سمجہے اور خدا کی رحمت کے سوا توبہ پر اعتماد نہ کرے نہ کہ گناہ پر اصرار کرے

تو وہ شخص کہہ اوٹھے گا کہ یہ تو عجیب کی بات ہے حالانکہ اوسنے پہلے اس کلام کو برا ٹھیرایا تہا - اور یہ قول صوفیون کے اس اصول پر مبنی ہے کہ اونکی روش یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کو ریا و دعوے سے دور رکہنا چاہتے ہین اور اپنے اخلاص کو شمار مین نہین لیتے - اور اسی سے بعض بزرگون کا یہ قول صحیح ثابت ہوتا ہے کہ تقوی کی حقیقت تقوی کا ترک ہے - اور نیز اسکی نظیر حضرت عمر بن الفارض کا یہ قول ہے ؎

وَقُلْتُ لِزُهْدِیْ وَالتَّنَسُّکِ وَالتُّقٰی
تَخَلَّوْا وَمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْهَوٰی خَلُّوْا

مینے اپنے زہد و تقوی اور عبادت سے کہا مجکو چھوڑو - عشق اور مجہ مین مزاحم مت خلل

اور علی ہذا اونکا یہ شعر ؎

تَمَسَّکْ بِاَذْیَالِ الْهَوٰی وَاخْلَعِ الْحَیَا
وَخَلِّ سَبِیْلَ النَّاسِکِیْنَ وَاِنْ جَلُّوْا

عشق کا دامن پکڑ شرم و حیا کو ترک کر گو زاہد ہون مگر تو زاہدون سے بچکے چل

پس جس شخص کو اہل طریقت کے مصطلحات مین دخل نہو گا وہ اس قسم کے قولون کو برا سمجھے گا اور کہے گا کہ زہد و تقوی و عبادت کا ترک کہان صحیح ہے - بلکہ اس سے تو آدمی کا دین ہی جاتا رہتا ہے - پہر انکے قائل کی نسبت اعتقاد کیونکر صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ اگر اسکو طریقت مین دخل ہوتا تو وہ جانتا کہ حضرت عمر بن الفارض کی مراد یہ ہے کہ خدا سے عز و جل کے مقابلہ مین اعمال پر بہروسہ نکرنا چاہیے کیونکہ عمر بن الفارض زہد و تقوی و عبادت مین سلف صالح رضی اللہ عنہم کیطرح ممتاز تھے - اور ایسا ہی حضرت محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے امثال کی نسبت اور فرقہ صوفیہ کسی ایک شخص کے بارہ مین بھی کبھی ہمکو یہ خبر

نہ پہونچی کہ اونھون نے کسی شخص کو نماز روزہ حج وزکواۃ سے منع کیا ہو یا شریعت کی کسی بات کا معارضہ کیا ہو۔ اور ولی اوس شے کو کیونکر چھوڑ سکتا ہے جو بارگاہِ خداوندی مین اوسکے پہونچنے کا سبب ہوئی ہے۔ لوگ تو پہونچنے کے اسباب کی زیادتی مین کوشش کرتے ہین۔ اب صوفیہ کو برا سمجھنے کی وجہ اونکے وجد و حال اور اونکی خاص طور کی فہم کے سوا اور کوئی نہ رہی۔ اور یہ ایسے امور ہین کہ انمین سے کوئی بھی صحیح سنت کے معارض نہین ہے اور اسکا تصفیہ آسان ہے۔ جسکے دل مین آئے وہ اونکی تصدیق اور مذاہب کے مقلدون کی طرح پیروی کرے۔ اور جسکا دل نہ چاہے وہ چپکا ہو رہے اور انکار نہ کرے اسلئے کہ یہ لوگ طریقت کے مجتہد ہین۔ اور ایک مجتہد کے حق مین دوسرے مجتہد کا انکار کچھ اثر نہین رکھتا۔ قزوینی نے اپنی کتاب سراج العقول مین امام الحرمین سے نقل کی ہے کہ اون سے جب صوفیانِ صاحب غلو کے کلام کی نسبت پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ اگر مجھ سے کہا جائے کہ انکے ایسے قولون مین جو کفر کے مقتضی ہین اور جو مقتضی نہین ہین تفریق و تمیز کرو تو مین کہونگا کہ یہ آرزو سے محال ہے کیونکہ انکے کلام بعید الفہم و دشوار و دقیق ہوتے ہین توحید کے موجزن سمندر سے نکلکر آتے ہین اور جس شخص کا علم حقائق کی نہایات پر محیط نہین ہے اوسکو تکفیر کے دلائل پر وثوق نہین ہو سکتا جیسا کہ کسی نے اسی معنی مین کہا ہے ؎

بحر زخار سے آتے ہین ابھی تیر کے ہم — کسکو معلوم کہ مشتاق ہین کس سیر کے ہم

صوفیہ کی تکفیر

شیخ الاسلام تقی الدین سُبکی رحمہ اللہ تعالی سے بدعت مین غلو رکھنے والون اور نفس پرستون اور ذات مقدس کے بارہ مین کلام کرنے والون کی تکفیر کے بارہ مین سوال کیا گیا تو اونھون نے کہا کہ اے سائل محسن۔ جو شخص اللہ جل شانہ سے ڈرے گا وہ

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنے والے کے کافر قرار دینے کو ایک امر عظیم سمجھے گا۔ کیونکہ تکفیر ایک ہولناک اور بڑے جوکھون کا کام ہے۔ اسلئے کہ جسنے کسی شخص معین کو کافر قرار دیا اوسنے یہ خبر دی کہ وہ عاقبت مین ابدالآباد جہنم مین رہے گا اور دنیا مین اوسکی جان و مال مباح ہونگے اوسکو مسلمان عورت سے نکاح کرنے نہین دیا جاےگا اور مسلمانون کے احکام اوسپر جاری نہونگے نہ حیات مین اور نہ مرنے کے بعد۔ اور ہزار کافرون کے ترک مین خطا کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی مرد مسلمان کا ایک چلو خون بھی خطا سے بہایا جاے۔ اور حدیث مین ہے کہ امام کا معاف کر دینے مین خطا کرنا سزا دینے مین خطا کرنے سے مجھے بہت زیادہ پسند ہے۔ پھر وہ مسائل جنکی وجہ سے ایسے لوگون کی تکفیر کا فتوی دیا جاتا ہے نہایت دقیق و غامض ہین۔ کیونکہ اونکے متشابہات اور قرآن کے اختلافات اور نیتون کا تفاوت بہت ہے۔ اور اونکے سارے قسمون کے پہلوؤن مین سے خطا کا پہچاننا اور حقائق تاویل پر مطلع ہونا اور اونکے مواقع کی شرطون کا جاننا اور جن الفاظ مین تاویل کی گنجایش ہے اور جنمین نہین ہے ان سے آگاہ ہونا نہایت ہی مشکل ہے اسکے لیے کل قبائل عرب مین سے اہل زبان کے سارے طرق حقائق مجازات و استعارات کا جاننا ضروری ہے۔ اور توحید کے دقائق و غوامض سے باخبر ہونا واجبات مین سے ہے۔ اور علی ہذا اور بہت سی باتین ہین جو ہمارے زمانہ کے بڑے بڑے علما کے لیے ناممکن الحصول ہین اور دوسرون کا تو کیا ذکر ہے۔ اور جب انسان خود اپنے عقیدہ کو ٹھیک طور سے ضبط عبارت مین لانے سے عاجز ہے تو کیونکر وہ غیر کے عقیدہ کو بے کم و کاست احاطہ تحریر مین لا سکتا ہے۔ اس سبب سے صرف ایسے شخص کی نسبت تکفیر کا حکم باقی رہا جو صراحۃً کفر بکے اور اوسی کو اپنا دین بناے اور دونون شہادتون کا

منکر ہو اور دین اسلام سے بالکل ہی نکل جاوے - اور ایسا شاذ و نادر وقوع مین آتا ہے
ان وجوہ سے اولی یہ ہے کہ نفس پرستون اور بدعتیون کی تکفیر سے باز رہنا چاہیے
اور قوم صوفیہ نے جتنی باتین ایسی کہی ہین کہ نصوص صریحہ کی مخالف نہین ہین اون کو
تسلیم کرنا چاہیے - انتہی (سبکی کا قول ختم ہوا) - **مین کہتا ہون** کہ ہمارے شیخ
شیخ امین الدین جامع غمری واقع مصر کے امام نے مجھسے بیان کیا کہ ایک شخص نے ایسی
عبارت لکھی جس سے تکفیر کا ایہام پایا جاتا تھا اسپر مصر کے علما نے اوسکی تکفیر کا فتوی دیا
اور جب اوسکو قتل کرنا چاہا تو سلطان جقمق نے پوچھا کہ علما مین سے کوئی ایسا بھی رہ گیا
ہے جو اسوقت حاضر نہو - لوگون نے کہا کہ ہان شیخ جلال الدین محلّی منہاج کے شارح
نہین آئے ہین - سلطان نے اونکو بلا بھیجا - چنانچہ وہ آئے اور اونھون نے ایک شخص کو
زنجیرون مین جکڑا ہوا سلطان کے سامنے حاضر دیکھا - شیخ نے پوچھا کہ اس شخص کی کیا حقیقت
ہے - لوگون نے کہا کہ یہ کافر قرار دیا گیا ہے - شیخ نے کہا کہ جسنے اسکی تکفیر کا فتوی
دیا ہے اوسکے پاس کیا سند ہے - یہ سنکر شیخ صالح بلقینی نے جھڑ بکر کہا کہ میرے والد
شیخ الاسلام شیخ سراج الدین نے اسی قسم کے ایک موقع پر تکفیر کا فتوی دیا تھا -
شیخ جلال الدین رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ صاحبزادے! کیا تم چاہتے ہو کہ ایک
مرد مسلمان موحّد کو جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اپنے والد کے فتوے سے قتل
کرا دو - کھولدو اسکی زنجیرین - چنانچہ زنجیرین کھولی گئین اور شیخ جلال الدین نے اوسکا ہاتھ
پکڑا اور باہر چلے آئے اور سلطان دیکھتا رہگیا - اور کسی شخص کی جراءت نہوئی کہ اونکا پیچھا
کرے - اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے کہ عارفون کے دل پر نفحات
الٰہیہ کی نسیم اکثر چلا کرتی ہے پس اگر اوسکو وہ زبان پر لائین تو عارفان کامل اونکو جہل کیطرف

منسوب کرین اور دلیل والے اہل ظاہر اونکی تردید کرنے لگین حالانکہ یہ سب خیال نہین
کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح اپنے اولیاء کو کرامت عطا فرمائی ہے جو معجزات کی فرع ہے
اوسیطرح کیا اونکی زبانین ایسے کلام نہین نکال سکتی ہین جنکے سمجھنے سے علماء عاجز ہون تا
مین کہتا ہون کہ جسکو اس قول مین شک ہو اوسکو لازم ہے کہ شیخ محی الدین کی
کتاب المشاہد یا سید محمد وفی کی کتاب الشعائر یا ابن قسی کی کتاب
خلع النعلین یا ابن العربی کی کتاب عنقاء مغرب پر نظر ڈالے کہ بڑے بڑے
علماء اونکے اون معنون کو جو قائل کے مقصود ہین ہرگز سمجھ نہین سکتے انکا سمجھنا اونہین
لوگون کے ساتھ مخصوص ہے جو اوس متکلم کے ساتھ بارگاہ قدس مین داخل ہون۔ اس
لئے کہ یہ تو لسان قدسی ہے اسکو فرشتے جانتے ہین یا وہ شخص جو بالکل بشریت سے
مجرد ہے یا جنکو صحیح کشف حاصل ہے۔ اور شیخ عزالدین بن عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ
عنہ شیخ ابو الحسن شاذلی کی صحبت مین آنے اور فرقۂ صوفیہ کو مان لینے کے بعد کہا کرتے
تھے کہ سب سے بڑی دلیل اس امر کی کہ صوفیہ کا گروہ دین کی سب سے بڑی بنیاد پر بیٹھا ہوا ہے
وہ کرامات و خارق عادات ہین جو ان سے واقع ہوتے ہین۔ حالانکہ انہین سے کوئی
بھی کبھی کسی فقیہہ (مولوی) سے سرزد نہین ہوتے مگر اوسی سے جو اونکے سلک
پر چلتا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور شیخ عزالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکے قبل
فرقۂ صوفیہ کو بُرا سمجھتے اور کہا کرتے تھے کہ کتاب و سنت کے سوا ہمارے لئے اور کوئی
طریق بھی ہے!! مگر جب چند دن صوفیہ کرام کی تصانیف کے اونہون نے پڑھے اور اونکی
انکھون کے پردے اُٹھے اور اونکے مذاق سے واقف ہوئے تو خوب اون کی
مدح سرائیان کرنے لگے۔ اور جب زنگیون کے واقعہ مین اولیاء و علماء منصورہ

کے مقام مین جو دمیاط کی سرحد کے قریب ہے جمع ہوئے تھے تو شیخ عز الدین
شیخ مکین الدین اسمر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید اور انکے پایہ کے لوگون نے ایک
مجلس ترتیب دی تھی جسکے سامنے رسالہ قشیریہ پڑہا جاتا اور ہر شخص اوسپر
کلام کرتا تہا کہ اتنے مین حضرت ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ آئے۔ لوگون نے
ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ اس کلام کے کچھ معنی ہمکو سنائین۔ شیخ
نے کہا کہ آپ اسلام کے مشائخ اور اس زمانہ کے بڑے آدمی ہین اور آپ اس مین
تقریرین کر چکے ہین تو مجھ جیسے شخص کے گفتگو کرنے کا اب کیا موقع ہے۔ لوگون
نے کہا کہ نہین آپ کچھ ضرور بیان کرین۔ اسپر اونہون نے خدا کی حمد و ثنا کی اور ہر گفتگو
کرنی شروع ہی کی تھی کہ شیخ عز الدین خیمہ کے اندر سے چیخ اوٹھے اور بلند آواز سے
یہ نعرہ لگاتے ہوئے نکلے کہ اس کلام کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ سے قریب العہد ہے
اور اسکو سنو۔

اولیا اللہ کی کرامات

امام یافعی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب روض الریاحین مین کہتے ہین کہ مجھے
اون لوگون پر سخت تعجب آتا ہے جو اولیا کی کرامات کا انکار کرتے ہین حالانکہ اونکا ذکر
آیتون صحیح حدیثون مشہور آثار اور حکایات قابل اعتبار مین اس کثرت سے موجود ہے
کہ احاطۂ حصر سے باہر ہے۔ اسکے بعد وہ کہتے ہین کہ انکار کرامات کے اعتبار سے
لوگون کی کئی قسمین ہین۔ ایک تو وہ جو مطلقاً منکر ہین اور یہ مشہور اہل مذہب اور پرہیزگاری
سے منحرف ہین بعض کہتے ہین کہ وہ مجسمہ ہین۔ اور دوسرے گروہ ہین جو اگلے لوگون کی
کرامات کے قائل مگر اپنے زمانہ کے کرامات سے منکر ہین۔ یہ لوگ بقول سیدی ابو الحسن
شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بنی اسرائیل کے مشابہ ہین جنہون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی اوسوقت تصدیق کی جب اونکو نہین دیکھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم موسی علیہ السلام سے
رتبہ مین بڑہے ہوئے تھے اور اسکا باعث اونکے حسد و عداوت و شقاوت کے سوا کچھ نہ تھا
اور تیسرے وہ ہین جو اسکی تصدیق کرتے ہین کہ اونکے زمانہ کے لوگون مین بھی خدا کے
اولیاء ہین لیکن کسی ایک معین شخص کی تصدیق نہین کرتے - ایسے لوگ اولیاء اللہ کی
امداد سے محروم ہین - کیونکہ جو شخص کسی ایک شخص معین کو تسلیم نہ کریگا وہ کبھی کسی سے
فائدہ نہ اوٹھائیگا - ایسون سے خدا بچائے - امام یافعی کہتے ہین کہ اگر کہا جائے کہ یہ
کرامتین جادو کے مشابہ ہین اسلئے کہ انسان کا ہوا سے ہاتف کی آوازون کا
سننا اور اپنے بطن مین صدا کا سماعت کرنا اور اوسکے لئے زمین کا سمٹ جانا اور عیانات
کا بدل جانا اور اسی قسم کی دوسری باتون کا جس مین صحیح ہونا ثابت نہین ہے ایسے امور
تو اہل سیمیا و نیرنجات سے بھی ظہور مین آتے ہین - اسکا جواب وہی ہے جو مشائخ
عارفین و علماء محققین نے کرامت و جادو کے فرق کی نسبت دیا ہے - اور وہ یہ ہے کہ جادو تو
بدکارون زندیقون و کافرون سے ظہور مین آتا ہے جو شریعت کے خلاف پر ہین -
اور کرامت اولیاء رضی اللہ تعالی عنہم سے جو اس رتبہ تک اپنے کثرت مجاہدہ و اتباع
سنت کی وجہ سے پہونچے ہین اور اس سے بھی اعلی درجہ پر پہونچ جاتے ہین -
اسلئے دونون مین تمیز فرق ہے - امام ابو صوف کہتے ہین کہ بہتیرے منکرین اگر اولیاء
و صالحین مین سے کسی کو ہوا مین اوڑتے ہوئے دیکھین تو ضرور کہین کہ یہ جادو جن و شیطان
سے کام لیتا ہے - بیشک جو شخص توفیق سے محروم رہا ہے وہ عیان و محسوس حق کو جھٹلاتا
ہے - اور جب اوسکا یہ حال ہے تو اکثر غیب کی باتون کی خبر ایمان لانے کا حکم اللہ تعالی
نے دیا ہے وہ تصدیق کیونکر کرسکتا ہے - اسی لئے اکثر قدم پھسل جاتے اور ایسے

خیالات دونون جہان کے خسران مین پہونچاتے ہین کیونکہ جب اوسنے محسوسات کا
انکار کیا تو غیب کی باتون کا بطریق اولی انکار کریگا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ
انکار نفاق کی شاخ ہے۔ **مین کہتا ہون** کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر منافقین محمد صلی اللہ علیہ
وسلم سے کے منکر ہوتے تو ضرور اونپر ظاہراً و باطناً ایمان لاتے۔ امام یافعی کہتے ہین کہ نہایت
تعجب ہے کہ لوگ کیونکر جادو و شیاطین کے فعل کو ایسے اولیاء مقربین و ابرار صالحین
کیطرف منسوب کرتے ہین وہ تو صفات مذمومہ سے بالکل پاک اور صفات محمودہ
سے آراستہ اور اُن تمام چیزون سے منہ پھیرے ہوئے ہین جو انکو خداے عز و جل سے باز رکھین
بالجملہ اے بھائی! جو کچھ مین نے تمہارے لئے اس مقدمہ مین بیان کیا ہے
یعنی اہل اللہ کی شان کا بلند ہونا خواہ وہ اہل اللہ تمہارے زمانہ کے ہون یا اور زمانہ کے
اوسپر مطلع ہو جانے کے بعد حسد کی بیماری سے بہت بچتے رہو اور اونکو ماننے سے
نہ رکو۔ اور اون کے بارہ مین اون کے منکرون کے قول پر ہرگز کان نہ دہرو ورنہ بہت سی
بھلائیون سے محروم رہ جاؤگے جیسا کہ اون لوگون کے کلام کو نہ جاننے کی وجہ سے
تم بہت سی نیکیون سے بے بہرہ رہے۔ حالانکہ جب تم اونکے کلام کو صحیح عقل کی ترازو مین
تولوگے تو تمکو معلوم ہو جاے گا کہ وہ سراپا نصیحتین ہین اور اس گروہ کی نسبت حضرت
ذوالنون مصری و ابو یزید بسطامی کے زمانہ سے لیکر ہمارے وقت تک برابر لوگ گفتگو
کرتے آئے ہین۔ بلکہ سیدی ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالی عنہ نے نقل کی ہے کہ لوگون
نے صحابہ کی ایک جماعت کی شان مین گفتگو کی اور اون سے ریا و نفاق منسوب کیا تھا
جنمین سے ایک زبیر رضی اللہ تعالی عنہ تھے کہ وہ نماز مین بہت خشوع کرتے تھے اور بعض
لوگ کہتے تھے کہ یہ ریا کرتے ہین۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے

اولیاء اللہ کا انکار
اونکی آزمائش ہے

لی سجدہ

مین سنے لوگون نے اوسکے چہرہ اور سر پر گرم پانی ڈالدیا جس سے اونکے چہرہ کی کھال اوتر گئی
مگر اونکو خبر نہوئی۔ بالآخر وہ نماز سے فارغ ہوئے اور ہوش مین آئے تو اونھون نے پوچھا کہ
کیا ہوا ہے۔ تب لوگون نے ماجرا بیان کیا تو کہا کہ جنھون نے ایسا کیا خدا اونکی مغفرت
کرے۔ اونکو ایک زمانہ تک اسکی تکلیف رہی۔ **مین کہتا ہون** کہ ان سب باتون
کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے[۱] "اور ہمنے تم مین ایک کو ایک کے لئے آزمایش قرار دیا
ہے۔ تو تم صبر کروگے؟ اور تمہارا پروردگار دیکھ رہا ہے"۔ اور ہر ولی کو اس آزمایش مین
سے پورا پورا حصہ ملا ہے۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ ابتلا جب شرف ٹھیرا تو اللہ تعالیٰ
نے اس امت کے خواص کیلئے اُن تمام بلاؤن اور رنجون کو جمع فرمایا جو سابق کی امتون مین
الگ الگ ظاہر ہوئے تھے۔ کیونکہ اسکے مدارج اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے
ہین۔ اور معتبرین نے ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت نقل کی ہے کہ لوگون نے
انکو سات مرتبہ انکے شہر سے نکالدیا۔ اور وہ جب سفر سے بسطام واپس آئے اور ایسے
علوم مین انھون نے گفتگو کی جنسے اوس شہر کے لوگ ناآشنا محض تھے یعنی انبیاء و اولیاء
کے مقامات تو حسین بن عیسیٰ بسطامی جو اوس نواح کا امام اور علوم ظاہری کا مدرس تھا انکار پر آمادہ
ہوا اور اُسنے ابویزید کو بسطام سے نکالدینے کا حکم دیا چنانچہ لوگون نے انکو نکالدیا۔ اور جبتک حسین بن عیسیٰ
نے وفات نہ پائی وہ واپس نہ آئے۔ اسکے بعد لوگ ان سے مانوس ہوئے اور انکی
تعظیم کرنے اور ان سے برکت حاصل کرنے لگے۔ اور اسکے بعد بھی ایک منکر کی جگہ
دوسرا قایم ہوتا اور یہ شہر سے نکالے جاتے رہے۔ آخرالامر لوگون کا عقیدہ اون کی
نسبت جما اور اسوقت تک لوگ اونکی تعظیم کرتے اور انکو متبرک سمجھتے ہین۔ اور ایسا ہی

[۱] سورہ فرقان (پارہ ۱۸۔ رکوع ۱۶) کی بیسوین آیت۔

واقعہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آیا کہ لوگون نے بعض حکام سے
اُنکی شکایت کی اور وہ مصر سے بیڑیان اور ہتکڑیان ڈالکر بغداد بھیجے گئے - اور خلیفہ نے
اون سے باتین کین تو تعجب مین آکر کہنے لگا کہ اگر یہ شخص زندیق ہے تو روے زمین
پر کوئی مسلمان نہین ہے - جیسا کہ عنقریب اونکے حالات مین آئے گا - اور علیٰ ہذا
سمنون محب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت مصیبت آئی کہ ایک عورت نے جو اونپر عاشق
تھی اور یہ اوس سے بھاگتے تھے اونپر دعوی کیا کہ انھون نے اور صوفیہ کی ایک جماعت
نے اوسکے ساتھہ حرامکاری کی ہے - سارے مدینہ مین یہ خبر پھیل گئی - اور خلیفہ نے
حکم دیا کہ سمنون اور اُنکے ساتھیون کی گردنین ماری جائین - اسپر کچھ لوگ تو بھاگ گئے
اور کچھ برسون روپوش رہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اون سے اس بلا کو دور کیا - اور
اسیطرح لوگون نے حضرت ابوسعید خراز پر تہمت لگائی اور عالمون نے اونکی تکفیر کا فتوی دیا
جسکا باعث اُنکی کتابون کی بعض عبارتین تھین جنمین سے ایک یہ تھی کہ "اگر تم پوچھو کہ کہان
سے آئے اور کہان جاوگے تو میرا جواب اللہ کے سوا کچھ نہوگا" اور اسی قسم کی اور عبارتین
اور ایک مرتبہ اخمیم کے مولویون نے ذوالنون سے تعصب کیا اور سلطان کے حضور
مین اس غرض سے مصر جانے کے لیے ایک ڈونگی مین سوار ہوئے کہ اُنکے کفر پر
اُسکے حضور مین گواہی دینگے - لوگون نے حضرت ذوالنون کو خبر دی - اُنھون نے
کہا کہ خدایا اگر یہ جھوٹے ہین تو انکو ڈبو دے - چنانچہ لوگون کی نظرون کے سامنے
ڈونگی اولٹ گئی اور سب ڈوب گئے یہانتک کہ کشتیبان بھی نہ بچا - حضرت ذوالنون
سے کہا گیا کہ بھلا کشتیبان کی کیا خطا تھی؟ انھون نے کہا کہ بدکارون کو اوسنے سوار
کرایا تھا - اور سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگون نے اُنکے شہر سے بصرہ نکالدیا

اور بُرائیان اُنکی طرف منسوب ہوئین اور کافر بنے اور وہ برابر بصرہ ہی مین رہے یہانتک
کہ وہین اُنھون نے موت کو لبیک کہا۔ علمیت معرفت واجتہاد پر اُنکا یہ حال ہوا۔ اور
اسکا سبب یہ تہا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ پہلے انس مین بندہ پر تو بہ فرض ہے بس کچھ اور نہین
صرف اتنی ہی بات پر فقہا اُنکے دشمن ہو گئے۔ اور حسین حلاج (منصور) عمرو بن عثمان
مکی کی بددعا کے باعث قتل ہوئے۔ اور اسکا واقعہ اس طور پہ ہے کہ اُنکے پاس ایک
جزمین خواص صوفیہ کے علوم تھے۔ اوسکو حسین نے لیا۔ عمرو نے کہا کہ جسنے وہ
کتاب لی ہے اوسکے ہاتھ پاؤن قلم ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور تکفیر کا قول تو عمرو کی دعا
کا پردہ تہا جیسا کہ آیندہ ابن خلکان کی روایت سے لکہا جائیگا۔ اور جنید رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے خلاف مین علم توحید کی تقریر کرنے کے زمانہ مین لوگون نے گواہیان دین تب
اُنھون نے فقہ کو اپنا پردہ بنایا اور باوجود علمیت وجلالت کے چھپے ہوئے رہے۔ اور
محمد بن الفضل البلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مذہب کے سبب سے لوگون نے نکالدیا جیسا کہ
عنقریب اُنکے حالات مین آئیگا۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ انکا مذہب اہل حدیث
کا مذہب تہا۔ اسپر لوگون نے ان سے کہا کہ ہمارے شہر مین تمہارا رہنا جائز نہین ہے
انھون نے کہا کہ مین تو نہین نکلونگا جبتک کہ تم میرے گلے مین رسی ڈالکر شہر کے
بازارون مین گھسیٹتے اور یہ کہتے ہوئے نہ لیجاؤگے کہ یہ بدعتی ہے ہم اسکو نکالنا چاہتے
ہین۔ چنانچہ لوگون نے اُنکے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا اور باہر نکالدیا۔ تب انھون نے
لوگون کی طرف رخ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلون سے اپنی معرفت نکال لی
اور ایسا ہی ہوا کہ اُنکے بعد بلخ مین کوئی صوفی نہوا۔ حالانکہ اُسکے قبل تمام شہرون سے
زیادہ تر وہین کی خاک سے صوفی اُٹھے تھے۔ اور جب شیخ عبداللہ بن ابی حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے کہا کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت بیداری مین ملاکرتا ہون تو اُنکی تردید کے
لیے ایک مجلس منعقد ہوئی - آخر اُنہون نے جمعہ کے سوا گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا یہانتک
کہ عالم بالا کا سفر اختیار کیا - اور حکیم ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کتاب علل الشریعہ
اور کتاب ختم الاولیا تصنیف کی تو لوگ اِن کتابون کی وجہ سے اِن سے بگڑ گئے
اور کہنے لگے کہ تمنے ولیون کو نبیون پر فضیلت دی ہے - اور اُنکی شان مین لوگون نے
سخت کلامیان کین اور اُنکو بلخ سے نکلوا دیا - اسپر اُنہون نے اپنی سب کتابون کو جمع کر کے
دریا مین ڈبو دیا اور مچھلی اُنکو نگل گئی اور چند برس کے بعد مچھلی نے اُنکو اوگلا اور خلق اللہ نے اُن سے
فائدہ اُٹھایا - اور بلخ کے صوفیون اور زاہدون نے یوسف بن الحسین سے دشمنی کی اور
ان پر خدائی کا دعوی کرنے کی تہمت لگی اور اُنکے ساتھ لوگون کا یہ برتاؤ اُنکے مرتے دم تک
رہا مگر اُنہون نے کچھ پروا نہ کی - اسلیے کہ وہ صاحب تمکین تھے - اور اُس زمانہ کے
لوگ ابو الحسن بوشنجی کے سر ہو گئے اور اُنکو نیشاپور سے نکال کر رہے چنانچہ وہ تادم مرگ
یہین رہے - اور ابو عثمان مغربی کو باوجود اُنکے مجاہدات علمی کمالات و کاملانہ حالات
کے مکہ معظمہ سے نکالا گیا - اور علویون نے اُنکے سر اور مونڈھون پر تازیانے لگوائے
اور پھر اونٹ پر سوار کر کے مکہ کے بازارون مین پھرایا - چنانچہ اُنہون نے بغداد مین سکونت
اختیار کی اور تادم واپسین یہین رہے - اور شبلی کے کفر کی کئی مرتبہ گواہیان گذرین حالانکہ
وہ سخت مجاہدہ اور سنت کا اتباع کرنے والے تھے اور مرتے دم تک لوگون کا یہی
برتاؤ اُنکے ساتھ رہا - یہانتک کہ جو اُنکے دوست تھے اُنہون نے اُنکو چھڑانے کے لیے
اُنکے مجنون ہونے کی شہادت دی اور تب وہ بیمارستان مین داخل کیے گئے - اور
حضرت ابو الحسن خوارزمی نے جو بغداد کے مشائخ مین سے تھے اُنکے بارہ مین کہا کہ اگر

اللہ تعالیٰ کے یہان جہنم نہوتا تو وہ سبکی کی وجہ سے ایک جہنم پیدا کرتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن لوگون کے لئے جنہون نے اُنکو ستایا اور اُنکا انکار کیا اور جہوٹون اُنکو کافر بتایا تہا جہنم پیدا کرتا۔ حضرت ابو الحسن کے قول کے یہی معنی ہین جسکی دلیل خود اُنکا بعد کا یہ جملہ ہے کہ ”اگر سُبکی جنت مین داخل نہوگا تو پہر کون اسمین داخل ہوگا“ اور اہل مغرب نے امام ابو بکر نابلسی کو کیا کہہ دکہا حالانکہ اُن مین علم و فضل۔ زہد و استقامت بر طریقت۔ او امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی سرداری موجود تہی۔ مگر باوجود ان سب باتون کے بیڑیان ڈالکر لوگ اُنہیں مصر لائے اور سلطان کے حضور مین اُنکے خلاف شہادت پیش ہوئی۔ اور وہ اسپر بہی اپنے قول سے نہ پہرے تب اُنکی زندہ ہی کہال کہینچی گئی۔ اور کہا گیا ہے کہ جسوقت اُنکی کہال کہینچی جاتی تہی اُنکا سر نیچے اور ٹانگین اوپر تہین اور وہ قرآن پڑہتے تہے۔ اس سبب سے قریب تہا کہ لوگون مین شورش برپا ہوجاوے اسلئے سلطان کو واقعہ کی اطلاع دی گئی اور اُسنے حکم دیا کہ پہلے اُنکو قتل کر ڈالو تب کہال کہینچو۔ اور شیخ ابو مدین بجایہ سے باہر کئے گئے جیسا کہ اُنکے حالات مین آئیگا۔ اور ابو القاسم نصر آبادی باوجود نیکوکاری زہد و پرہیزگاری و اتباع سنت کے بصرہ سے نکالے گئے اور اُنکے کلام اور اُنکے حال پر حرف گیریان ہوئین اسوجہ سے وہ برابر حرم مین رہے اور وہین فوت ہوئے اور ابو عبد اللہ سنجری کو جو ابو حفص حداد کے رفیق تہے لوگون نے نکالدیا اور جب لوگ ابو عثمان سے انکی قدر و منزلت زیادہ سمجہنے لگے تو ابو عثمان حیری اُنکے خلاف اُٹہ کہڑا ہوا اور اُنکی شان مین خود بہی بدگوئیان کرنے اور دوسرون سے بہی کرانے لگا۔ اور ابو الحسن جعبری رضی اللہ عنہ کے کفر پر گواہیان پیش ہوئین اور کچہ الفاظ جو ایک پرچہ پر لکہے ہوئے تہے لوگون نے اُنکی طرف منسوب کئے اور ابو الحسن قاضی القضاۃ کے پاس پہونچائے۔

اسپر قاضی نے اُنکو بلوایا اور اُن سے مناظرہ کیا اور جامع مسجد مین بیٹھنے سے اُنکو منع
کردیا - یہانتک کہ اسی حال مین انہون نے عالم بالا کا سفر کیا - اور ابن سمنون وغیرہ کی شان
مین بڑی باتین کہی گئین یہانتک کہ جب وہ مرے تو باوجود اُنکے علو و بزرگی کے لوگ اُنکے
جنازہ پر نہ آئے - اور امام ابو القاسم بن جمیل پر اُنکے دم واپسین تک خدائی کے دعوے
کی تہمت قائم رہی اور وہ اپنے اشتغال سے جو علم و حدیث کے متعلق تھے اور اعمال
یعنی صیام دہر قیام لیل اور ترک دنیا سے (جو اسدرجہ کی تھی کہ بوریہ پہنتے تھے) ذرا بھی متزلزل
نہوئے - اور ابو بکر تلمسانی کہتے تھے کہ ابو دانیال حضرت جنید رضہ و سمنون و
ابن عطار اور عراق کے دوسرے بزرگون پر طنز کیا کرتے تھے اور جب کسی کو ان
بزرگون کا ذکر نیکی کے ساتھ کرتے سنتے تھے تو غیظ مین آتے تھے اور اُنکی حالت
متغیر ہوجاتی تھی - اور منصور حلاج بھی صوفیہ مین سے تھے اور یہی صحیح ہے اور انپر جو مصیبت
آئی وہ پوشیدہ نہین ہے - اور اگر وہ اس گروہ مین سے نہ تھے تو ہمکو اُن سے بحث
نہین ہے - لوگون نے اُنکی نسبت بہت اختلاف کیا ہے - ابن خلکان نے اپنی
تاریخ مین لکھا ہے کہ انکا لقب حلاج (دھنیا) اس سبب سے ہوا کہ یہ ایک دھنیے
کی دوکان مین بیٹھے ہوئے تھے جہان بے دُھنکی روئی کا ڈھیر پڑا تھا - دوکان والا
کسی ضرورت سے اُٹھکر باہر گیا - اور جب واپس آیا تو اُسنے ساری روئی دُھنکی ہوئی پائی -
اُسی وقت سے اُنکا لقب حلاج ہوگیا - حلاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرمیون کے میوے
جاڑون مین اور جاڑون کے گرمیون مین منگا دیتے تھے - اور ہوا مین اپنا
ہاتھ پھیلاتے تھے اور درہمون سے بھرا ہوا لوٹا لاتے تھے - اور ان درہمون کو وہ قدرتی
درہم کہا کرتے تھے - ابن خلکان کہتے ہین کہ انکے قتل کے متعلق حقیقت یہ ہے

کہ وہ کسی ایسے امر کی وجہ سے واقع نہوا جو قتل کا موجب ہو۔ وزیر نے یہ کارروائی اُسوقت کی جب وہ کئی بار مجلس مین لائے گئے اور اُن سے کوئی بات شریعت کے مخالف نہ ظاہر ہوئی تو اُس نے لوگون سے پوچھا کہ آیا انکی تصنیفات بھی ہین لوگون نے کہا کہ ہان۔ اسپر لوگون نے بیان کیا کہ ہمنے اِنکی ایک کتاب دیکھی ہے جسمین اُنہون نے لکھا ہے کہ انسان جب حج کرنے سے مجبور ہو تو وہ اپنے گھر کے ایک دریچہ کیطرف آئے اور اُسکو پاک وصاف کر کے اُسکا طواف کرے تو وہ اُس شخص کا سا ہے جسنے بیت اللہ کا حج کیا (اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ آیا واقع مین اُنکا یہ قول ہے) اسپر قاضی نے اُنکو بلوایا اور پوچھا کہ کیا یہ کتاب تمہاری تصنیف ہے؟ انہون نے کہا کہ ہان۔ قاضی نے پوچھا کہ اسکے مضامین کو تمنے کس سے حاصل کیا۔ انہون نے کہا کہ حضرت حسن بصری سے۔ مگر حلاج کو اُس دغا وفریب کی خبر نتھی جو لوگون نے اُسکے لئے کیا تھا۔ بہرحال قاضی نے اُن سے کہا کہ اے "خون ریختہ" حسن بصری کی کتابون مین تو ان مضامین مین سے کچھ بھی نہین ہے۔ اور جب قاضی نے اُنکو "خون ریختہ" کہا تو وزیر نے اس لفظ کو پکڑ لیا اور کہا کہ اُسکے تکفیر کی نسبت تمہارے حکم کی یہ فرع ہے اور وزیر نے قاضی کو حکم دیا کہ تم اپنے قلم سے اسکی تکفیر کا حکم لکھو۔ قاضی رُکا تو وزیر نے اُسکو مجبور کیا۔ آخر اُسنے لکھدیا۔ اسپر عوام نے وزیر پر یورش کی۔ تو اُسکو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور اُسنے خلیفہ سے اس معاملہ کا ذکر کیا۔ خلیفہ نے حلاج کو بلوا کر ہزار کوڑے لگوائے۔ مگر انہون نے اُف نہ کی۔ اور اُنکے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن قلم کئے گئے اور سولی دیگئی اور اُنکی لاش جلائی گئی۔ اور لوگون مین اُنکے متعلق یہ اختلاف ہوا کہ آیا اُنکو سولی دیگئی یا وہ عیسیٰ علیہ السلام کیطرح اٹھا لئے گئے۔ اور امام غزالی رضی اللہ عنہ

کی تکفیر کا فتویٰ ہوا اور انکی کتاب احیاء العلوم کو لوگون نے جلایا اسکے بعد منکرون
کے مقابلہ مین اللہ تعالیٰ نے اُنکی مدد کی اور لوگون نے اُسکو آب زر سے لکھا - اور جنہون
نے امام غزالی کا انکار کیا اور اُنکی کتاب کے جلانے کا فتویٰ دیا تھا اُنہین سے قاضی
عیاض و ابن رُشد بھی تھے - امام غزالی کو جب یہ خبر پہونچی تو اُنہون نے قاضی عیاض
کے لئے بد دعا کی - چنانچہ جسدن بد دعا کیگئی اُسی دن وہ مرگِ مفاجات سے حمام مین
مرگئے - اور ایک روایت یہ ہے کہ خلیفۂ مہدی نے قاضی صاحب کے قتل کا حکم دیا
کیونکہ اُنکے شہر کے لوگون نے اُنکی نسبت یہ الزام لگایا تھا کہ وہ یہودی ہین اسلیے
کہ وہ سبت (یعنی ہفتہ) کے دن اس سبب سے کہ کتاب الشفاء کی تصنیف مین مشغول
رہتے تھے باہر نہین نکلا کرتے تھے بس مہدی نے امام غزالی کی بددعا کے باعث اُنکو
قتل کرادیا - اور لوگون نے امام ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک مغرب سے
مع ایک جماعت کے نکال دیا اور اسکندریہ لکھہ بھیجا کہ عنقریب وہان ایک مغربی زندیق
پہونچے گا جسکو ہمنے اپنے ملک سے نکال دیا ہے - اسلیے اُسکے ملنے سے پرہیز
کرنا چاہیے - چنانچہ جب امام موصوف اسکندریہ پہونچے تو اُنہون نے دیکھا کہ وہان کے
سب لوگ اُنکو گالیان دیتے ہین - پھر لوگون نے سلطان سے اُنکی بُرائیان کین -
اور وہ برابر مصیبتین جھیلتے رہے - یہانتک کہ اُنہون نے ایسے زمانہ مین کہ رہزنون کی
کثرت کے باعث حج بند تھا بہت سے لوگون کے ساتھ حج کیا تب لوگ اُنکے
معتقد ہوئے - اور لوگون نے شیخ احمد بن رفاعی پر زندقہ الحاد اور محرمات کو حلال قرار دینے
کی تہمتین لگائین جیسا کہ اُنکے حالات مین بیان ہوگا - اور امام ابوالقاسم بن قسی
و ابن برجان و خرلی و مرجانی کو لوگون نے قتل کیا حال آنکہ انہین کا ہر ایک ایسا امام تھا جسکا

اعتقا کیا جاتا ہے۔ حاسدین اُنکے خلاف مین اُٹھہ کھڑے ہوئے اور اُنکے کفر کی گواہیان دین۔ اسپر جو یہ قتل ہوئے تو جالین چلی گئین اور سلطان سے کہا گیا کہ تخمیناً ایک سو تیس شہرون مین ابن برجان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ہے۔ تب سلطان نے آدمی بھیجکر ابن برجان اور انکی جماعت کو قتل کرایا۔ اور شیخ محی الدین ابن العربی و سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہما کی نسبت تو منکرین آجتک انکار کرتے چلے آتے ہین۔ اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے خلاف مین ایک لفظ کی وجہ سے جو اُنھون نے عقائد کے متعلق کہا تھا ایک مجلس منعقد ہوئی اور لوگون نے سلطان کو اُنکے خلاف مین اُبھارا مگر بعد کو سلطان نرم ہوگیا۔ اور شیخ الاسلام تقی الدین ابن بنت الاعوز سے لوگون نے حسد کیا اور سلطان کی نسبت اُنکی طرف سے ایک بات بنائی چنانچہ سلطان نے اُنکی سزا کا فرمان لکھا۔ لیکن بعد کو اُنپر مہربان ہوگیا۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ ملک ظاہر بیبرس انکا پورا مطیع و فرمانبردار ہوگیا تھا یہانتک کہ کوئی کام بغیر اُنکے مشورہ کے نہین کرتا تھا اسلئے حاسدون نے ان دونون کے درمیان لگائی بجھائی شروع کی اور ایک مسئلہ مین لوگون نے سلطان کے ذہن نشین یہ کردیا کہ حنفیہ برسر صواب ہین اور شافعیہ برسر خطا شیخ تقی الدین نے کہا کہ ایسا نہین ہے۔ جبپر شیخ کے مقابلہ مین اُنکے بعض حاسدون نے سلطان کی طرفداری کی۔ اس زمانہ مین ملک مصر مین صرف امام شافعی کے قول پر حکم دیا جاتا تھا۔ مگر اس واقعہ کے بعد سے سلطان بیبرس نے چارون مذہب کے قاضی مقرر کئے جو برابر ہمارے زمانہ تک چلے آتے ہین۔ اور شیخ عبدالحق بن سبعین کو لوگون نے بُرا کہا اور ملک مغرب سے اُنکو اس طور پر نکلوایا کہ نقیبون کو اُن سے پہلے اس مضمون کی تحریر دیکر بھیجا کہ اہل مغرب ان سے احتراز کرین کیونکہ وہ کہتے ہین کہ "أَنَا هُوَ وَهُوَ أَنَا" یعنی مین وہ ہون اور

وہ ہیں)- اور امامانِ مذہب جیسے ابو حنیفہ شافعی واحمد رحمہم اللہ تعالیٰ اور انکی امثال کی مصیبتین انکے مناقب کی کتابون مین تفصیل سے درج ہین-

بھائیو! دیکھو کہ ان اگلے اور پچھلے امامون اور پیشواؤن پر کیا گذری- اور تمکو چاہیے کہ جو کچھ تمکو پیش آئے اسمین اُن بزرگون کو اپنا نمونہ ٹھیراؤ- واللہ اعلم-

اب ہم کتاب کو جو اصل مقصود ہے شروع کرتے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہین-

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۱) سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہین

انکا نام و نسب یہ ہے عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب- قرشی تیمی- انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مرہ بن کعب پر پہونچکر ملجاتا ہے- انکے مناقب احاطۂ تحریر سے باہر ہین انکا قول ہے کہ دانائیون مین بڑی دانائی تقویٰ ہے- اور حماقتون مین بڑی حماقت بدکاری- سچائیون مین بڑی سچائی امانت ہے- اور جھوٹ مین بدترین جھوٹ خیانت اور جب وہ کوئی ایسا کھانا کھا لیتے تھے جسمین شبہہ ہوتا تھا اور بعد کو اُنھین معلوم ہوتا تھا تو وہ قے کر ڈالتے اور کہتے تھے کہ خداوندا جو کچھ رگون اور آنتون مین سرایت کر گیا اوسپر

مواخذہ نہ فرما - اور کہا کرتے تھے کہ اس کام کا[۵۱] آخر درست ہوگا مگر اُسی سے جس سے اُسکا
اول درست ہوا اور اسکا بار وہی شخص اُٹھائیگا جو قدر مین سب سے افضل اور اپنے نفس
پر سب سے زیادہ قادر ہوگا - اور جسکو وہ نصیحت کرتے تھے اوس سے کہتے تھے کہ بھائی
اگر تم میری نصیحت مانو تو کسی ایسی چیز کو جو آنکھ سے اوجھل ہو موت سے بڑھکر دوست
نہ رکھو کیونکہ وہ تو آگر رہے گی - اور اُن کا قول ہے کہ بندہ مین جب دنیا کی کسی زینت[۵۲]
سے غرور آجاتا ہے تو جب تک اُس زینت سے جدائی اختیار نہ کرے اللہ تعالیٰ
اُسکو دشمن رکھتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ اے گروہ مسلمانان! اللہ سے حیا کرو
قسم ہے اُسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ جب مین قضاے حاجت کیلئے
کُھلے میدان مین جاتا ہون تو مین اپنے پروردگار سے حیا کے مارے دوپٹہ سے
پردہ کرلیتا ہون - اور اکثر کہتے تھے کہ اے کاش مین کوئی پودا ہی ہوتا کہ لوگ
کاٹتے اور کہا جاتے - اور اپنی زبان کی نوک کو ہاتھ سے پکڑتے اور کہتے تھے کہ
اسی نے مجھے بہت سی بلاؤن مین پھنسایا ہے - اور جب کبھی اُنکے ہاتھ سے
اونٹنی کی نکیل چھوٹ جاتی تھی تو وہ اونٹنی کو بٹھلا کر اُسکو پکڑ لیتے تھے اور اگر کوئی شخص
کہتا تھا کہ آپنے مجھ سے کیون نہ کہا تو کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے کسی سے سوال کرنے کو منع فرمایا ہے - اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے تھے

---

[۵۱] غالباً اصلاح حال امت مراد ہے - ۱۲ مترجم

[۵۲] زینت سے اولاد و مال مقصود ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (مال اور اولاد دنیا کی زندگی کے بناؤ سنگار ہین) اس پر دلالت کرتی ہے ۱۲ مترجم

کہ مینے تمہارا کام اپنے ذمہ لیا ہے حال انکہ مین تم مین سے بہتر شخص نہین ہون تمکو
میری مدد کرنی چاہیے اور جب مجھے سیدہی چال پر دیکھو تو میری پیروی کرو اور جب کجی پر
دیکھو تو مجھے راہ راست پر لاؤ - اُن پر اسقدر غم و خوف غالب تہا کہ اُنکے مُنہ سے
جگر بریان کی بو آتی تہی - بائیسوین جمادی الثانی ۱۳ھ تیرہ ہجری کو تریسٹھ سال کی عمر مین مغرب
و عشا کے درمیان انہون نے رحلت کی -

(۲) امام عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

انکا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب کعب پر جاکر ملجاتا ہے - اس پر سب کا اتفاق
ہے کہ سب سے پہلے " امیر المومنین " یہی کہلاے - اور انکے کثرت علم و فور
دانش و فہم و زہد و تواضع اور مسلمانون پر مہربانی - اور انصاف - اور حق پر رُک جانے -
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی تعظیم - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت
پیروی کرنے پر اجماع ہے - انکی خوبیان شمار مین نہین آسکتین - آنکے دسترخوان پر
ایک وقت مین دو سالن نہین ہوتے تہے - اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے انکی طرف ٹھنڈا شوربا
بڑہایا اور اُسکے اوپر سے روغن زیتون ڈالدیا تو کہنے لگے کہ ایک برتن مین مین دو سالن
تو مین نہین کہاتا - اور انکے کرتہ مین دونون مونڈہون کے بیچ چار پیوند تہے اور انکی
تہبند مین چمڑے کے ٹکڑے کا ایک پیوند تہا - ایک مرتبہ لوگون نے انکے کرتہ مین
چودہ پیوند گنے تہے جنمین سے ایک سرخ چمڑے کا تہا - انکی دعا یہ تہی کہ خدایا اپنی راہ
مین مجھے شہادت عطا فرمائیو اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مین مجھے
موت دیجیو - ایک مرتبہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت

جا رہی - جناب رسالتمآب نے اجازت عطا کی اور فرمایا کہ بھائی مجھے اپنی دعا مین نہ بھولنا اور دوسری روایت مین ہے کہ اپنی دعا مین مجھے شریک کر لینا - اور جب مسلمانون کو کوئی واقعہ پیش آتا تو اُسکے اہتمام مین یہ جان پر کھیل جاتے تھے - اور قصابون کی منڈی مین دُرّہ لیے ہوے جایا کرتے اور جسکو متواتر دو دن گوشت خریدتے دیکھتے اُسکو دُرّہ مارتے اور کہتے تھے کہ اپنے ہمسایون و عزیزون کے لیے اپنے پیٹ کو تھوڑی تکلیف کیون نہین دیتا - ایکدن نماز جمعہ مین دیر سے آئے اور لوگون سے معذرت کی اور کہنے لگے کہ مجھے میرے اس کپڑے نے تمہارے پاس آنے نہ دیا یہ دھلتا تھا اور میرے پاس اسکے سوا اور کوئی کپڑا تھا نہین - ایک مرتبہ کہنے لگے کہ اگر مجھے حساب کا خوف نہوتا تو مین حکم دیتا کہ میرے لیے تنور مین دنبہ بھونا جاے - اور اگر کبھی اُنکا جی کسی ایسی چیز کو چاہتا جسکی قیمت چار پانچ آنے ہوتی تو پورے سال بھر تک اُسکو ٹالتے تھے - اُنکا قول تھا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف کرے گا وہ اپنے غیظ و غضب کا خیال نہ کرے گا اور جو شخص خدا سے ڈرے گا وہ اُسکی مرضی کے خلاف نہ کرے گا - ایک روز منبر پر تشریف لے گئے اور اُنھون نے کہا کہ اُس خدا کا شکر ہے جسنے مجھے ایسا بنا دیا کہ میرے اوپر کوئی نہین ہے - اسپر لوگون نے پوچھا کہ آپ کے اس کہنے کا کیا باعث ہوا آپ نے کہا کہ اظہار شکر - اور منبر سے اُتر آئے - خلافت کے زمانہ مین مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ حج کو گئے مگر آتے جاتے اثنار راہ مین نہ کہین خیمہ نصب ہوا نہ راوٹی - جب اُترتے تھے تو اُنکے لیے کمل بچھایا جاتا تھا یا کسی درخت پر کوئی کمل یا بچھانے کا چمڑا ڈالدیا جاتا تھا اور اُسکے سایہ مین وقت گذار دیتے تھے - یہ خلقۃً سرخ و سفید تھے مگر عام الرمادلہ

لہ سنہ ۱۸ ہجری مین نہایت سخت کال اور خشک سالی واقع ہوئی تھی اور ہوا باریک (دیکھو صفحہ ۵۴)

مین جو قحط کا سال تہا اس سبب سے کہ اپنا پیٹ کاٹکر لوگون کو فائدہ پہونچانا چاہتے تھے برابر
زیتون کا تیل کہاتے کہاتے انکا رنگ گندمی ہوگیا - انہون نے گوشت گہی اور دودہ کہانا
چہوڑدیا اور قسم کہائی کہ جب تک مسلمانون مین سستا سمان ہوگا روغن زیتون کے سوا کوئی
سالن نہ کہاؤن گا - یہ قحط چہ مہینے رہا - زمین کی رنگت سیاہ ہوگئی تہی - اور یہ گہرون کا چکر
لگاتے اور یہ کہتے پہرتے تھے کہ جو محتاج ہو وہ ہمارے پاس آئے - اور کہا کرتے تھے
کہ خدایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو میرے عہد مین ہلاک نہ فرما - کثرت گریہ سے
انکے چہرہ پر دو کالی دہاریان پڑگئی تہین - اور جو آیت انکے وظیفہ مین تہی اُسکے پڑہنے
مین روتے روتے انکی گہگی بندہ جاتی تہی اور یہ حالت گریہ مین گرپڑتے تھے اور جب ایسا
واقعہ گذرتا تہا تو گہر سے باہر نہین آتے تھے اور لوگ بیمار سمجھکر انکی عیادت کو جاتے تھے
اور انکی آہ وزاری کی آواز تین صفون کے پرے تک سنائی دیتی تہی - یہ کہا کرتے تھے
کہ اے کاش مین ونبہ ہوتا کہ لوگ جسقدر چاہتے مجھے تیار کرتے پہر کاٹکر کہا جاتے اور
مقصد ہو کر نکلجاتا - مگر آدمی نہ بنایا جاتا - جب بیمار ہوئے تو انکا سر انکے بیٹے عبد اللہ کی گود مین
تہا اُن سے کہا کہ بیٹے میرے سر کو زمین پر رکہدو - حضرت عبد اللہ نے کہا کہ جیسا زمین
پر ویسا میرے زانو پر آپ اسمین تکلف کیون فرماتے ہین - اُنہون نے کہا کہ تم زمین پر
رکہدو چنانچہ حضرت عبد اللہ نے انکے سر کو زمین پر رکہدیا - اور یہ کہنے لگے کہ اگر میرے پروردگار
نے مجھپر رحم نہ فرمایا تو وائے مین اور وائے میری ماں - پہر کہا کہ مین اسپر راضی ہون کہ جیسا
آیا تہا ویسا ہی دنیا سے چلا جاؤن - نہ کچھ جزا ملے نہ سزا - اسکے بعد کہا کہ خدایا میری عمر زیادہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲) خاک اُڑا کرتی تہی جو رماد یعنی راکہ کے مشابہ ہوتی تہی اسی لئے اس سال کو عام الرماد کا
یعنی سال خاکستر کہتے ہین ۱۲ مترجم

ہوگئی میری ناتوانی بڑھ گئی اور میری رعیت دور دور پھیل گئی ہے اپنے پاس ایسا بلا کہ نہ ضائع کرنیوالا تاہت ہوں اور نہ حد سے گذر جانیوالا - مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انکو خواب میں دیکھا اور اُنسے پوچھا کہ کہئے امیر المومنین کیا معاملہ پیش آیا - اُنھوں نے کہا کہ اگر میں اپنے پروردگار کو رحم کرنے والا نہ پاتا تو کیا عجب تھا کہ میرا جنازہ زمین میں دھس جاتا - اور جب کوڑے کے پاس سے گذرتے تھے تو کھڑے ہوجاتے اور کہتے تھے کہ یہی تمہاری وہ دنیا ہے جسکی حرص کرتے ہو - اور کہا کرتے تھے کہ فانی کا نقصان کرنا باقی یعنی آخرت کے نقصان کرنیسے تمہارے لئے بہتر ہے - اور کبھی ایک تنکا زمین سے اٹھا لیتے اور کہتے تھے کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں تنکا ہوتا - اے کاش میں پیدا نہوتا - کاش میری ماں مجھے نہ جنتی - کاش میں کچھ بھی نہوتا - کاش میں بہرا لابرا ہوتا - وہ شب میں نماز پڑھنی انکو بہت مرغوب تھی - اور جب مبتلائے غم ہوتے تھے تو اپنے کپڑے اُتار ڈالتے اور مختصر سا کپڑا جو بمشکل زانو سے نیچے پہونچتا تھا پہن لیتے اور زمین پر مار کر روتے اور استغفار کرتے اور دونوں آنکھیں ڈبڈبائی ہوتی تھیں یہانتک کہ انکو غش آجاتا تھا اور آٹے کے بورے اپنی پیٹھ پر لاد کر بیواؤں اور یتیموں کو پہونچاتے تھے - اور جب کوئی شخص کہتا کہ لائیے میں لیچلوں تو کہتے کہ قیامت کے دن میرے گناہ کون اُٹھائیگا انکے حالات بہت زیادہ اور مشہور ہیں -

(۳) امام عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد مناف پر جاکر ملتا ہے - انکا لقب "ذوالنورین" اس سبب سے ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو لخت جگر یعنی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت کلثوم رضی اللہ عنہم کے بعد دیگرے ان سے منسوب ہوئیں - اونتالیس ۳۹ دن یہ

محصور رہے بعدہ محاصرہ کی حالت مین جبکہ وہ قرآن تلاوت کر رہے تھے اور مصحف مجید سامنے رکھا تھا شہید ہوئے - انہین غایت درجہ کی حیا تھی - یہانتک کہ اگر یہ گھر کے اندر ہوتے اور دروازے بھی بند رہتے تو بھی غسل کے وقت بدن پر پانی بہانے کو کپڑے نہین اُتارتے تھے - اُنکی حیا اجازت نہ دیتی تھی کہ اُنکی ریڑھ کی ہڈی اُٹھی ہوئی نظر آئے اور دن کو روزے رکھا کرتے اور رات کو کھڑے ہوئے عبادت کرتے تھے - صرف اول شب مین ایک نیند سو لیتے تھے - اور اکثر ایک رکعت مین قرآن ختم کرتے تھے - اور خلافت کے زمانہ مین جب خطبہ کہتے تھے تو موٹا عدن کا بنا ہوا تہ بند پہنے رہتے تھے جسکی قیمت چار یا پانچ درہم (سوا روپیہ ڈیڑھ روپیہ) ہوتی ہوگی - اور دوسرون کو امیرانہ کھانا کھلاتے اور خود گھر جاکر سرکہ اور روغن زیتون سے روٹی کھا لیتے تھے - اور اپنی خلافت کے زمانہ مین اونٹ پر اپنے پیچھے اپنے غلام کو بیٹھا لیتے اور اسکو معیوب نہین سمجھتے تھے - اور جب قبرستان کے پاس سے گذرتے تھے تو اسقدر روتے تھے کہ ان کی ڈاڑھی بھیگ جاتی تھی - انکے اوصاف حمیدہ بھی کثرت سے اور مشہور ہین -

(۴) امام علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجہہ

آپ کا نسب مشہور ہے - آپ کہا کرتے تھے کہ دنیا مردار ہے - اسلئے جو کوئی اُسمین سے کچھ چاہے گا اُسکو کتون کی مخالفت پر صبر کرنا پڑیگا - **مین کہتا ہون کہ** دنیا سے مراد وہ ہے جو شرعی احتیاج سے زیادہ ہو نہ کہ جو ضروری ہو - کیونکہ دنیا کی فضولیات داخل شہوات ہین اور شہوات والے بہت ہین اور اسی لئے کبھی کوئی زاہد ایسے مقام مین نہین دیکھا جاتا جہان دنیا کے لئے باہم کشاکش ہوتی ہو جسکا شاہد مشاہدہ ہے - اور

فضولیات کے طالب کا نام "کتا" اسی لیے رکھا گیا ہے کہ اُسکا دل اُسمین اٹکا رہتا ہے کیونکہ عربی زبان مین کتے کو کلب کہتے ہین اور کلب تکلب سے ماخوذ ہے جسکے معنی اٹکنے کے ہین اور جس شخص کے واسطے اپنی کسی خواہش سے جدا ہونا دشوار ہو وہ اُس خواہش کا کتا ہے - اور جو آدمی خورش و پوشش مین زیادہ فراخی برتتے ہین وہ صرف اپنی کمی زہد سے ایسا کرتے ہین اور شارع نے ہمکو شبہات مین وسعت کے کام لینے کا حکم دیا ہے واللہ اعلم -

ابو عبیدہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ امام علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے رجز مین ایسے نو جملے کہے کہ اُنمین سے ایک تک بھی پہونچنے کی امیدین منقطع ہو گئین - تین جملے مناجات مین ہین - تین علم مین اور تین اخلاق مین - مناجات مین تو یہ ہین -

(۱) الٰہی عزت میرے لیے کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے -

(۲) میرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ مین تیرا بندہ ہون -

(۳) جیسا مین دوست رکھتا ہون ویسا ہی تو میرے لیے ہے اسلیے جس چیز کو تو دوست رکھتا ہے اُسکی توفیق مجھے دے -

اور علم مین یہ ہین -

(۱) آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے -

(۲) باتین کرو پہچان لیے جاؤ گے -

(۳) جس آدمی نے اپنی قدر پہچانی وہ ضائع نہوا -

اور اخلاق مین یہ جملے ہین -

(۱) جسپر چاہو احسان کرو تم اُسکے امیر (حاکم) ہو جاؤ گے -

(۲) جس سے چاہو استغنا ظاہر کرو تم اُسکی نظیر (ہم رتبہ) ہوجاؤ گے ۔

(۳) جا ہو جسکے تم محتاج ہو اُسکے اسیر ہو جاؤ گے ۔

آپ کا قول ہے کہ واللہ ایمان والا ہی مجھے دوست رکھے گا اور نفاق والا ہی مجھے دشمن سمجھے گا ۔ انتقال کے قبل آپکا آخری کلام کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تھا ۔ آپکا مقولہ ہے کہ آدمی کا بوڑھا ہو کر اور اپنے پروردگار کو پہچان کر مرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ کمسن میں مرے گو بغیر حساب کے ہی جنت میں کیون نہ جائے میں کہتا ہون کہ اسمین اولی بات تو یہ ہے کہ بندہ جنت میں اپنے رب کی اُسیقدر قربت پا لے گا جسقدر اُسنے عبادت کی ہوگی واللہ اعلم آپ کہا کرتے تھے کہ جو آدمی بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانے گا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والون کو بہت زیادہ دوست رکھے گا ۔ اور بہت زیادہ اُنکی تعظیم کرے گا ۔ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے کہا کہ یا امیر المومنین کیونکر مین آپ کی حفاظت کرون ۔ تو آپ نے کہا کہ ہر شخص کی محافظ اُسکی اجل ہے ۔ آپکا قول ہے کہ اعمال سے زیادہ اُنکے مقبول ہونے کا اہتمام کرو کیونکہ خوف خدا کے ساتھ کوئی عمل تھوڑا نہین ہے ۔ اور جسکا رُخ خدا کی طرف سے ہو اُسکا عمل تھوڑا کیونکر ہو سکتا ہے ۔ آپ کا قول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو دُنیا بڑے بناؤ سنگار کے ساتھ آئیگی اور عرض کرے گی کہ میرے پروردگار مجھے اپنے دوستون مین سے کسی کو عطا فرما ۔ لیکن اللہ عز وجل اُس سے ارشاد فرمائے گا کہ چل جا تو کوئی ایسی کائنات نہین کہ مین اپنے کسی دوست کو دون ۔ پھر وہ پرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر جہنم مین ڈالدی جائیگی ۔ آپ کا قول ہے کہ بندہ کو اپنے مالک کے سوا کسی سے امید نہ رکھنی چاہیئے اور اپنے گناہ کے سوا کسی سے ڈرنا نہ چاہیے ۔ آپ ہی کا قول ہے کہ کسی جاہل کو اس سے شرم نہین آنی کہ اُس سے

ایسی چیز پوچھی جائے جسکو وہ نہین جانتا اور کسی عالم کو اس سے شرم نہین آتی کہ جب اُس
سے ایسی بات پوچھی جائے جسکو وہ نہین جانتا تو کہدے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ آپ
کہا کرتے تھے کہ تمہاری نسبت مجھے سب سے زیادہ پیروی حرص اور طول امل کا اندیشہ
ہے۔ پیروی حرص تو حق سے بے راہ کر دیتی ہے اور طول امل آخرت کو بھلا دیتا ہے
آپ ہی کے اقوال مین سے ہے کہ پورا فقیہ وہ ہے جو لوگون کو اللہ کی رحمت سے
ناامید نہ کرے اور نہ اُنکو عذاب سے بے پروا ہونے دے اور نہ خدا کے گناہون کی
اجازت دے اور نہ قرآن کو دوسری چیز کی رغبت کے باعث چھوڑ دے۔ جس عبادت
مین علم نہو اُسمین کوئی نیکی نہین۔ اور جس علم مین سمجھ نہو اُسمین کوئی خوبی نہین۔ اور جس پڑھنے
مین سوچ نہو اُسمین کوئی بھلائی نہین۔ تمکو علم کے سرچشمے۔ رات کے چراغ کہنہ
لباس اور تازہ دل ہونا چاہیے اسی سے آسمان کے ملکوت مین پہچانے جاوگے
اور اسی کے ساتھہ تمہارا ذکر زمین پر ہوگا۔ اگر تم اُس ماتا بھری مان کا رونا رو جو بچہ کے جاتے
رہنے پر روتی ہے۔ اور مصیبت مین پھنسے ہوے رہبان کا سا نالہ کرو۔ اسکے بعد
اللہ تعالی کے قرب کی طلب اور اُسکی خوشنودی اور اُسکے پاس رتبہ کی بلندی یا کسی گناہ
کی بخشایش کی جستجو مین اپنے مال و اولاد سے باہر نکل جاؤ تو بھی تمہاری مراد کے مقابلہ مین
تھوڑا ہے۔ دل ظروف ہین اور بہترین ظرف وہ ہے جسمین چیزین زیادہ تر حفاظت سے
رہین پھر ہاے ہاے کرتے اور اپنے سینہ کیطرف اشارہ کرکے کہتے تھے کہ اسمین
ایسا علم ہے کہ کاش مین اسکو تمامہ شائع کر دیتا۔

ایک مرتبہ کوئی شخص آپ کے لیے فالودہ لایا جب وہ سامنے رکھا گیا تو آپنے
کہا کہ تو خوشبودار خوشرنگ و خوش مزہ تو ہے لیکن مجھے پسند نہین کہ اپنے نفس کو

ایسی چیز کا خوگر بناؤن جسکی اسکو عادت نہین ہے - آخر آپ نے اسکو نوش جان نہ کیا
اور آپ نے عراق کے کھانون مین سے بہت ہی تھوڑا کھایا تھا - آپ اپنے کرتہ مین پیوند
لگایا اور کہا کرتے تھے کہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننے سے دل مین خوف خدا
پیدا ہوتا ہے اور ایمان والے کو اُسکی پیروی کرنی چاہیے - اور آپ کی آستینون مین
سے جسقدر حصہ اُنگلیون سے باہر نکلا رہتا اُسکو کاٹ ڈالتے تھے - اور یہی عادت
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی تھی - اور جاڑون مین سردی سے آپ کے اعضا کپکپاتے
تھے اسپر کسی نے کہا کہ آپ بیت المال سے کوئی کمل کیون نہین لے لیتے اُسمین تو بڑی گنجایش
ہے - لیکن آپ نے کہا کہ مین اپنی ذات کیلئے کوئی چیز لیکر مسلمانون کے بیت المال
کی کمی کا باعث ہون گا - آپ کا قول ہے کہ پرہیزگاری تو معصیت پر اصرار سے
اور اطاعت پر فخر و ناز سے باز آنے کا نام ہے - آپ کو دنیا اور اُسکی رونق سے وحشت
اور رات اور اُسکی تاریکی سے دلبستگی ہوتی تھی - اور ہر چیز پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے
تھے - لباسون مین سے وہ لباس جسمین فضول کم ہو اور کھانون مین سے وہ کھانا جو تکلف
سے بری ہو آپ کو بہت اچھا معلوم ہوتا تھا - آپ دینداروں اور مسکینون کی عظمت
کرتے تھے - رات بھر نمازین پڑھا کرتے اور بہت ہی تھوڑا آرام لیتے تھے اور اپنی
ریش مبارک کو پکڑ کر مرغ بسمل کیطرح تڑپتے اور غمزدون کیطرح رو کر صبح کر دیتے تھے - آپ
دنیا کی طرف خطاب کر کے کہا کرتے تھے کہ تو کسی اور کو فریفتہ کر مین تو تجھے تیری عمر بھر
کے لئے تین طلاقین دے چکا ہون - تیری عمر کوتاہ تیری مجلس ذلیل اور تیری جوکھون
بڑی ہے آہ آہ توشہ کی کمی - منزل کی دوری - اور راستہ کی وحشت !!! - آپکا قول
ہے کہ سب سے کٹھن کام تین ہین - اپنے نفس سے حق کا دلوانا - ہر حال مین اللہ کا

یادکرنا - اور مال سے بھائی کی غمخواری کرنا - اور کہا کرتے تھے کہ تمکو جو کچھ دنیا مین سے ملے اُسپر بہت خوشی نکرو - اور جو کچھ تمکو نہ ملے اُس سے مایوس ہوکر غم نہ کرو - اور اپنی ہمت کو موت کے بعد کے معاملات مین مصروف رکھو - اور آپ ہی کا قول ہے کہ ہر آدمی کے ساتھہ دو فرشتے ہین جو غیر مقدر سے اُسکی حفاظت کرتے ہین اور جب امر مقدر آجاتا ہے تو وہ اپنی حفاظت اُٹھا لیتے ہین - اور میعاد مقرر قلعہ بند بلیغ ہے - زبان مبارک پر اکثر جو اشعار جاری رہتے تھے اُنکا ترجمہ یہ ہے

اُو مرنے والے اب ہے تجھے لازم فروتنی
مال و متاع دہر سے کافی ہے صرف قوت

ہے وبو فکر و غم کا تو پابند کسلئے
سر پہ ہے حرص آز کا پھر کیون سوار بہوت

در پیش تجکو شہر خموشان کا ہے سفر
چرچا جہان نہین ہے کوئی بجز سکوت

فضاعی رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چودہ بیٹے تھے جنمین سے صرف پانچ کی نسلین جاری ہوئین یعنی حسن حسینؓ - محمد بن الحنفیہؓ - عمرؓ - و عباسؓ رضی اللہ عنہم اجمعین - آپ کے مناقب بہت زیادہ اور مشہور ہین -

(۵) امام طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُنکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مُرّہ پر جاکر ملتا ہے - یہ اُن لوگون مین سے ہین جو جنگ اُحُد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ثابت قدم رہے اور اپنے ہاتھہ سے اور اپنی جان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو بچایا - اُنکا ہاتھہ شل ہوگیا اور انھون نے چودہ زخم کھائے - جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکا نام طلحۃ الخیر رکھا تھا - اُنکا وسیلہ ایک ہزار درہم تھا - اور ایک دن انھون نے

ایک لاکھ درہم خیرات کئے حال آنکہ اُسوقت انکو مسجد جانے کیلئے کرتہ کی ضرورت تھی مگر نہ خریدا - اور انکا قول تھا کہ جو شخص ایسی حالت مین رات بسر کرتا ہے کہ اُسکے گھر میں روپے رکھے ہوتے ہین اور وہ نہین جانتا کہ رات کو اللہ تعالی کیطرف سے اُسکو کیا پیش آنیوالا ہے تو وہ اللہ تعالی سے غافل ہے - اسلئے جب رات کو انکے گھر مین روپے رہتے تھے تو اُس رات کو وہ صبح تک نہ سوتے تھے جبتک کہ اُسکو خرچ نہ کرلین سنہ ۳۶ھ چھتیس ہجری مین جنگ جمل مین مارے گئے اور انکا مزار بصرہ مین مشہور ہے لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین -

(۶) امام زبیر ابن العوام رضی اللہ تعالی عنہ

نبی صلی اللہ سے انکا نسب قصی مین ملتا ہے - جنگ بدر مین یہ خوب لڑے تھے اور انہون نے اتنے زخم کھائے تھے کہ انکی پیٹھ اور گردن کے زخم مین آدمی ہاتھ ڈال سکتا تھا - انکی وفات کے وقت انپر بہت سا قرض تھا اور مال کچھ بھی نہین لوگون نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنے قرض کے بارہ مین کیا کرینگے - اسپر انہون نے اپنی اولاد سے کہا کہ تم کہو کہ اے زبیر کے آقا اُسکا دین ادا کر دے چنانچہ اللہ تعالی کی طرف سے سب کا سب ادا ہوگیا جسکی مقدار بائیس لاکھ تھی حضرت زبیر کا ایک چچا تھا جو انکو بوریہ مین لپیٹ کر لٹکا دیتا اور آگ کا دھوان پہونچاتا اور کہتا تھا کہ کفر پر لوٹ آؤ مگر حضرت زبیر کہتے تھے کہ مین کبھی کافر نہونگا - انکے ایک ہزار غلام تھے جو روزانہ ان کو خراج دیتے تھے اور یہ اُسی وقت اُسکو خیرات کرکے اُٹھتے تھے یہانتک کہ ایک درہم بھی باقی نہ رہنے دیتے تھے

(۷) امام سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جزو چہارم مین جاکر ملتا ہے - یہ بیمار ہوئے تو کہنے لگے کہ یا پروردگار میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہین انکے بالغ ہونے تک میری موت کو ملتوی فرما - چنانچہ وہ بیس سال اور زندہ رہے انکے اور حضرت خالد کے درمیان کچھ تنازع تھی - ایک شخص حضرت خالد کی شکایت لیکر انکے پاس آیا تو اسی وقت انہون نے کہا کہ ہمارے آپس مین جو نزاع ہے اُسکا اثر ہمارے دین پر نہین ہے تم یہ باتین رہنے دو جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فساد واقع ہوا تو انہون نے لوگون سے ملنا جلنا اور اپنے گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا - جنگ اُحد مین انہون نے ایک ہزار تیر چلائے تھے - اور انکی وصیت تھی کہ جنگ بدر مین جو جبہ پہنے ہوئے مین مشرکون سے لڑا تھا اُسی مین مجھے کفنانا - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا -

(۸) امام سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجہہ

انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نسب سے کعب بن لوئی مین جاکر ملتا ہے - یہ مجاب الدعوۃ تھے اروی بنت انس نے مروان سے فریاد کی کہ انہون نے میری کچھ زمین دبالی ہے - اسپر حضرت سعید نے کہا کہ خدایا اگر یہ جھوٹ کہتی ہے تو اسکی بینائی جاتی رہے اور اسکو اُسی زمین مین موت آجائے - چنانچہ مرنے سے پہلے اُسکی آنکھین ختم ہو گئین - اور وہ اپنی اُسی زمین مین ایک دن جا رہی تھی کہ گڑھے مین گری اور مر گئی -

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقیق[1] مین قضا کی اور انکی لاش مدینہ طیبہ آئی اور وہین ۵۰ پچپن ہجری مین دفن ہوئی -

(۹) امام ابو محمد عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا نسب کلاب بن مُرہ مین جا کر ملتا ہے - انھون نے محتاجون اور مسکینون کو سات سو سے زیادہ سواری کے اونٹ معہ اُنکے پالانون اور کل سامانون کے عطا کیے تھے - اور جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ عبدالرحمن بن عوف بے مزدوری جنت مین داخل ہونگے یہ ہمیشہ خائف رہا کرتے تھے - اور جب انکو یہ خبر پہونچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے رسولُ اللہ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا کرو اس سے تمھارے دونون پانون کھل جائینگے اسکے بعد حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے کہ عوف کے بیٹے کو حکم دیجیے کہ مہمانون کی ضیافت کیا کرے اور مسکینون کو کھانا کھلایا اور سائلون کو خیرات دیا کرے - اگر وہ ایسا کرے گا تو جس حال مین وہ ہے اُسکا کفارہ ہو جائیگا - اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اُنکو عمامہ باندھا اور دونون مونڈھون کے بیچ مین اُسکا شملہ لٹکا دیا تھا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے پیچھے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ نیکوکار بندہ ہے - اور وہ شدت خوف و تواضع سے اپنے غلامون کو ایک دوسرے سے تمیز نہ کر سکتے تھے - ۳۲ بتیس ہجری مین انھون نے

[1] مدینہ طیبہ مین ایک موضع ہے جسمین چشمے اور نخلستان ہین جسکی نسبت حدیث مین آیا ہے کہ وہ مبارک وادی ہے - ۱۲ - مترجم

وفات پائی اور بقیع مین دفن ہوے

(۱۰) امام ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے چھٹی پیڑہی مین جاکر ملتا ہے یہ عَموَر[1] بیسان مین ایک گانون کے قریب جسکا نام عماد ہے سنہ ۱۸ ہجری مین مدفون ہوئے - انکا قول ہے کہ سن رکھو اجسے اپنے کپڑون کو اجلا رکھنے والے اپنے دین کو میلا رکھتے ہین سن رکھو اجسے اپنے نفس کو معزز بنایا ہوا ہے اُسکو ذلیل بناتے ہین - اسلئے اے لوگو خدا تپر رحم کرے پُرانے گناہون کے بدلے نئی نیکیون کیطرف دوڑو کیونکہ اگر تم مین سے کسی نے اسقدر گناہ کئے ہون کہ زمین و آسمان کے درمیانی فضا اُس سے بہرجاے بعد اُسکے ایک کام بہی اچہا کرے تو یہ نیکی اُسکی برائیون پر غالب آجائیگی یہانتک کہ انکو دبا کر چھوڑے گی - انکا قول ہے کہ مومن کی مثال چڑے کی ہے جو ہر روز کتنے ہی بار پلٹے کہاتا ہے -

(۱۱) امام عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تہے اور جناب رسالتمآب کا تکیہ مسواک نعلین اور طہارت کا سامان سفر مین انہین کے سپرد رہتا تہا - اور چال ڈہال خو بو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تہے - یہ نہایت ہی عمدہ لباس پہنتے تہے اور انکے جسم سے خوشبو آتی تہی جسکی وجہ یہ تہی کہ جب نعلین مبارک کو اُٹہاتے تہے تو انکی بڑی تعظیم

[1] عَموَر بالفتح نخ ہر چیزے در زمین پست و بیسان بالفتح دہی ست بشام ز منتہی الارب ۱۲

کرتے تھے۔ یہی جناب سرورِ کائنات کو نعلین پہنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے عصا لئے ہوئے چلتے تھے یہانتک کہ حجرہ کے اندر پہلے پہونچ جاتے تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹھنے کی جگہہ مین تشریف لاتے تھے تو نعلین مبارک کو اوتار کر اپنے بازوون مین رکھ لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عصا دیدیتے تہے۔ انکی پنڈلیان باریک تہین اسلئے بعض صحابی انکی باریکی پر ہنستے تھے اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُسکی قسم کہا کرتا ہون جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ یہ دونون پنڈلیان اعمال کی ترازو مین اُحد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہین اور جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم رات کو انکی قرأت کو سماعت فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ جسکی خوشی اسمین ہو کہ قرآن کو ویسا ہی تر و تازہ پڑھے جیسا وہ اُترا ہے تو اُسکو عبداللہ بن مسعود کی قرأت پڑھنا چاہیے۔ یہ روزے کم رکھتے اور نمازین زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ اور جب بعضون نے اسپر اعتراض کیا تو اُنھون نے کہا کہ مین جب روزے رکھتا ہون تو کمزوری کے باعث نماز نہین پڑھ سکتا اور میرے نزدیک نماز زیادہ ضروری ہے۔ انھون نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ خدایا مین چاہتا ہون کہ مقربین مین سے ہون اور نہین چاہتا کہ اصحاب یمین مین سے ہون تو کہا کہ یہان ایک شخص ہے جو چاہتا ہے کہ جب وہ مرے تو قیامت مین اُٹھایا ہی نہ جائے۔ یعنی وہ خود۔ اور وہ رویا کرتے تھے اور اُنکے آنسو دونون کف دست تک پہونچتے تھے تو اُن آنسوون کی نسبت کہتے تھے کہ اسیطرحان سے زمین کا چھڑکاؤ ہونا چاہیے۔ ایک مرتبہ یہ بازار جاتے تھے تو بہت سے آدمی انکی مشایعت مین چلے۔ انھون نے اُن لوگون سے کہا کہ کیا آپ کو مجھسے کوئی ضرورت ہے۔ لوگون نے کہا کہ نہین تب انھون نے کہا

کہ آپ لوٹ جائیں کہ اسمین ساتھہ چلنے والون کے لئے ذلت اور جنکے ساتھہ چلیں اُنکے
لئے فتنہ ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ جو کچھہ مین اپنی ذات کی نسبت جانتا ہون اگر تمکو معلوم
ہو تو تم میرے سر پر خاک ڈالو - اور انہین کا قول ہے کہ کیا خوب دو ناپسندیدہ چیزین ہین
موت و محتاجی - اور انکا قول تھا کہ کبھی ایسا نہوا کہ جس حال مین مجھے صبح ہوئی اُسکی نسبت
مجھے آرزو کی ہو کہ اسکے سوا مین اور حال مین ہوتا - آدمی جب کسی بادشاہ کے حضور مین
جاتا ہے اور اُسکے ساتھہ اُسکا دین و ایمان ہوتا ہے تو وہان سے جب باہر آتا ہے تو اُسکے
ساتھہ اُسکا دین و ایمان نہین ہوتا اسلئے کہ اُسنے اپنے آپ کو ایسے موقع مین پہنچایا ہے
کہ اپنے فعل یا سکوت یا اعتقاد سے خدا کی ناراضی کرے - اور اگر کوئی شخص خانہ کعبہ
مین رکن و مقام کے درمیان ستر برس تک عبادت کرتا رہے اور وہ کسی ظالم کو دوست
رکھتا ہو تو اللہ تعالی اُسکو قیامت کے دن اُسی کے ساتھہ اُٹھائیگا جسکو وہ دوست رکھتا ہے
جب یہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان انکی مزاج پرسی کو گئے اور پوچھنے لگے کہ
تمکو کس چیز کی شکایت ہے اُنھون نے کہا کہ اپنے گناہون کی - پھر حضرت عثمان نے پوچھا کہ
کس چیز کو تمھارا جی چاہتا ہے انھون نے کہا کہ اپنے رب کی رحمت کو - پھر حضرت
عثمان نے کہا کہ کسی طبیب کو بلواؤن ؟ اُنھون نے کہا کہ طبیب ہی نے تو مجھے بیمار
ڈالا ہے - حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کے لئے کچھہ عطیہ کا حکم دون ؟ اُنھون نے کہا
کہ مجھے اسکی ضرورت نہین ہے - حضرت عثمان نے کہا کہ تمھاری بیٹیون کے کام آئیگا
اُنھون نے کہا کہ تمکو میری بیٹیون کے محتاج ہو جانے کا اندیشہ ہے حالانکہ مین نے انکو
حکم دیا ہے کہ ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کرین - مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ہر شب کو سورۂ واقعہ پڑھے گا اُسکو کبھی فاقہ نہوگا - ان کی

دعاؤن مین سے ایک یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَقُرَّۃَ عَیْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَعْلٰی جِنَانِ الْخُلْدِ۝ (ترجمہ۔ خدایا مین تجھسے ایسا ایمان چاہتا ہون جو پہر نہ جاے اور ایسی نعمت جو نبڑ نہ جاے اور آنکھ کی ایسی ٹھنڈک جو موقوف نہو اور بہشت کے اعلی باغون مین تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت)۔ انکا قول ہے کہ علم کثرت روایت سے نہین ہے علم تو خوف خدا سے ہوتا ہے۔ اور یہ کہتے تہے کہ خرابی ہے اُسکے لیے جو نہین جانتا حال آنکہ اگر خدا چاہتا تو اُسکو علم دیتا اور خرابی ہی اُسکے لیے ہے جو جانتا ہے اور عمل نہین کرتا۔ اسکو سات بار کہتے تہے۔ اور کہتے تہے کہ دنیا کی صفائی چلی گئی اور اُسکی کدورت رہگئی اور آج ہر مسلمان کے لیے موت ہی تحفہ ہے۔ اور کہا کرتے تہے کہ کوئی بندہ ایمان کی حقیقت تک نہین پہونچتا تاوقتیکہ اُسکی چوٹی تک نہ پہونچے اور اُسکی چوٹی تک نہین پہونچتا تاوقتیکہ اُسکے نزدیک مالداری سے فقیری زیادہ تر محبوب نہو اور عزت سے ذلت زیادہ تر مرغوب نہو اور تاوقتیکہ اُسکی تعریف کرنیوالا اور اُسکی مذمت کرنیوالا دونون اُسکے نزدیک برابر نہون۔ اور اُنکے اصحاب نے اس جملہ کی تشریح کی اور کہا ہے کہ تاوقتیکہ اُسکے نزدیک حرام کی مالداری سے حلال کی فقیری زیادہ تر محبوب نہو اور خدا کی نافرمانی مین جو شرف ہو اُس سے خدا کی طاعت کی ذلت تاوقتیکہ زیادہ تر مرغوب نہو اور تاوقتیکہ حق بات مین اُسکی تعریف و مذمت کرنیوالے دونون اُسکے نزدیک برابر نہون یعنی تعریف کرنیوالون کی طرف مذمت کرنیوالون سے زیادہ مائل نہو۔ اور کہا کرتے تہے کہ کسی شخص کا انگارے کو اُسوقت تک دانتون سے پکڑے رہنا کہ وہ بجھ جاے اس سے بہتر ہے کہ کسی امر کی نسبت جسکو اللہ تعالی نے مقدر کردیا ہے یہ کہے کہ کاش یہ نہوتا۔ اور اپنے اصحاب

سے کہا کرتے تھے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بھی زیادہ نمازیں
پڑھتے اور زیادہ مجاہدہ کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے کہیں زیادہ دنیا سے بچنے والے اور
آخرت کے چاہنے والے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جو شخص حاکموں کے گھر میں رہتا ہے
وہ ممنوعات سے الگ نہیں رہتا اور اوسپر بھی ویسا ہی گناہ ہوتا ہے جیسا ممنوعات کے
پاس حاضر رہنے والے پر اسلئے کہ جب اسکو ممنوعات کی خبر پہونچتی ہے تو اس سے خفا نہیں
ہوتا اور اوسپر سکوت اختیار کرتا ہے۔

(۱۲) امام خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکو دین اسلام سے پھیرنے کے لئے آگ سے سزا دیجاتی تھی مگر نہ پھرے۔
یہ رویا کرتے اور کہتے تھے کہ ہمارے بھائی چلے گئے اور اپنے ثواب اخروی میں سے
انہوں نے کچھ کم نہ کیا اور نہ اپنی دنیا میں سے کچھ گھٹایا اور اب ہم انکے بعد باقی رہگئے
ہیں اور ہمکو ایسا مال ملا ہے کہ خاک کے سوا ہم اسکے لئے کوئی جگہ ہی نہیں پاتے
اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو موت مانگنے سے منع نہ فرمائے ہوتے تو ہم ضرور موت
مانگتے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اے خباب تمکو مشرکوں سے کیا
اذیت پہونچی انہوں نے کہا کہ مشرکوں نے آگ جلائی اور اسکو میری پیٹھ کی چربی کے
سوا کسی چیز نے نہ بجھایا انہوں نے کوفہ میں رحلت[1] کی اور حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے انکے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

[1] سنہ سینتیس ہجری میں وفات پائی۔ اور تریسٹھ سال زندہ رہے - ۱۲ مترجم ذکا صاحبہ

(۱۳) اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قاریون مین سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب آخر تک انکو خدا کے حکم سے جو اس بارہ مین نازل ہوا تھا پڑھکر سنایا انکا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اور طریقہ پر جمے رہو اسلئے کہ وہ بندہ راہ اور طریقہ پر نہین ہے جسکے سامنے خدا کا ذکر ہو اور اُسکی آنکھین خدا کے خوف سے ڈبڈبا آئین اور پھر آگ اُسکو مس کرے - اور اس راہ و طریقہ کی میانہ روی اسکے خلاف مین سخت مجاہدہ سے بہتر ہے - اور یہ بھی انکا قول ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہین ہے کہ وہ کسی چیز کو خدا کیلئے ترک کرے اور اللہ ہمیشہ کے لئے اُسکے واسطے ایسی جگہہ سے جو اُسکے گمان مین بھی نہو ایسی چیز نہ مقرر کردے جو اُس سے بہتر ہو -

(۱۴) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا وظیفہ پانچہزار درہم تھا اور تقریباً تیس ہزار مسلمانون کے سردار تھے - اور ایک عبا پہنے جس سے فرش کا کام بھی لیا جاتا تھا لوگون کے سامنے خطبہ کہتے تھے اور جب انکا وظیفہ آتا تھا تو اُسکو کھڑے کھڑے خیرات کردیتے تھے اور خود مزدوری کرکے کہاتے تھے - اور دیوار کے سایہ مین دن بسر کرتے تھے اور جیسے جیسے وہ گھٹتا بڑھتا جاتا تھا یہ بھی اُسکے ساتھ حرکت کرتے رہتے انکا کوئی گھر نہ تھا - اور جب خادم کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو اُسکے بدلے خود ہی آٹا گوندھ لیتے اور کہتے کہ اُسپر دو کامون کا بار نہ ڈالون گا اور کھجور کے پتون سے صنعتی چیزین بناتے اور

کہتے تھے کہ مین ایک درہم (پانچ آنہ) کے پتّے خریدتا ہون اور اُنکی چیزین بناکر تین درہم کو بیچتا ہون جنمین سے ایک درہم پتون کے لئے رکھ چھوڑتا ایک درہم بال بچون پر خرچ کرتا اور ایک درہم خیرات کردیتا ہون - اور یہ لوگون کی خیرات مین سے نہین کہاتے تھے - اور انکے پھٹے حال مین رہنے کی وجہ سے لوگ اپنے اسباب اُٹھانے کیلئے انکو بیگار مین پکڑتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ بعد کو انہین پہچان کرنے بوجہ اُتار لینا چاہتے تو یہ کہتے تھے کہ نہین ایسا نہین ہونے کا مین اسکو منزل تک پہونچاکر رہون گا اور یہ واقعات اُس زمانہ کے ہین جب یہ مدائن کے امیر (گورنر) تھے - یہ کہا کرتے تھے کہ ایمان والے کی مثال دنیا مین تو بس اُس بیمار کی سی ہے جسکے ساتھ اُسکا وہ طبیب ہو جو اُسکی دوا اور درد دونون سے واقف ہو اور جب اُس چیز کی خواہش کرے جو اُسکے لئے مضر ہے تو منع کرے اور کہے کہ اگر تو اُسے کہائے گا تو جان سے جائیگا یہی حال صاحب ایمان کا بھی ہے کہ خواہش تو وہ بہت سی چیزون کی کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اُسکو اُن چیزون سے روکتا ہے یہانتک کہ وہ مرتا اور جنت مین داخل ہوتا ہے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ تعجب ہے دنیا کی امید رکھنے والون پر حالانکہ موت اُنکو ڈھونڈھ رہی ہے اور اُس غافل پر جس سے غفلت نہین کی گئی ہے اور اُس ہنسنے والے پر جسکو اِسکی خبر نہین کہ اُسکا پروردگار اُس سے خوش ہے یا ناخوش - اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے عہد لیا اور فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کا آذوقہ سوار کے زاد راہ سے زیادہ نہونا چاہیے - اُنہون نے ڈہائی سو ۲۵۰ برس کی عمر پائی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت مین قضا کی -

(۱۵) تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت تہجد پڑھنے والے تھے۔ ایک شب نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو ایک ہی آیت میں اُنہوں نے صبح کر دی رکوع و سجدہ کرتے اور روتے جاتے تھے۔ وہ آیت یہ ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ الآیہ[1]۔ یہ تکیل و حسین تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے۔ اور یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے لوگوں میں بیٹھکر داستان کہی ہے۔ اِنکے پاس ایک حُلّہ[2] تھا جس کو انہوں نے ایکہزار درہم میں خریدا تھا اوس رات کو پہنا کرتے تھے جسکی نسبت شب قدر ہونے کی امید ہوتی تھی۔ واللہ اعلم۔

(۱۶) ابوالدرداء عویمر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اُس اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی کہ کوئی

---

[1] پچیسویں پارہ سورہ جاثیہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت ہے ام حسب الذین اجترحوا السیاٰت ان نجعلھم کالذین آمنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون ۝ جو لوگ کہ بدکرداریوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم اُنکو انہیں لوگوں جیسا کر دینگے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے کہ انکا مرنا اور انکا جینا ایک ہی طرح کا ہوئے (لوگ کیا ہی) بُرے حکم لگایا کرتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

[2] حُلّہ بالضم تہ بند اور چادر۔ اور بعض کے نزدیک رداء اور کرتہ اور عمامہ کے مجموعہ پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ دو کپڑوں سے کم کا نہیں ہوتا۔ ۱۲ مترجم

شخص ایسا نہین ہے جو اپنے ایمان کی نسبت بیغم ہوا ہو اور اسکا ایمان نہ جاتا رہا ہو -
اور کہتے تھے کہ مین تمکو ایسے کام کا حکم دیتا ہون جسکو مین خود نہین کرتا لیکن مین امید
کرتا ہون کہ تمہاری وجہ سے مجھے اسکا اجر ملجاویگا - وہ کہتے تھے کہ ایک گھڑی کا تفکر
چالیس راتون کے قیام سے بہتر ہے - اور انکا قول ہے کہ تقوی والون کے ساتھ
ذرہ برابر نیکی پہاڑون کے برابر - مقربین کی عبادت سے افضل بڑی اور وزن دار ہے -
اور انکا مقولہ ہے کہ اپنی زندگی مین نرمی اختیار کرنا آدمی کی دانشمندی کی دلیل ہے -
اور یہی انہین کا قول ہے کہ بہائی کا خفا ہونا اسکو کہی شنے سے بہتر ہے - اور کہا کرتے
تہے کہ اگر تم لوگون سے مناقشہ کروگے تو وہ بہی تمسے مناقشہ کرینگے اور اگر تم انکو چہوڑ دوگے
تو وہ تمکو نہ چہوڑینگے اور اگر تم ان سے بہاگوگے تو وہ تمکو جالینگے اسلئے اپنی محتاجی
کے دن کے لئے اسباب مہیا کرو - اور کہتے تہے کہ جو کچہ تم موت کے بعد دیکہوگے
اگر اسکو تم جان لو تو تم نہ خواہش سے کہانا کہاؤ اور نہ پانی پیو - اور مین تو چاہتا ہون کہ مین
کوئی پودا ہوتا جو کاٹ کر کہا لیا جاتا - اور کہا کرتے تہے کہ مینے ایسے لوگ دیکہے ہین جو
بغیر کانٹون کے پتے تہے اور اب لوگ کانٹے ہوگئے جنمین پتے نہین ہین -
اور کہتے تہے کہ جن لوگون کی زبانین خدائے عزوجل کے ذکر سے ترو تازہ ہین انمین
کا ہر شخص ہنستا ہوا بہشت مین داخل ہوگا (**مین کہتا ہون** کہ "ترو تازہ" سے
غفلت کا نہ ہونا مراد ہے اسلئے کہ جب قلب غافل ہوتا ہے تو زبان خشک ہوجاتی اور ترو تازہ
نہین رہتی ہے - اور کہتے تہے کہ جب تمہارا مسلمان بہائی گناہ کرے تو صرف اسکے
فعل سے عداوت رکہو اور جب وہ اسکو چہوڑدے تو وہ تمہارا بہائی ہے - اور انکا مقولہ
ہے کہ مرد مسلمان کی عمدہ خانقاہ اسکا گہر ہے جہان وہ اپنی زبان شرمگاہ اور نظر کو محفوظ

رکھے - انکی بیوی نے ان سے پوچھا کہ تمہارے بعد اگر مین محتاج ہوگئی تو زکواۃ خیرات
کماؤنگی یا نہین - انہون نے کہا کہ نہین مزدوری کرکے کماتا اور جب کمزوری کے باعث
تمسے مزدوری نہو سکے تو سنبل[1] چنا کرتا مگر خیرات نہ کہانا - اور حضرت معاویہؓ نے انکے
پاس نکاح کا پیغام بہیجا تو انہون نے انکار کردیا اور کہا کہ مین ابوالدرداؑ کو رشتہ دار ہونگی اور ابوالدرداؑ
ہمیشہ دونون انہون سے دنیا کو ہنکاتے اور کہتے تہے کہ دور ہو میرے پاس سے -
انکا قول ہے کہ آدمی پورا دانشمند نہین ہوتا جبتک کہ اللہ تعالی کے معاملہ مین اپنے نفس
سے سخت عداوت نہ رکہے - اور صاحب ایمان کا کوئی جزو اللہ کے نزدیک اسکی
زبان سے زیادہ محبوب نہین ہے اسلئے اسکی حفاظت کرنی چاہیئے تاکہ اُسے
دوزخ مین نہ لیجاوے - اور ہم بعض لوگون کے مُنہ پر ہنستے ہین حالانکہ ہمارے
دل اُنپر لعنت بہیجتے ہین - اور انہین کا قول ہے کہ جب تمہارا بہائی برگشتہ
اور کج راہ ہوجاوے تو اس سبب سے اُسکو چہوڑ نہ دو کیونکہ بہائی کبہی ٹیڑہا اور کبہی سیدہا
ہوتا ہی ہے اور یہی حضرت عمر بن الخطاب نخعی رضی اللہ تعالی عنہا اور ایک جماعت
کا مذہب تہا کہ گناہ سرزد ہونے سے جدائی اختیار نہ کرتے اور کہتے تہے کہ عالم کی
لغزش کا چرچا نہ کرو کیونکہ اُس سے لغزش ہوتی ہے تو پہر وہ اُسکو چہوڑ دیتا ہے -
اور انکی بیوی ام الدرداءؓ کہا کرتی تہین کہ مینے ہر چیز مین عبادت کی جستجو کی مگر
مینے کسی چیز کو ذکر کی مجلسون سے افضل اور میرے سینہ کو سب سے زیادہ شفا دینے والا
نہ پایا چنانچہ لوگ انکے پاس حاضر ہوکر ذکر کیا کرتے اور یہ بہی اُنکے ساتہ ذکر کیا کرتی تہین

[1] ایک قسم کی خوشبودار گہاس جسکی کئی قسمین ہین اور جو دواؤن کے کام آتی ہے - ۱۲

نوف[۵۱] بکالی کو جو لوگون مین وعظ کہا کرتے تہے انہون نے کہلا بہیجا تہا کہ تمکو چاہیے کہ اپنے نفس کو نصیحت کیا کرو۔

(۱۷) عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما

یہ بڑے عابد و زاہد صحابیون مین سے تہے جب سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی انہون نے کبہی ایک اینٹ پر دوسری اینٹ نہ رکہی (یعنی پختہ عمارت نہ بنوائی) اور نہ کوئی درخت لگایا۔ یہ کہا کرتے تہے کہ اے فرزند آدم اپنے جسم سے دنیا کے ساتہہ رہ اور اپنے قلب اور اپنی ہمت سے اُسکو جدا کیے رہ اور کہتے تہے کہ آدمی اُسوقت تک اہل علم مین سے نہین ہوتا جبتک کہ اُسمین یہ صفت نہ پیدا ہو جائے کہ اپنے سے اوپر والون پر حسد نہ کرے اور اپنے سے نیچے والون کو حقیر نہ سمجہے اور علم سے زرطلبی نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

(۱۸) ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ ورحمہ

یہ سارے کا سارا دن اس سوچ مین گذار دیتے تہے کہ مجہے کہان جانا ہے اور کہتے تہے کہ اگر ایک مکان ہمکو اسمین چہوڑ دیتا تو ضرور ہم اسکو اسباب سے بہر دیتے لیکن وہ تو چاہتا ہے کہ ہم اس سے اُٹہہ جائین۔ اور یہ روز کی آمدنی روز خرچ کر دیا کرتے تہے اور اُسمین سے کچہہ اُٹہا رکہنا حرام جانتے تہے۔ اور اگر کوئی شخص اُنکے پاس جاتا

---

[۵۱] نوف بن فضالہ بکالی تابعی اور دمشق کے امام بنو بکال مین سے تہے جو قبیلہ حمیر کا ایک خاندان تہا۔ انکی کنیت ابو یزید تہی۔ ۱۲ مترجم

اور اسکے گھر پر نظر دوڑاتا تھا تو دنیا کے سامانون مین سے کوئی چیز دیکھنے مین نہ آتی تھی-

(۱۹) حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے - یہ کہا کرتے تھے کہ میرے لئے سب سے پیارا دن وہ ہوتا ہے جب میرے گھر کے لوگ آکر کہتے ہین کہ ہمارے پاس تھوڑا یا بہت کچھ بھی کھانے کو نہین ہے - ایک دن یہ نماز مین روے اور بعد کو انہون نے مڑ کر دیکھا تو ایک شخص انکے پیچھے موجود تھا - اُس سے کہنے لگے کہ اسکو کسی سے بیان نہ کرنا - انکا قول ہے کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ اُسمین ایک شخص کو دوسرا کہے گا کہ وہ کیسا زیرک اور کیسا عقلمند ہے حالانکہ اُسکے قلب مین ذرہ بھر بھی ایمان نہوگا - اور تم مین سے بہترین آدمی وہ نہین ہین جو آخرت کے لئے دنیا کو چھوڑ دیتے ہین بلکہ وہ ہین جو دونون مین سے حصہ لیتے ہین -

(۲۰) ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

انکی ایک چھوٹی سی بلی تھی اسلئے اسکے اعتبار سے انکی یہ کنیت ہوئی - یہ کہتے تھے کہ اگر خداوند تعالیٰ کی یہ آیت نہ ہوتی تو مین کبھی تم سے حدیثین بیان نہ کرتا اِنَّ الَّذِیْنَ[1]

---

[1] سورہ بقرہ کی آیت (۱۵۹) رکوع (۱۹) اِن الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت والھدیٰ من بعد ما بینٰہ للناس فی الکتٰب اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون ٥ وہ جو ہنے کھلی ہوئی نشانیان اور ہدایت کی باتین اُتاری ہین اور کتاب مین ہمنے لوگون کو صاف سمجھا دی ہین اسکے بعد بھی جو انکو چھپائین تو یہی لوگ ہین جنپر (دیکھو صفحہ ۷۶)

يَكْتُمُونَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى الخ ۔ یہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت مین آنے سے پہلے جان مارکر لوگون کے کام کیا کرتے اور کچھ نہین مانگتے تھے ۔ یہ ہر روز بارہ ہزار تسبیح پڑہا کرتے اور کہتے تھے کہ اپنے گناہ کی مقدار سے تسبیح پڑھتا ہون ۔ ایک دن انہون نے اپنی لونڈی پر تازیانہ اُٹھایا اُسکے بعد کہا کہ اگر قصاص کا خوف نہوتا تو مین تجھے ضرور مارتا لیکن مین عنقریب تجھے اُسکے ہاتھ بیچے ڈالتا ہون جو تیرے دام مجھے بھر دیگا جا تو خدا کے لئے آزاد ہے ۔ انہون نے انکی بیوی نے اور انکی لونڈی نے رات کو آپسمین ایک ایک تہائی بانٹ لیا تھا ۔ انمین سے ایک نماز پڑھ چکتا تو دوسرے کو جگا دیتا اور دوسرا تیسرے کو ۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دکھ درد مین سے سب سے زیادہ مجھے تپ محبوب ہے کیونکہ یہ ہر جوڑ کو اُسکے حصہ کا اجر پہونچاتی ہے عام اعضا کے لئے درد بھی عام ہے ۔ اور کہتے تھے کہ بیماری مین ریا و سمعہ کو دخل نہین ہوتا یہ تو خالص اجر ہی اجر ہے ۔

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیماریون کو تین قسمون پر تقسیم کیا تہا عذاب کفارہ اور درجہ بڑہانے والی ۔ عذاب وہ جسکے ساتھ ناراضی ہو ۔ کفارہ وہ جسکے ساتھ خوشنودی و صبر ہو اور درجہ بڑہانے والی وہ جسکے ساتھ خوشی و دل شگفتگی ہو جس زمانہ مین یہ مروان کے نائب تھے اپنے سر پر لکڑیون کا گٹھا اُٹھا کر لاتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵) خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنیوالے لعنت کرتے ہین ۔ ۱۲ ۔ مترجم

لہ دوسرون کو دکھانے کے لئے جو کام کیا جاے اُسکی نسبت کہتے ہین کہ ریاءً یعنی دکھاوے کیلئے کیا گیا ۔ اور جو اورون کے سنانے کے ارادہ سے کیا جائے اُسکی نسبت عربی مین کہتے ہین کہ سمعۃً کے قصد سے کیا گیا لیکن ''دکھاوے'' کیطرح اسکے لئے اُردو مین کوئی خاص لفظ نہین ہے ۔ ۱۲ ۔ مترجم

اور کہتے جاتے تے کہ اپنے امیر (گورنر) کو رستہ دو۔ جب انکی وفات کا وقت آیا تو یہ رونے لگے۔ اور اسکا سبب دریافت کیا گیا تو انہون نے کہا کہ سفر کی دوری اور زادراہ کی کمی پر اور اسکو خیال کرکے روتا ہون کہ وہان جارہا ہون جہان جنت و جہنم دونون موجود ہین اور خبر نہین کہ انمین سے کسکے حصہ مین مین پڑونگا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت مین جب ان کی عمر اٹہتر سال کی تہی مدینہ طیبہ مین انہون نے وفات پائی۔

(۲۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

انکا قول ہے کہ اے گناہ کرنیوالے اپنے گناہ کے آخری خطرے بےخوف نہو اسلئے کہ جب تو یہ نہین جانتا کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیا کرنیوالا ہے تو تیرا ہنسنا گناہ سے بڑھکر ہے۔ اور گناہ پر تیرا اسلئے خوش ہونا کہ تو اسکے کرنے پر قادر ہوا گناہ پر گناہ ہے اور گناہ پر تیرا غم کرنا اسلئے کہ تو اسکے کرنے پر قادر نہو سکا بدتر از گناہ ہے۔ اور دوران ارتکاب گناہ مین اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر تیری طرف ہے تیرے قلب کا بےچین نہونا گناہ در گناہ ہے۔ انکے چہرہ پر آنسوون کے بہنے سے پرانے ڈورے کا سا نشان پڑگیا تہا۔ انکا مقولہ ہے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کے مقابلہ مین بغاوت کرے تو بہی باغی کا سر کچلا جائیگا۔ اور ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگون کی عقلین جاتی رہینگی یہانتک کہ انمین ایک بہی عقل والا نہ رہے گا۔ اور یہ ایک ایک دن تفسیر و فقہ و مغازی و شعر و ایام عرب کے متعلق جلسہ عام مین بیٹہکر تقریر کیا کرتے تہے (مین کہتا ہون) کہ یہان شعر سے مقصود یہ ہے کہ لغت عرب کے ثبوت مین شعر کا

ذکر کرتے تھے - انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی نماز قبول نہین کرتا جو حرام مال کھاتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ مریض کی عیادت تو سنت ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ نفل ہے - واللہ اعلم

(۲۲) عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یہ بہت عبادت کرنیوالے صحابیون مین سے تھے - اور جب نماز مین کھڑے ہوتے تھے تو خوف خدا سے ایسے بے حس و حرکت ہوجاتے تھے کہ گویا ایک ستون کھڑا ہے - اور جب سجدہ کرتے تھے تو اسقدر اُسمین دیر کرتے تھے کہ چڑیان اُنکی پیٹھ پر آبیٹھتی اور اُنکو احاطہ کی دیوار سمجھتی تھین - اور ہمیشہ ساری کی ساری رات عبادت مین گذارتے تھے - ایک رات صبح تک قیام مین رہتے تھے - ایک رات صبح تک رکوع مین - اور ایک رات صبح تک سجود مین - لوگون نے انکا نام مسجد کا کبوتر رکھا تھا - ۷۳ھ تہتر ہجری مین جبکہ انکی عمر بہتر سال کی تھی شہید ہوئے اور انکی نعش خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکائی گئی - انکے چہرہ پر ڈاڑھی نہ تھی - چونکہ لوگون نے انکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی تھی اور اہل حجاز اور نیز یمن عراق و خراسان والون نے انکی اطاعت قبول کی تھی - اس سبب سے حجاج نے انہین قتل کیا - نو سال تک انہون نے خلافت کی اسکے بعد حجاج نے مکہ مین انکا محاصرہ کیا -

(۲۳) حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وسط رمضان ۳ھ تین ہجری مین پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسکے کانون مین اذان کہی اور حسن نام رکہا۔ آپ بردبار سخی و پرہیزگار تھے۔ آپکی
پرہیزگاری و بردباری نے خدائے عزوجل کے لئے آپ سے دنیا و خلافت
چہڑائی۔ اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد مین سبقت کرنیوالون مین
سے تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے اور جن لوگون نے
آپ کے پدر بزرگوار کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُن مین سے چالیس ہزار نے آپکی
بیعت کی اور تقریباً سات مہینے حجاز مین عراق خراسان وغیرہ کے خلیفہ رہے۔ بعدہٗ
معاویہؓ نے شام سے آپکی طرف کوچ کیا اور آپ نے معاویہؓ کیطرف۔ اور جب دونون
ایک دوسرے کے قریب آگئے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ جبتک
کہ بہت سی جانین ضائع نہونگی ایک گروہ دوسرے پر غالب نہ آئیگا اِسلئے معاویہ کو یہ
کہلا بہیجا کہ مین اس امر کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہون کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو بشرطیکہ باشندگان
مدینہ حجاز و عراق سے اُن امور مین سے کسی کا تم مواخذہ نہ کرو جو میرے پدر محترم کے
زمانہ مین واقع ہوئے تھے اور اسی قسم کی اور بہی چند شرطین قرار دین۔ معاویہؓ نے آپکی
سب شرطون کو قبول کر کے صلح کر لی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا
جو آپکے اِس ارشاد مبارک مین تہا کہ "میرا یہ بیٹا سید (سردار ہے) اللہ تعالیٰ اسکے
ذریعہ سے مسلمانون کے دو بڑے گروہون مین صلح کرائیگا" یہ واقعہ ۴۱ھ اکتالیس ہجری کا
ہے۔ آپ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت ہی ہمشکل تھے۔
قضاعی کہتے ہین کہ جبتک امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل عبدالرحمن
ابن ملجم قتل نہ ہولیا اِنہون نے وفات نہ پائی۔ آپ نے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ سے
یہ دعا کرتے ہوئے سُنا کہ اُسکو دس ہزار درہم ملجائین آپنے اُسی وقت مراجعت کی اور ا

اوس قدر درھم اوس کو بھیجدیے - آپ کہتے تھے کہ مجھے اپنے پروردگار عزوجل سے شرم آتی ہے کہ مین اُس سے ایسی حالت مین ملون کہ اُسکے گھر کی طرف مین پیادہ پا نہ گیا ہون - چنانچہ بیس مرتبہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ پیادہ پا تشریف لیگئے اور عمدہ عمدہ عربی گھوڑے ہمراہ کوتل رہے - اور آپ نے دو مرتبہ اپنا سارا مال خدا کی راہ مین دیدیا اور تین مرتبہ ٹھیک آدھون آدھ بانٹ کر یہانتک کہ ایک پانون کا جوتہ دیدیا اور دوسرا رکھ لیا - اور آپنے ایک ایک آدمی کو لاکھہ لاکھہ درہم عطا کئے تھے - اور جب کسی شخص سے کھجورون کا باغ خریدتے تھے اور بائع محتاج ہوجاتا تھا تو اُسکو باغ واپس دیدیتے تھے اور اُسکے ساتھہ اُسکی قیمت بھی واپس دیدیتے تھے - آپنے کبھی کسی سائل کو "نہین" نہ کہا اور جب کسی شخص کو کوئی عطیہ عنایت کرتے تھے تو اُسکے لئے اورون سے اُسیقدر کی سفارش بھی کردیتے تھے - آپ اپنے بیٹون اور بھتیجون سے کہا کرتے تھے کہ علم سیکھو اور اگر اُسکو زبانی یاد نہ رکھہ سکو تو لکھہ لیا اور اپنے گھرون مین رکھ لیا کرو - جب آپ نے زہر پیا تو آپ کے جگر کے ٹکڑے ہوگئے - اسپر آپنے کہا کہ مین تو کئی مرتبہ زہر پیا تھا مگر اس مرتبہ کا سا کبھی نہین پیا تھا - حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ بھائی جان آپ کو کسپر گمان ہے - آپنے کہا کہ کیون پوچھتے ہو - حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسلئے کہ ہم اُسکو قتل کرینگے - آپ نے کہا کہ اگر واقع مین وہی شخص ہے جسکی نسبت میرا گمان ہے تو "اللہ کا زور زیادہ قوی اور اللہ کی سزا زیادہ سخت ہے" اور اگر وہ نہوا تو مین نہین چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی بیگناہ قتل کیا جائے - اور جب آپ کا وقت آخر قریب آیا تو آپ نے کہا کہ میرا بچھونا نکالکر مکان کے صحن مین لے چلو - چنانچہ اسکی تعمیل ہوئی - اور آپنے کہا کہ خداوندا مین اپنے نفس کو تیرے سامنے قصوروار

ٹھہراتا ہون کیونکہ ایسے نفس کے ساتھ مجھسے درست کام نہوے ہونگے۔ اسکے بعد روح کو خدا کے سپرد کیا اور بقیع مین دفن ہوئے۔ یہ حادثۂ جانکاہ سنہ ۵۰ھ ہجری مین واقع ہوا۔

(۲۴) حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سنہ ۴ھ ہجری مین ماہ شعبان مین پیدا ہوئے آپکی پانچ اولاد تہین حضرت علی اکبرؓ حضرت علی اصغرؓ انکی نسل چلی اور اب جو سادات ہین وہ انہین کی اولاد ہین۔ حضرت جعفرؓ۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت سکینہؓ جو مراغہ مین سیدہ نفیسہ کے قریب مدفون ہین۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پاپیادہ کئے تھے حالانکہ عمدہ نسل کے گھوڑے کوتل ہمراہ تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ سن لو یا لوگون کی ضرورتون کا تمسے وابستہ ہونا تمپر خدا کی عنایت ہے۔ اسلئے نعمت سے ملول نہو مبادا وہ عداوت سے بدل جاے۔ آپ کا مقولہ ہے کہ جس نے سخاوت کی سیادت کی جسنے بخالت کی ذلت اٹھائی۔ جو اپنے بھائی کے لئے بہتری مین جلدی کرتا ہے وہ صبح ہو کر جب اوس کے پاس جاتا ہے تو وہی نیکی اوسکے آگے آتی ہے۔ آپنے جمعہ کے دن یوم عاشورا کو محرم سنہ ۶۱ھ ہجری مین جب سن شریف چھپن ۵۶ سال کا تھا شہادت پائی۔ اہل سیر کہتے ہین کہ اللہ عز وجل نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے سبب سے پنچانوے ہزار کو ہلاک فرمایا تھا اور حسین پیغمبر کا خون بہا ہے مگر روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی بھیجی کہ مین نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے پچہانوے ہزار نفوس کو مار ڈالا تھا مگر تمہارے نواسہ حسین کے بدلے مین اس کے دوگنے کو ہلاک کرونگا۔ اور روایت ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اونکے سر مبارک کو تن سے جدا کر کے لے چلے اور پہلی منزل مین پانی پینے کو ٹھیرے تھے کہ لوگون کے سامنے ایک لوہے کا قلم دیوار سے نمودار ہوا اور اوسنے ایک سطر مین یہ لکھدیا شعر

أَتَرْجُو أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا ۔۔۔ شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

(جس گروہ نے حسینؓ کو قتل کیا کیا وہ قیامت کے دن اونکے نانا سے شفاعت کی امید رکھتی ہے)

اور آپ کی ہمشیر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنکا مزار پر انوار مصر کے قناطر السباع مین ہے خیمہ سے سر نکالکر آواز بلند چند اشعار پڑھے ہے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ قطعہ

پوچھین گے جب رسول سے امت ۔۔۔ میری عترت سے کیا سلوک کیا
دوگے کیا اونکو تم جواب یہی ۔۔۔ ہاتھ سے میرے ایک بھی نہ بچا
قید کوئی۔ کوئی ہوا مقتول ۔۔۔ خون مین سر بسر کوئی لتھڑا
ہوگا ارشاد۔ وائے گمراہی ۔۔۔ رہنمائی کی کیا یہی تھی جزا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک مصر لایا گیا اور اوس روضہ مین جو آج تک مشہور ہے دفن کیا گیا۔ نمبر ۶۰ا سے مصر تک لوگ ننگے پانون سر مبارک کے آگے آگے اس کی تعظیم کے خیال سے گئے تھے۔

⸻ ✻ ⸻

تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین

بہت سے مردان خدا تابعین مین گذرے ہین۔

(۲۵) انمین سے اول اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہین

یہ بہت بڑے زاہدون مین سے تھے اور ٹوٹا پھوٹا گھر اور تھوڑا سا سامان رکھتے تھے۔ یہ میش چشم سُرخ سپید۔ کشادہ سینہ۔ متوسط القامت گہرے گندمی رنگ کے آدمی تھے۔ یہ ٹھوڑی کو سینہ سے ملاے ہوے نظر کو سجدہ کی جگہ جماے ہوے اور داہنے ہاتھ کو بائین پر رکھے ہوے رہتے تھے۔ کپڑون مین سے انکے پاس صرف دو پُرانی چادرین تھین۔ اور بالون کا بُنا ہوا تہہ بند باندہتے تھے۔ گمنامی و نارسائی مین چھپے ہوے تھے۔ جب شام ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ خداوندا مین بھوکے پیٹ والون کے بارہ مین تجھسے معذرت کرتا ہون تو جانتا ہی کہ میرے گھر مین بجز اوس کے جو میرے پیٹ مین ہے کچھ کہانا نہین ہے۔ انکا قول ہے کام بالمعروف ونہی عن المنکر (بھلے کام کے حکم دینے اور بُرے سے روکنے) نے ایمان والے کے لئے کوئی دوست باقی نہ رکہا۔ کیونکہ جب ہم لوگون کو بھلے کام کا حکم دیتے ہین تو وہ گالیان دیتے ہین اعہماری آبروریزی کرتے ہین اور اُن کو بدکارون مین سے پشت و پناہ ملجاتے ہین یہانتک کہ واللہ ان لوگون نے مجھپر خدائی کے دعوون کا الزام لگایا بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرہیزگاری اس درجہ تک پہونچی تہی کہ عریانی کے سبب سے برگ خرما کی زنبیل مین بیٹھے رہتے تھے البتہ زہد اسکو کہتے

ہین حضرت ادریس قرنی کا قول تھا کہ آدمی کو یہ درجہ نہین ملتا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہوجاے کہ گویا اوس نے سب لوگون کو مار ڈالا ہے۔ ایک شخص نے اونسے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے تو انہون نے کہا کہ اپنے پروردگار کیطرف دوڑ۔ اوسنے کہا کہ قوت بسری کیونکر ہوگی۔ انہون نے کہا کہ دلون مین شک ملجایا کرتا ہے کیا تو اپنے دین کو لیکر خدا کی طرف دوڑیگا اور اپنی روزی کی نسبت اوسپر تہمت رکھیگا۔ یہ اپنی ماں کی خدمت کیا کرتے تھے اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر نہوے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ یہ کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین حاضر ہوے اور آنحضرت کے ہمراہ جنگ اُحد مین موجود تھے اور انہون نے کہا تھا کہ واللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید نہوے جب تک کہ میرے دانت نہ ٹوٹ لئے اور نہ چہرۂ اقدس زخمی ہوا جب تک کہ میرا چہرہ مجروح نہ ہوگیا اور نہ آپ کی پشت مبارک کو کوئی صدمہ پہونچا جب تک کہ میری پشت پامال نہ ہولی۔ مین نے بعض کتابون مین اس ذکر کو اسی طرح لکھا ہوا پایا اور اصلی حال خدا بہتر جانتا ہے۔ یہ کھجور کی گٹھلیون پر بسر کرتے تھے جن کو چن چن لایا کرتے تھے۔ سال دو سال مین لوگون کی نظر ان پر پڑتی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ جب لوگون نے انکو دیوانہ ٹھیرایا تو انہون نے اپنے مکان کے دروازہ پر سرکنڈون کا چھوٹا سا جھونپڑا بنالیا جس سے بہت ہی کم باہر نکلتے دیکھے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے انسے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو انہون نے کہا کہ میری نصیحت تمہارے لئے اللہ تعالی کی کتاب۔ رسولون کی سنتین اور نکوکار ایمان والون کا وجود ہے۔ اور یہ کہ موت کی یاد کو لازمی سمجھو اور اوسکی یاد تمہارے قلب سے پلک جھپکنے بھر بھی جدا نہو۔ اور ساری امت کو نصیحت کیا کرو۔ اور دیکھو جماعت کو کبھی ترک نہ کرنا ورنہ دین کو ترک کروگے اور تم کو خبر نہوگی اور جہنم مین چلے جاؤگے۔ اور انسے ایک شخص نے کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے تو انہون

نے کہا کہ اللہ تیرا نگہبان رہے جب تک تو زندہ رہے اور دنیا سے تجکو تھوڑے پر خوشنود کرے اور جو کچھ تجھے عطا فرمائے اوسپر تجھے شکرگذار رکھے ۔ ایک شخص نے ان کے پاس بیٹھنے کی درخواست کی اسپر اُنھوں نے کہا کہ ای برادر! آج سے مین تم سے نملونگا کیونکہ مین شہرت کو ناپسند کرتا اور گمنامی و تنہائی کو دوست رکھتا ہون مین جب تک لوگون کے ساتھ اس دنیا مین رہتا ہون مجھے بہت غم ہوتا ہے اس لئے تم رخصت ہونیکے بعد پھر مجھسے درخواست نہ کرنا اور نہ مجھے تلاش کرنا ۔ اے برادر! مین تم کو نہ بھولونگا گو مین تم کو نہ دیکھون اور تم مجھے نہ دیکھو ۔ جب شام ہوتی تھی تو جو کچھ انکے گھر مین ہوتا تھا سب کو لُٹا دیتے تھے ۔ اور ان کی نامیسری لباس یہانتک پہونچ گئی تھی کہ برگ خرما کی زنبیل مین بیٹھے رہتے تھے ۔ اور کوڑے سے روٹی کے ٹکڑے چنکر لاتے اور اون کو دہوتے تھے اور کچھ انمین سے خود کھاتے اور کچھ خیرات کرتے تھے ۔ ھَرِم[1] بن حیان نے ان سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو اونھون نے کہا کہ سوتے وقت موت کو تکیہ بناو اور اُٹھتے وقت اوسکو نظر کے سامنے رکھو ۔ اور کہا کرتے تھے کہ ملنے جلنے سے پیٹھ پیچھے دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ ملنے ملانے مین کبھی بناوٹ اور دکھاوا شریک ہو جاتا ہے اور جب لوگون نے ان کو دفن کیا اور پھر انکی قبر کو جاکر دیکھا تو اوس کا نام و نشان تک نہ تھا ۔

---

[1] ھَرِم بروزن کَتِف بن حیان عبدی چھوٹے صحابیون مین سے تھے اور ابن حبّان نے کہا ہے کہ معتبر تابعین مین سے الازدی البصری صاحب زہد تھے انھون نے حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ پایا اور اویس قرنی سے حدیثین سنی تھین ۔ ۱۲ مترجم

(۲۶) عامر بن عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

کہتے تھے کہ اگر دنیا جز وکل مجھے ملجاتی اور پھر اللہ تعالیٰ مجھے اوس کے بالکل چھوڑ دینے کو فرماتا
تو مین خوشی خاطر سے اوس کو چھوڑ دیتا۔ انھون نے اپنی ذات پر ہر روز ایک ہزار رکعتین اور
ایک روایت مین ہے کہ آٹھ سو رکعتین فرض کر لی تھین اور ان کو موقوف نہین کرتے تھے مگر
اوس وقت جبکہ ان کے دونون پاؤن اور پنڈلیان سوج جاتی تھین اور یہ اوسپر بھی اپنے نفس
سے کہتے تھے کہ تو عبادت ہی کیلئے تو پیدا کیا گیا ہے واللہ مین تجھ سے اس قدر کام لونگا
کہ تو دم بھر لیٹنے کو ترسیگا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جب مین نے خدا کو محبوب بنایا ہے تو مجھے کچھ پروا
نہین ہے کہ کس حال مین صبح ہو اور کس حال مین شام۔ اور جب سے مین نے اللہ تعالیٰ کو
پہچانا اوسکے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ یہ جب کسی شخص سے آشفتہ خاطر ہوتے اور اوس کے
حق مین بددعا کرتے تو کہتے تھے کہ خدایا اسکو بہت مال دے۔ اسکو تندرست رکھ اور اسکی
عمر دراز کر۔ ان کا قول ہے کہ بہت سی چیزون کو مین اچھی سمجھتا تھا اور اب مین پسند کرتا ہون کہ
اون کو اچھی نہ سمجھتا تو اچھا ہوتا اور جس نیکی کو مین اچھی جانتا ہون اوسپر اگر مین عمل نہین
کرتا تو وہ میرے کس کام کی ہے۔ جب یہ سفر کرتے تھے تو ایک ہی مشکیزہ سے جب چاہتے
تھے وضو کے لئے پانی اونڈیلتے تھے اور جب چاہتے تھے پینے کے لئے دودھ۔ اور جب
اسکے پاس کچھ درہم آجاتے تھے تو جس قدر چاہتے تھے مسکینون کو دئے جاتے تھے اور
وہ کم نہوتے تھے۔ اور جب سائل کو روٹی دیتے تو کہتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میرے
عمل کی ترازو مین ایک روٹی سے کم موجود ہو۔ ایک مرتبہ انسے کسی نے پوچھا کہ تم سے بہتر
کون شخص ہے انھون نے کہا کہ جس شخص کا سکوت فکر کلام ذکر اور چلنا دھیان ہو وہ مجھسے بہتر

ہے۔ اور کہتے تھے کہ اللہ کا ذکر شفا اور اوسکے غیر کا ذکر بیماری ہے۔ ان کا قول ہے کہ بندہ کی جہالت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اوروں کی نسبت انکے گناہوں کی وجہ سے اوس کو اندیشہ ہو اور اپنے نفس کے گناہوں سے بے خوف ہو۔ اور کہتے تھے کہ اجکل تمہارے (اشارہ طرف اپنے اوس چپ کے)
سوا نیک نہین ہے بلکہ جو بہت برے ہین اوسے وہ اچھے ہین۔ یہ دیوانون کو کھانا کھلایا کرتے اور جب لوگ انسے کہتے تھے کہ ان کو کھانے کی خبر نہین ہوتی تو کہتے تھے کہ اگر ان کو خبر نہین ہوتی تو اللہ تعالی کو تو خبر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالی کے اس قول کی نسبت کہ [1] وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا کہتے تھے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے جو لوگون پر کٹھن ہو اور کہا کرتے تھے کہ جب مین مرجاؤن تو کسی کو خبر نہ کرنا بلکہ مجھے ہر طرح سے میرے پروردگار کے سپرد کر دینا۔

(۲۷) مسروق بن عبدالرحیم رضی اللہ تعالی عنہ

یہ بچپنے مین چوری جا کر پھر مل گئے تھے اس لئے ان کا نام مسروق (دزدیدہ) ہوا یہ کہتے تھے کہ ایمان والے کا یہی علم بس کرتا ہے کہ وہ اللہ عز وجل سے ڈرتا ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب تم مین سے کوئی چالیس برس کی عمر مین پہونچے تو اوسکو خدا سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ اور اس قدر نمازین پڑہا کرتے تھے کہ انکے دونون پاؤن سوج جاتے تھے اور اپنے اور اپنے گھر والون کے بیچ مین پردہ ڈالدیتے اور نماز مین مشغول ہوجاتے اور اون کو دنیا کے دہندون مین چھوڑ دیتے تھے۔ یہ لوگون کے قصے قضاے فیصل کرنے اور اوس کی

---

[1] اور جو شخص خدا سے ڈرتا رہیگا خدا اوس کے لئے نجات کی شکل نکال دیگا۔

کچھ اجرت نہین لیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آجکل ایمان والے کے لئے کوئی چیز پرہیز سے بہتر نہین ہے

(۲۸) علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

ان سے کہا گیا کہ آپ بیٹھکر لوگون کو قرآن کیون نہین پڑہاتے تو انہون نے کہا کہ مجھے پسند نہین کہ میری پشت کھندلی جاے اور کہا جاے کہ یہی علقمہ ہے۔ اور ان سے لوگون نے کہا کہ آپ لوگون کی سفارش کرنے کو بادشاہ کے پاس کیون نہین جاتے تو انہون نے کہا کہ ان لوگون کی دنیا مین سے مجھے جس قدر پہونچتا ہے اوسیقدر میرے دین مین سے ان کو ملتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ چلا کرو اس سے ہمارا ایمان یعنی تفقہ بڑھتا ہے اور فروتنی کی نیت سے محتاجون کی لڑکیون سے بیاہ کرتے تھے۔ اور جب انہون نے انتقال کیا تو ایک ردا ایک پرانی خطدار چادر اور ایک مصحف کے سوا کوئی دوسری چیز نہ چھوڑی۔

(۲۹) اسود بن زید نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روزہ وعبادت مین اس قدر اپنی جان کھپاتے تھے کہ انکا بدن سبز اور پیلا پڑ گیا تھا۔ اور جب لوگ انکو سمجھاتے تھے کہ اسقدر عبادت سے اپنی جان کو کیون مصیبت مین ڈال رکھا ہے تو کہتے تھے کہ جد وجہد ہی تو اصل کام ہے۔ روتے روتے انکی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ ۷۵ھ پچھتر ہجری مین انہون نے کوفہ مین وفات پائی۔ واللہ اعلم

(۳۰) ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ برادر! اپنے نفس کے آپ ناصح بنو ورنہ ہلاک ہوجاؤگے۔ یہ فالج
مین مبتلا ہوئے تو لوگون نے انسے کہا کہ علاج کرائے۔ اسپر کہنے لگے کہ مین جانتا ہون
کہ علاج برحق ہے لیکن عنقریب نہ طبیب باقی رہیگا اور نہ مریض۔ انکے اعمال مخفی تھے
گھر والون کے سوا کسی کو اونکی خبر نہ تھی۔ یہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے کہ ایک آدمی انکے پاس
چلا گیا۔ انہون نے اپنی آستین سے قرآن کو چھپا لیا اور کہا کہ جس چیز سے خدا مطلوب نہ ہو وہ مضمحل
کرتی ہے۔ اور جب لوگون کا درمیان بجا ہوا پاتے تو قبرستان کیطرف جا نکلتے اور کہتے کہ اے
اہل قبور یہان تو باہم ہین یا تم اسکے بعد ساری رات بیداری مین بسر کرتے اور جب صبح ہوتی تو
ایسے معلوم ہوتے کہ گویا ابھی قبر سے اوٹھے ہین۔ اور وہ جماعت مین شریک ہونے کے
لئے ایسی حالت مین کہ ضعف سے انکے پاؤن ڈگمگاتے تھے مسجد مین آتے تو لوگ
اونسے کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے تو تم کو اجازت دی ہے۔ اس کے جواب مین کہتے کہ اپنے پروردگار
کی منادی کا کیا کرون جو حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ کہتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے ذلیل گوشت
اے ذلیل خون! جس وقت پہاڑ چلائے اور زمین کوٹ کوٹ کر برابر کیجائیگی اوس روز تم کیا
کروگے۔ اور خود ہی اپنے گھر مین جھاڑو دیتے اور گھر والون کو دینے نہین دیتے اور کہتے
تھے کہ مجھے پسند آتا ہے کہ اپنے نفس پر کچھ ذلت کا کام ڈالون۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے
لوگون کو دیکھا ہے جن کے مقابلہ مین ہم اپنے آپ کو چوتے سمجھتے تھے۔ انہون نے سنہ
[illegible] ہجری مین معاویہؓ کے زمانہ مین رحلت کی۔

(۳۱) ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ کہا کرتے تھے کہ گفتگو کرنیوالا یا خطا کریگا یا اوسمین مبالغہ کریگا پہلی صورت مین لوگ اوس سے جھگڑینگے اور دوسری صورت مین گنہگار ہوگا اور انکی دعا یہ تھی کہ خدایا مجکو اوس زمانہ کے شر سے اپنی پناہ مین رکھ جبکہ چھوٹے سرکشی کرین اور بوڑھے حرص و ہوا مین مبتلا ہون اور لوگون کی عمرین کم ہون اور وہ اپنے عزیز بھائیون کو گناہ کرتے دیکھین اور اونکو منع نکرین

(۳۲) ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبادت مین انکو نہایت ہی توغل تھا یہانتک کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ دوزخ کی آگ سلگائی جارہی ہے تو جسقدر عبادت یہ کرتے تھے اوسمین ذرہ برابر بھی بڑھانیکی گنجایش نتھی۔ یہ کہا نا ترک کرلیا کرتے اور کہتے تھے کہ گھوڑا اوسی حالت مین خوب دوڑتا ہے جب دبلا ہوتا ہی انھین کا یہ بھی قول ہے کہ جسنے اپنی ٹانگون کو نماز پر قایم کیا اللہ تعالی اوسکی ٹانگون کو پل صراط پر جمائے رکھیگا۔ واللہ اعلم

(۳۳) ابو سعید حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے والد میسان* کے رہنے والے تھے قید ہوے اور انصار کے غلام بنے تھے حضرت حسن بصری پر اس قدر خوف خدا غالب تھا کہ گویا دوزخ صرف انھین کیلئے بنایا گیا ہے

---

* بصرہ وواسط کے درمیان ایک شہر میسان تھا ۱۲ مترجم

یہ کہا کرتے تھے کہ معرفتین اوٹھ گئین اور برائیان رنگین اور نسلون سے جو باقی رہگیا ہے وہ
مغموم ہے اور انکا قول ہے کہ جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور
جسمین کہ کسی کے سامنے گڑگڑانا پڑتا ہے وہ نفس کیطرف سے اس لئے روزے نماز اور
ریاضت سے انکے مقابلہ مین کمک لینی چاہیے۔ اور جب اللہ دنیا مین کسی بندہ کے لئے
بھلائی چاہتا ہے تو اوسکو بال بچون مین مشغول نہین فرماتا۔ اور عاجزی کرنیوالے کی شان
یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلے تو جس شخص پر اوس کی نظر پڑے اوسکو اپنے آپ سے افضل
سمجھے۔ اور جب بندہ نے گناہ کیا اور پھر توبہ کرلی تو اس توبہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب ہی
زیادہ ہوتا ہے اور جب دوسری مرتبہ گناہ کیا تو علیٰ ہذا قرب ہی بڑھتا ہے۔ ایکشخص
نے انسے کہا کہ مین اپنی تنگدستی سے بہ تنگ ہون تو اونھون نے کہا کہ ذکر کی مجلسون
مین جایا کرو۔ کہتے تھے کہ مردہ کے حق مین سب سے بڑے اوسکے وہ اہل و عیال ہین
جو اوسپر روتے ہین اور اوسپر سے قرض کے بوجھ کو ہلکا نہین کرتے۔ اور ہمنے ایسے لوگ
دیکھے ہین جو حلال چیزون مین اوس سے زیادہ زہد برتتے تھے جس قدر کہ تم حرام چیزون
مین برتتے ہو۔ اور ہزار آدمی کی دوستی کو ایک شخص کی بھی عداوت کے بدلے نہ خریدو۔
اور جب اللہ کسی بندہ کیلئے بھلائی چاہتا ہے تو اوسکے بال بچون کو مار ڈالتا اور اوس کو
عبادت کے لئے خالی چھوڑدیتا ہے۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ لالچ عالم کو بدنما بنا دیتا ہے۔
اور آدمی کا علانیہ اپنے نفس کو برا کہنا اوسکو سراہنا ہے۔ انسے کسی نے پوچھا کہ بصرہ مین
کوئی منافق بھی ہے تو انھون نے کہا کہ اگر منافق نکلجائین تو تجھے وحشت ہو۔ انھین کا
مقولہ ہے کہ تمھارے بھائیون مین سے سب سے زیادہ قابل عزت وہ ہے جسکی
دوستی تمھارے ساتھ ہمیشہ رہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے فرزند آدم اگر تو اپنی

موت کی چال پر نظر کرے تو اپنے فریب امید کا دشمن ہو جاے۔ یہ جب بیٹھتے تو قیدی کی طرح بیٹھتے تھے اور جب باتین کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ان کو دوزخ مین ڈالنے کا حکم ہو چکا ہے۔ اور کہتے تھے کہ جس نے خدا کے لئے فروتنی کرنے کو صوف پہنا خدا نے اوسکی بینائی و قلب مین نور بڑہایا اور جسنے فخر و غرور کے لئے پہنا وہ سرکشون کے ساتھ جہنم مین ڈالا گیا۔ وہ یہ شعر پڑہا کرتے تھے ؎

لَیْسَ مَنْ مَاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَیْتٍ		اِنَّمَا الْمَیْتُ مَیِّتُ الْاَحْیَاءِ
موت مین راحت ملی جسکو وہ مردہ کب ہوا		رہکے زندون مین جو مردہ تھا وہی مردہ رہا

کہا کرتے تھے کہ جب مین کچھ کہاتا ہون تو میری یہ آرزو ہوتی ہے کہ یہ میرے پیٹ مین جاکر اینٹ بنجاتا کیونکہ مین نے سُنا ہے کہ یہ تین سو برس تک پانی مین باقی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے کہا کہ فقہا یہ کہتے ہین تو اونھون نے کہا کہ تمنے کبھی اپنی آنکھون سے فقیہ دیکھا بھی ہے۔ فقیہ تو وہی ہے جو دنیا سے پرہیز کرنے والا اپنے گناہون کا دیکھنے والا اور اپنے پروردگار کی عبادت کا پورا پابند ہو۔ اور خدا کی قسم کہا کر کہتے تھے کہ جس شخص نے زر کی عزت کی اوس کو اللہ تعالیٰ نے ذلت دی۔ اور انکی عادت تھی کہ انکے بھائیون مین سے جب کوئی شخص اندر آنے کی اجازت چاہتا تو اگر انکے پاس کچھ کہانا موجود رہتا تو اوسے اندر بلا لیتے ورنہ خود باہر نکل آتے تھے اور جو کچھ موجود رہتا تھا اوس مین تکلف نہین کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگلے لوگون کا قول ہے کہ حکیم کی زبان اوس کے قلب کے پیچھے رہتی ہے۔ جب وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو اپنے قلب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگر قلب نے اجازت دی تو اوسنے بات کی ورنہ زبان روک لی۔ اور جاہل کا قلب اوسکی زبان کی نوک پر ہوتا ہے وہ دل کی طرف رجوع نہین کرتا جو کچھ اوسکی

زبان پر آتا ہے کہ گذرتا ہے۔ انکے اقوال مین سے ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن
جس طرح وہ چاہیگا بغیر احاطہ کے دیکھین گے۔ دنیا تمہاری سواری ہے اگر تم اوسپر سوار ہوگے
تو وہ تم کو لے چلی اور اگر وہ تمپر سوار ہو گئی تو تم کو مار کر رہی۔ علما کی پرہیزگاری دنیا و مال
مین ہوتی ہے۔ جب تم اپنی اولاد مین کوئی ایسی بات دیکھو جو تم کو بری معلوم ہو تو سمجھو کہ انسے
تمہین مراد ہو اس لئے اوسکو درست کردو۔ جب تم کسی شخص سے دشمنی کرنا چاہو تو اگر وہ
خدا کا فرمانبردار ہے تو اوس سے دست بردار ہو اور اپنا سا منہ لیکر رہجاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اوسکو
تمہارے حوالہ نکرے گا اور نہ تم کو اوسپر دست درازی کا موقع دیگا اور اگر وہ نافرمان ہے
تو تمہارا مطلب خود بخود حاصل ہے کیون اُس سے دشمنی کر کے اپنی جان کو زحمت مین
ڈالتے ہو۔ ہر ایسے شخص کی جو طاعتِ خدا کی پیروی کرتا ہے تمپر محبت لازم ہے اور جس
شخص نے نیکوکار کو دوست رکھا گویا اوس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ مین نے کبھی کسی
شخص کو نہ دیکھا کہ اوس نے دنیا کی تلاش کی اور اوس سے آخرت پائی بخلاف اس کے
عکس کے۔ اللہ تعالیٰ بہت سے گروہون کو اوٹھاتا ہے جو اس علم (یعنی علم تصوف) کی باعث
ثواب جستجو کرتے ہین اور اسمین اونکی اور کوئی نیت نہین ہوتی۔ اس لئے اون کی جستجو
مین خدا اونکے ساتھ رہتا ہے تاکہ یہ علم ضائع نہو اور اونپر اوسکا وبال نہ رہجائے۔ اسلام
یہ ہے کہ تو اپنے قلب کو اللہ کے سپرد کردے۔ بس ہر مسلمان تجھسے بچا رہا ہے۔
اور خدا کی محبت والا نشہ مین رہتا ہے اور اوس کا نشہ نہین اوترتا مگر اپنے محبوب کے
مشاہدہ کے وقت۔

(۳۴) سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب رات آئی تھی تو اپنے نفس سے کہتے تھے کہ او ساری برائیون کے اڈّے اوٹھ واللہ مین تجھے تھکے ہوے اونٹ کی طرح پاؤن گھسیٹتا ہوا چلنے کو چھوڑ نہ دونگا چنانچہ جب صبح ہوتی تھی تو اونکے دونون پاؤن سوجے ہوئے ہوتے تھے اور وہ اپنے نفس سے کہتے تھے کہ تجھے اسی کا حکم ہے اور اسی کے لئے تو پیدا ہوا ہے۔ ان کا قول ہے کہ اوس شخص مین کوئی نیکی نہین ہے۔ جو اسقدر دنیا جمع نہ کرے جس سے اپنے دین وجسم کی حفاظت اور اپنے عزیزون کے ساتھ سلوک کر سکے۔ یہ کہتے تھے کہ چالیس برس سے میرا کوئی فریضہ جماعت کے ساتھ ناغہ نہین ہوا ہے اور تیس برس سے جب مؤذن نے اذان دی ہے تو مین مسجد ہی مین موجود تھا۔ اونھون نے پچاس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی تھی۔ انکی جب اسی سال کی عمر ہو چکی تھی تب کہتے تھے کہ میرے نزدیک عورتون سے زیادہ کوئی چیز خوفناک نہین ہے۔ اور کہتے تھے کہ سب آدمی خدا کی نگہبانی مین اپنے اعمال کرتے ہین اور جب خدائے عزوجل کسی بندہ کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو اوس کو اپنی حفاظت سے نکال دیتا ہے اور اس وقت لوگون پر اسکے چھپے ہوے عیب کھلجاتے ہین۔ اور کہتے تھے کہ اپنی آنکھون کو ظالمون کے معاونون سے آلودہ نہ کرو (یعنی اون کو نظر بھر کر نہ دیکھو) مگر دل مین انکار کے ساتھ تاکہ تمھارے نیک اعمال بیکار نہو جائین۔ جب عبدالملک بن مروان کی بیعت سے انھون نے انکار کیا تو اسنے انکو مارا ٹاٹ پہنایا اور مدینہ طیبہ کے بازارون مین گشت کرایا اور ممانعت کر دی کہ کوئی اسکے پاس نہ بیٹھے۔ چنانچہ یہ خود کہا کرتے کہ کوئی میرے پاس نہ بیٹھے کیونکہ مجھے دڑے لگے ہین اور لوگون کو میرے پاس بیٹھنے سے

منع کیا گیا ہے۔ یہ سنکر لوگ واپس چلے آتے تھے۔ انکا قول ہے کہ مُسیجد (مسجد یا) اور مُصَیحِف تصغیر کے ساتھ نہ کہو کیونکہ یہ چیزیں اللہ کی ہونیکے باعث عظمت وجلالت رکھتے ہیں۔ اور کہتے تھے کہ جو اللہ پر مستغنی ہو لوگ اوسکے محتاج ہوے۔ انکی ہیبت کے سبب سے لوگ انکے پاس آنے کی اوسیطرح اجازت چاہتے تھے جسطرح امیرون سے۔ اور کہتے تھے کہ کوئی شریف عالم و فاضل ایسا نہین ہے جسمین کوئی عیب نہو لیکن بعض آدمی ایسے ہوتے ہین جن کے عیبون کا ذکر نہین کرنا چاہیے۔ اس لئے جسمین برائی سے بھلائی زیادہ ہے اوسکی برائی بھلائی کے سبب سے بخشدیجائیگی۔

(۳۵) عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ جب کسی شخص مین کوئی نیکی دیکھو تو اوس نیکی کی وجہ سے اوس سے محبت کرو اور سمجھ لو کہ اوسمین اسیطرح کی اور نیکیان بھی ہونگی اور علی ہذا جب کسی مین کوئی برائی پاؤ تو اوس برائی کے اعتبار سے اوسکو برا سمجھو اور جان لو کہ اوسمین اسیطرح کی اور برائیان بھی ہونگی۔ یہ کہتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام منبر پر بیٹھے ہوے کھجور کے پتون کی ٹوکریان بناتے اور اونکو بیچکر بکواتے اور اونکی قیمت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ دنیا مین سب سے زیادہ زہد والے پیغمبر کے لوگ ہین جب انہون نے اپنے محل مین جو عقیق مین تھا گوشہ نشینی اختیار کی مسجد نبوی میں آنا ترک کیا تو لوگون نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ مین نے دیکھا کہ چونکہ اب مسجد میں کھیل کھودکے اکھاڑے ہزلیات کی خبرلین اور گذرگاہ مین بیحیائیون کے

اڈے بن گئے ہین اس لئے مجھے بیہین عافیت معلوم ہوتی ہے - یہ اپنی اولاد سے
کہا کرتے تھے کہ علم سیکھو اس لئے کہ اگر چہ تم اسوقت اپنی قوم کے چھوٹون مین ہو
مگر عنقریب دوسری قومون کے بڑے ہو جاؤگے - جہالت بہت ہی بُری چیز ہے خصوصاً
قوم کے سردار کے لئے - یہ ایک مرتبہ ولید بن عبد الملک کے پاس گئے
تو انکے ایک پانون مین بیماری ہوگئی جس سے وہ پانون سڑنے لگا چنانچہ
وہ کاٹ ڈالا گیا اور لوگ سمجھتے تھے کہ ولید کے پاس جانے کی یہ سزا تھی -
اسپر بھی یہ کہا کرتے تھے کہ اوس خدا کا شکر ہے جس نے دوسرے پانون کو
باقی رکھا - یہ پیاپے روزے رکھا کرتے تھے چنانچہ جب ان کا پانون کاٹا گیا ہے تو انکو
روزہ تھا اور کاٹتے وقت کسی نے انکو تھاما بھی نہ تھا - انہون نے بحالت روزہ ۹۴ھ
چورانوے ہجری مین جنت کی راہ لی -

(۳۳۶) محمد بن الحنفیہ ابن امام علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ان کا قول تھا کہ جس کا نفس عیبون سے پاک ہوا اوس کے نزدیک دنیا کی
کچھ قدر نہ رہی - یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص چھٹکارا حاصل ہونے تک اوس آدمی
کے ساتھ ہنسی خوشی بسر نہ کرے جسکی صحبت سے مفر نہو وہ حکیم نہین ہے - جب
روم کے بادشاہ نے عبد الملک بن مروان کو حلف کے ساتھ یہ دھمکی
لکھ بھیجی کہ اگر تم جزیہ دینا قبول نہین کرتے تو مین ایک لاکھ فوج خشکی کی اور ایک لاکھ
تری کی تمپر بھیجتا ہون عبد الملک نے حجاج کو لکھا کہ تو محمد بن الحنفیہ کو تخویف وتہدید
لکھ بھیج اور جو کچھ جواب وہ دین اوس کو میرے پاس بھیجدے

چنانچہ حجاج نے انکو لکھا۔ اور انھون نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی تین سو نوے نگاہین اپنی مخلوق پر ہوا کرتی ہین اور مجھے امید ہے کہ میری طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نگاہ ایسی ہوگی جس سے وہ مجھے تجسے محفوظ رکھیگا۔ حجاج نے یہ خط عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ اور عبدالملک نے یہی مضمون شاہ روم کو لکھہ بھیجا۔ جسکو پڑھکر اوسنے کہا کہ یہ تمھارے دماغ سے نہین نکلا ہے اور نہ تمنے یہ لکھا ہے یہ تو خاندان نبوت ہی کے دل سے نکل سکتا ہے۔

(۳۷) علی بن العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ تعالیٰ

یہی علی اصغر تھے اور علی اکبر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے اور عنقریب محمد الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال مین آتا ہے کہ کل حسینی سید انھین کی اولاد ہین۔ ان کا قول ہے کہ جب بندہ اپنے باطن مین اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوگیا تو اللہ تعالےٰ نے اوس کو اوس کے بڑے اعمال پر مطلع کردیا اور وہ اپنے گناہون مین مشغول ہوجانے کے باعث دوسرون کے عیوب سے بے پرواہ ہوگیا۔ یہ کہتے تھے کہ مصحف فروخت نہین ہوا کرتا تھا اور ہوتا یہ تھا کہ ایک شخص ایک ورق کاغذ لئے ہوئے منبر کے قریب آتا تھا۔ (اس سے لوگ سمجھ جاتے تھے کہ اس کو مصحف مجید لکھوانا ہے) پس جس کو ثواب حاصل کرنا منظور ہوتا تھا وہ مستعد ہوجاتا تھا اور اوس کے لئے سورہ بقرہ کے اول سے لکھنا شروع کرتا تھا۔ پھر دوسرے لوگ لکھتے یہانتک کہ مصحف تمام ہوجاتا تھا۔ راویون نے کہا ہے کہ جب ان کے

انکے بھائی شہید ہوئے انکی عمر تیرہ برس کی تھی مگر بیمار زدہ تراش تھے اس لئے شہید نہ کئے گئے۔ آپ جب وضو کرنے لگتے تھے تو آپ کا چہرہ پیلا پڑجاتا تھا اور اگر گھر کے لوگ پوچھتے تھے کہ وضو کے وقت کیون آپکی عادت ایسی ہے تو کہتے تے کہ تم جانتے نہین کہ کس کے حضور مین کھڑا ہونیکا ارادہ کرتا ہون۔ اور جب آپ چلتے تے تو آپ کا ہاتھ آپکے زانو سے متجاوز نہوتا تھا اور نہ متکبرون کی طرح آپ ہاتھ کو اٹھاتے اور گراتے تھے۔ اور جب آپ کو کسی شخص کی نسبت معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی برائیان اور شکایتین کرتا ہے تو آپ اوسکے گھر تشریف لیجاتے اور اس سے مہربانی کے ساتھ پیش آتے اور اوس سے ارشاد کرتے تے کہ سنو! جو کچھ تمنے میری نسبت کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو اللہ مجھے بخشدے اور اگر جھوٹ ہے تو خدا تم کو بخشدے السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک شخص نے مسجد مین آپکے سر پر کھڑے ہوکر کوئی بات اٹھا نہ رکھی جو نہ کہی ہو مگر آپنے بالکل سکوت کیا کچھ بھی جواب نہ دیا جب آپ مسجد سے چلے تو وہ شخص آپکے پیچھے ہولیا اور رونے لگا اسپر آپ نے کہا کہ مین کبھی تم کو کوئی ایسی بات نہ کہونگا جو تم کو بری لگیگی ۵

اِذَا شَتَمَ الْكَرِيْمُ مِنَ الْجَوَابِ		وَمَا شَيْءٌ اَحَبُّ اِلَى اللَّئِيْمِ
جواب پانے سے بڑھتا ہے اور اوسکا جی		شریف چپ ہی رہے دے جو گالیان پاجی

آپ کا مقولہ ہے کہ احباب کے اوٹھ جانے سے وطن پردیس ہو جاتا ہے۔ آزادون کی عبادت شکریہ کے لئے ہوتی ہے نہ وحشت ورغبت کے سبب سے۔ وہ شخص تمہارا یار کیونکر ہوسکتا ہے جس کی تھیلی کھولکر تم بقدر ضرورت لے لو اور وہ بشاش نہو جائے۔ اور اپنے اصحاب سے

اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ

کہا کرتے تھے کہ تم میرے ساتھ خدا کے لئے اسلام کی محبت رکھو کیونکہ تمہاری محبت کبھی ہمسے جدا نھوئی یہانتک کہ وہ ہماری ذلت کا باعث ہوئی - یہ اوس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو آپ کو عبد الملک بن مروان کے ساتھ پیش آیا - اوسنے آپکے پاؤں ہاتھوں اور گلے مین سونے کی زنجیرین ڈلواکر مدینہ طیبہ سے شام بلوایا - اور جب زہری[۱] عبد الملک کے پاس آئے تو انہون نے عبد الملک سے کہا کہ علی بن الحسین کا خیال بھی خلافت کی طرف نہین ہے وہ تو اپنے نفس اور اپنے پروردگار کی عبادت مین مشغول ہین - عبد الملک نے کہا کہ بہت ہی اچھے کام مین انھون نے اپنے آپ کو مشغول رکھا ہے - اور آپ کو رہا کردیا - آپ دل سے چاہتے تھے کہ وضو کرنے مین کوئی شخص آپ کو مدد نہ دے - اور اپنی طہارت کے لئے خود ہی پانی بھرتے اور آرام کرنے سے پہلے لاکر رکھ لیتے تھے - آپ سفر یا حضر مین کبھی رات کا قیام ترک نہین کرتے تھے - آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالی مومن گنہگار بہت توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے - آپ ابو بکر عمر و عثمان رضی اللہ تعالی عنہم کی توصیف کرتے اور اونپر رحمت بھیجا کرتے تھے - آپ ہر دن اور رات مین ایک ہزار رکعتین پڑہا کرتے اور جب آندہی چلتی تو غش کھا کر گر پڑتے تھے - اور جب حج کو تشریف لیچلے تو لبیک آپ کی زبان سے نکلا اور آپ بیہوش ہوکر گر پڑے اور آپ کے اعضا زخمی ہو گئے - اور ایک شخص نے آپ سے زبان درازی کی اور آپ سنکر ٹال گئے تو اوس شخص نے کہا کہ مین تمہین کو کہتا ہون اسپر آپ نے کہا

---

[۱] زہری رحمہ اللہ تعالی کا نام محمد بن مسلم تھا - مشہور تابعی تھے رمضان سنہ ۱۲۴ھ ایک سو چوبیس ہجری مین راہی خلد ہوے ۱۲ مترجم

کہ مین تمھین سے تو چشم پوشی کر رہا ہون - ایک دن آپ مسجد سے باہر نکلے تھے کہ ایک شخص ملا اور اوسنے آپ کو گالیان دین اور بہت دین اسپر آپ کے غلام اور خادم اوسکی طرف بڑھے مگر آپنے سب کو روکا اور کہا کہ ٹھہرو اس شخص پر ہاتھ نہ ڈالو اسکے بعد آپنے اوسکی طرف رُخ کیا اور کہا کہ میرا جو حال تجھسے پوشیدہ ہے وہ اس سے زیادہ ہے تم کو کوئی ضرورت ہو تو مجھسے بیان کرو مین اوسمین تمھاری مدد کرون - اس سے وہ شرما گیا تو آپنے اپنا سیاہ چوکور کمل جو زیب تن تھا اوتار کر اوسپر ڈال دیا اور اوسکے لئے ایک ہزار درہم سے زیادہ کے عطیہ کا حکم دیا - اُس شخص نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک آپ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اولاد مین ہین آپنے ۹۹ھ ہجری مین جبکہ سن شریف اٹھاون سال کا تھا بقیع مین رحلت فرمائی - اور سر مبارک مصر گیا اور مصر کہنہ مین قلعہ کی طرف جو بجرائے آبکے اوس کے قریب دفن کیا گیا -

(۳۸) ابو جعفر محمد باقر ابن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین

نووی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یہ " باقر " اس سبب سے کہلاے کہ اس لفظ کے معنی شق کرنے والے کے ہین اور آپنے علم کو شق کیا اور اوسکی جڑ اور کنہہ کو پہچانا تھا - آپ کا قول ہے کہ بجلیان مومن وغیر مومن سب پر گرتی ہین اور نہین گرتی ہین تو اللہ عز وجل کا ذکر کرنے والے پر - اور کسی شخص کے دل مین جب تھوڑا سا بھی غرور داخل ہوتا ہے

تو جس قدر غرور داخل ہوتا ہے اوسیقدر یا اوس سے زیادہ اوسکی عقل مین کمی آجاتی ہے۔ آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتے اونکی مدح مین مبالغہ کرتے اور کہتے تھے کہ جس شخص نے انکو صدیق نہ کہا اللہ تعالیٰ اوسکے کسی قول کو نہ دنیا مین سچا بناے اور نہ دین مین۔ اہلِ عراق کے ایک گروہ کی نسبت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے عداوت رکھتا اور اپنے نزدیک سمجھتا ہے کہ اہل بیت کو دوست رکھتا ہے آپنے اون کو لکھہ بھیجا کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کو دشمن سمجھتا ہے مجھے اوس سے کوئی واسطہ نہین اور اگر مین حاکم ہوا تو جو لوگ ان دونون کو برا سمجھتے ہین اونکے خون کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بناؤن گا۔ آپ کا قول تھا کہ پیٹ اور شرمگاہ کی پارسائی سے کوئی عبادت افضل نہین ہے۔ آپ جب ہنستے تو کہتے تھے کہ خدایا مجھے دشمن نہ رکھہ۔ آپ کہتے تھے کہ دنیا مین بھائیون کے ساتھ نیکی کرنے سے زیادہ معین کوئی شے نہین ہے۔ اور آپ بھائیون کے ساتھ بیٹھے رہنے سے کبھی گھبراتے نہ تھے۔ کہا کرتے تھے کہ برا ہے وہ بھائی جو خوشحالی مین تمہاری نگہداشت کرے اور بدحالی مین تم سے الگ ہو جاے۔ اور اسکا پتہ کہ تمہارے بھائی کے دل مین تمہاری کتنی محبت ہے اوس محبت سے لگالو جو تمہارے دل مین اوسکی ہے۔ اصمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ حسینی سیدون کی نسل بالکل زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ہے اسلئے یہی تمام حسینی سیدون کے پدر بزرگوار ہین۔ آپکی عمر جب تہتر سال کی ہوئی ۱۱۷ھ ایک سو سترہ ہجری مین راہی جنت ہوے اور آپ نے وصیت کی کہ جس کرتہ کو پہنے ہوے نماز پڑھا کرتے تھے وہی اونکا کفن بنایا جاے۔ واللہ اعلم

(۳۹) ابو عبداللہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین - آپ کا قول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جنسے کسی شریف کو کراہت کرنی زیبا نہیں ہے - اپنے باپ کے لئے اپنی جگہ سے اوٹھ کھڑا ہونا - آپنے مہمان کی خدمت کرنی - اپنی سواری کے جانور کی گمہداشت کرنی اوسکو غلام اور نوکر کیوں نہوں - اور جس سے تعلیم پاتا ہے اوسکی خدمت کرنی - آپکا قول ہے کہ نیکی کامل نہیں ہوتی مگر تین باتوں سے - ایک یہ کہ جب اوسکو برتو تو اوسکو چہوٹی سمجھو دوسرے یہ کہ اوسکو پوشیدہ رکھو اور تیسرے یہ کہ اوسمیں عجلت کرو - کیونکہ جب تم اوسکو حقیر سمجھوگے وہ بڑی ہو جائیگی اور جب اوسکو چہپاؤگے کامل ہو جائیگی اور جب اوسمیں جلدی کروگے خوشگوار ہو جائیگی - آپ کا مقولہ ہے کہ جب کسی آدمی کیطرف دنیا رخ کرتی ہے تو غیروں کی خوبیاں اوسکو دیدیتی ہے اور جب اوس سے منہ پھیرتی ہے تو اوس کی ذاتی خوبیاں بہی لے لیتی ہے - اور کہتے تہے کہ جب تم تک تمہارے بہائی کی کوئی ایسی بات پہونچے جو تم کو ناگوار ہو تو اوسکے لئے ایک سے لیکر ستر روز تک تلاش کرو اور اگر تم کو کوئی عذر نہ ملے تو کہو کہ شاید اوس کے پاس کوئی عذر ہو جسکو میں نہیں جانتا ایکمرتبہ سفیان ثوری رحمہ اللہ آپکے پاس آئے تو انہوں نے دیکہا کہ آپ تسر کا جبہ پہنے ہوئے ہیں - اسلئے کہا کہ آپ خاندان نبوت کے ہیں اور یہ پہنتے ہیں - آپنے کہا کہ تم نہیں جانتے اندر ہاتھ ڈال کر دیکہو انہوں نے دیکہا تو کہرے بالوں کا ٹاٹ اندر تہا - پہر کہا کہ ثوری تم تو دکہلاو کہ تمہارے جبہ کے نیچے کیا ہے - آپنے دیکہا تو اوسکے نیچے بہت ہی باریک کرتہ تہا - اس سے سفیان شرمندہ ہوے - بعدہ آپنے کہا کہ ثوری! میرے پاس زیادہ نہ آیا کرو اس سے ہم کو بہی نقصان

پہونچتا ہے اور تم کو بھی۔ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ آپکے پاس آئے تو آپنے کہا کہ اے ابو حنیفہ
مین نے سنا ہے کہ تم قیاس کرتے ہو۔ ایسا نہ کرو کیونکہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا تھا وہ ابلیس
ہے۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ جب تم کسی مسلمان کے بارہ مین کوئی کلمہ سنو تو جہانتک تمہارا
دسترس ہو اوسکو عمدہ ترین پہلو پر ڈالو یہانتک کہ اگر کوئی عمدہ پہلو تم کو نہ ملے تو خود اپنے آپ
کو ملامت کرو۔ اور آپ کا قول ہے کہ اوس ہاتھ کا نہ کھاؤ جو بھوکا ہونے کے بعد آسودہ ہوا ہو۔
ایک مرتبہ ایک قبیلہ کے ایک شخص سے آپنے پوچھا کہ اس قبیلہ کا سردار کون ہے اوس شخص
نے کہا کہ مین۔ اسپر آپنے کہا کہ اگر تو اوس کا سردار ہوتا تو "مین" نہ کہتا۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ جب
تم سے گناہ سرزد ہو استغفار کرو کیونکہ پیدا ہونے کے پہلے ہی سے گناہ طوق بنکر لوگون کے
گلے پڑا ہوا تھا۔ بیشک ہلاکی اور پوری ہلاکی اوسپر اصرار کرنا ہے۔ جب آپکو کسی چیز کی ضرورت
ہوتی تو کہتے تھے کہ اے میرے پروردگار مجکو فلان چیز کی ضرورت ہے اور دعا تمام بھی نہونے
باتی تھی کہ وہ شے آپکے پہلو مین رکھی ہوتی تھی۔ آپنے ۱۴۹؁ھ ایک سو اونچالیس ہجری مین
مدینہ منورہ سے خلد برین کی راہ لی۔ آپ کا قول ہے کہ جسکی روزی مین دیر لگی اوسکو کثرت سے
استغفار پڑہنا چاہیے۔ اور جس کیکو اپنے کسی مال پر ناز ہو اور اوسکو باقی رکھنا چاہے اوس کو
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہنا چاہیے۔ آپ نیچے اون کا موٹا کم لانبا جبہ پہنتے تھے اور
اوسکے اوپر سے تسر کا حلہ اور کہتے تھے کہ ہم جبہ خدا کے لئے پہنتے ہین اور تسر تمہارے لئے
جو اللہ کے لئے ہے اوسکو پوشیدہ رکھا اور جو تمہارے لئے ہے اوسکو ظاہر کر دیا ہے۔ اور کہتے تھے
کہ اللہ تعالی نے دنیا کو وحی بہیجی ہے کہ جو شخص میری خدمت کرے اوسکی تو خدمت کر اور جو شخص
تیری خدمت کرے اوسکو تھکا ڈال۔ اور فقہا رسولون کے امانت دار ہین مگر اوسیوقت تک کہ بادشاہ
کے در پر نہ جائین۔ اور کہا کرتے تھے کہ خدایا جسپر تو نے اپنی روزی تنگ فرمائی اوس کی

غمخواری کو میرا رزق بنا اور میری کل چیزین تیرے ہی فضل سے ملین۔

(۴۰) عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے عہد خلافت مین انکے انصاف کے سبب سے بکریان اور بھیڑیے ایک ہی گھاٹ پانی پیتے تھے۔ اور انکے پاس دنیا ہاتھ جوڑتی ہوئی آئی مگر انھون نے اسکو چھوڑ دیا اور اس سے پرہیز کیا۔ یہ اس قدر تیار تھے کہ انکے تہ بند کی سلوٹ مین انکے بدن کے بٹون مین چھپی رہتی تھین مگر جب خلیفہ ہوے تو ایسے دبلے ہو گئے کہ جو کوئی چاہتا انکی پسلی کی ہڈیان بغیر ہاتھ لگائے شمار کر لیتا۔ انکی آمدنی پچاس ہزار دینار تھی مگر جب خلیفہ ہوے تو ہر دم اوسکو خرچ کرنے لگے یہان تک کہ انکے پاس ایک کرتہ کے سوا کچھ بھی نہ رہا۔ اسکو یہ اوسیوقت اوتارتے تھے جب میلان ہو جاتا تھا۔ اور جب وہ میلا ہو جاتا تھا تو اوس کو دہوتے اور اوسکے خشک ہوئے تک گھر مین ٹھہرے رہتے تے۔ اسیطرح انکی بیوی عبدالملک کی بیٹی فاطمہ نے اپنا سارا مال بیت المال مین داخل کر دیا اور وہ عام لوگون کی حیثیت کی ہوگئین فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ یہ جب سے خلیفہ ہوے کبھی مرتے دم تک انھون نے غسل جنابت نہ کیا۔ کیونکہ جب یہ خلیفہ ہوئے تو اپنی لونڈیون کو انھون نے اختیار دیدیا اور اونسے کہا کہ مجھپر وہ بلا نازل ہوئی ہے جو مجھے روز قیامت تک اور جب تک کہ لوگ حساب وکتاب سے فارغ نہو جائینگے تمھاری طرف متوجہ نہونے دے گی۔ اس لئے تم مین سے جس کو آزادی پسند ہو اوس کو مین نے آزاد کر دیا اور جو میرے پاس رہنا چاہے اوس کو مین نے اپنے پاس رہنے دیا لیکن مجھ سے اور اوس سے

کوئی سروکار نہ رہیگا۔ یہ سنکر سب ڈاڑہین مارکر رونین کہ اُن سے کوئی امید نہ رہی۔ اور عبدالملک کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی انہون نے اختیار دیا کہ چاہو میرے یہان رہو اور چاہو اپنے باپ کے گھر چلی جاؤ۔ اسپر وہ اسقدر چیخین مارکر روئین کہ پڑوسیون نے سُنا۔ فاطمہ کہتی ہین کہ "مینے کسی شخص کو عمر سے بڑہکر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے نہ دیکھا۔ انکا معمول تھا کہ جسوقت میرے پاس گھر آتے تھے اپنی عبادتگاہ میں جا رہتے اور برابر رویا کرتے تھے یہانتک کہ نیند کا غلبہ ہوتا اور وہ گر پڑتے اور پھر اُٹھکر رونے لگتے اسیطرح سے ساری رات گذار دیتے تھے"

ایک مرتبہ یہ ایسا کرتہ پہنے ہوئے جسکے دامن مین آگے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے لوگون کے سامنے خطبہ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے امیرالمومنین خدا نے تو آپ کو دیا ہے پھر آپ کیون نہین پہنتے۔ اسپر گھنٹہ بھر تک سر جھکائے رہے پھر انہون نے کہا کہ سب سے بہتر وہ میانہ روی ہے جو مقدرت کے وقت ہو اور سب سے عمدہ وہ درگذر ہے جو قدرت کے وقت ہو۔ انکی لونڈیان برابر ننگی رہتی تہین چنانچہ ایک مرتبہ انہون نے ایک کو بُلایا تو اُسنے جواب نہ دیا تب اپنے خادم کو بھیجا اور وہ اُسے لیکر آیا تو اُس سے پوچھا کہ تو نے مجھے جواب کیون نہ دیا تھا اُسنے کہا کہ مین ننگی تھی تب اُسکے لئے موٹے جھوٹے کپڑے بنوانے کا حکم دیا اور وہ اُسکو پہنائے گئے۔ یہ خون رویا کرتے تھے اور خضر علیہ السلام سے ملتے رہتے تھے۔ اور تھوڑے سے عرصہ کے بعد قاصد کو اور کسی کام کے لئے نہین بلکہ صرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام پہونچانے کو مدینہ طیبہ بھیجا کرتے تھے۔ انہون نے ایک سرداب بنا رکھا تھا اور ہر شب اُسمین اُترکر گلے مین لوہے کا طوق ڈال لیتے اور صبح تک نالہ و زاری کیا کرتے تھے۔ انکا قول ہے کہ کسی حاکم کے پاس نہ جایا کرو گو اُسکو بُرے کامون سے منع کرو اور اچھے

کامون کا حکم دو۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ نافرمانی نہو تو ابلیس کو پیدا نکرتا۔ اور متقی کے منہ مین لگام ہوتی ہے۔ اور کہتے تھے کہ جو کچھ اپنی نسبت مین جانتا ہون اگر تم جانتے ہوتے تو تم میرا منہ نہ دیکھتے۔ اور پرہیزگاری حلال مین ہوتی ہے اور حرام تو دہکتی ہوئی آگ ہے جسمین مُردے گلگشت کیا کرتے ہین اور اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور انکو آگ کی تکلیف محسوس ہوتی۔ انکے حالات مشہور اور ابو نُعیم کی کتاب حلیہ اور دوسری کتابون مین مذکور ہین۔ انتالیس ۳۹ سال کی عمر پاکر سنہ ۱۰۱ ایکسو ایک ہجری کے ماہ رجب مین اس دار محن سے سدھارے اور علاقہ حمُص کے مقام دیر سمعان مین دفن ہوئے انکی خلافت دو سال اور چودہ دن رہی۔ انکو زہر دیا گیا تھا اُسی سے انہون نے قضا کی۔ فاطمہ بنت عبد الملک رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ انکی اصلی بیماری خدا کا خوف تھی اور باعتبار زہر کے انکی موت کا قوی تر سبب یہی تھا۔

(۴۱) مطرف بن عبد اللہ بن شُخَیر رضی اللہ عنہ

کہا کرتے تھے کہ اگر میرے پروردگار کے پاس سے کوئی آنے والا آئے اور کہے کہ تجھکو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے بہشت و دوزخ کی راہ قبول کر یا چاہے خاک ہو جانا پسند کر تو مین خاک ہو جانے ہی کو پسند کرون۔ انکا ایک بیٹا تھا جب وہ مرگیا تو انہون نے ڈاڑہی مین کنگھی کی اور جو عمدہ ترین لباس انکے پاس تھا اُسکو زیب بدن کیا اور اسکی وجہ پوچھی گئی تو کہا کہ کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ مین اسکو مصیبت قرار دون واللہ اگر ساری دنیا اور جو کچھ اُسمین ہے میری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اُسکے لینے پر مجھسے آخرت مین ایک گھونٹ پانی کا وعدہ کرتا تو مین ضرور اس ایک گھونٹ کو اُسپر ترجیح دیتا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ رات کو پڑے

سوتے رہنا اور صبح کو شرمندہ اُٹھنا مجھے اِس سے زیادہ پسند ہے کہ رات مین قیام گذارون
اور صبح کو مغرور اُٹھون اور انکا قول ہے کہ جب بندہ کا باطن وظاہر یکسان ہوجاتا ہے تو
اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ واقعی یہ میرا بندہ ہے - جب یہ اپنے گھر مین تنہا ہوتے تھے تو
انکے ساتھ انکے گھر کی اینٹین بھی تسبیح کرتی تھین - کسی نے انپر ظلم کیا تو انہون نے کہا کہ خدا
تجھے جلد موت دے - چنانچہ وہ فوراً مر گیا - لوگ انکو زیاد کے پاس بعبضہ پکڑ لیگئے
زیاد نے پوچھا کہ انہون نے اُس مرنے والے کو ہاتھ بھی لگایا تھا - لوگون نے کہا کہ نہین
اُسنے کہا کہ تب تو یہ صرف ایک نیک مرد کی بددعا تھی جو تقضاے الہی کے مطابق
پڑ گئی - اور انکو رہا کر دیا - یہ کہا کرتے تھے کہ خدایا مین ہر ایسے عمل سے استغفار کرتا ہون
جسمین مینے دعویٰ کیا ہو کہ مین اُسکو خلوص سے کرتا ہون اور جنسے اِس سے خداہی کو خوش
کرنا چاہا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا مجھسے راضی ہو اور اگر راضی نہین ہوتا تو مجھے
معاف کر دے کیونکہ آقا کبھی ایسی حالت مین بھی اپنے غلام سے درگذر کرتا ہے کہ اُس
سے راضی نہین ہوتا - اور انکا قول ہے کہ خدا کی اتنی عظمت کرو کہ گدہون اور کتون کے
سامنے اُسکا پاک نام نہ لیا کرو کیونکہ لوگ اپنے کتے کو کہتے ہین کہ خدا تجھے رسوا کرے
یا تیرے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے - اور متقی کے سامنے جب لوگون کی خطائین بیان
کی جاتی ہین تو وہ مشغول رہتا ہے - اور لوگون مین سب سے زیادہ گناہ کرنے والے وہ ہین جو
سب سے زیادہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوکر لوگون کی خطاؤن مین مشغول ہین - اور جو مار سے
فریاد نہ کرے وہ کمینہ ہے - اور کبھی کسی حاکم کے پاس ایسا نوشتہ نہ لیجا جسکی نسبت
تجھے معلوم نہو کہ اسمین کیا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ علم جاتا رہا اور بُرے ظرفون مین عبارتین
رہگیئین - اور پرہیزگار اپنے اہل کے سوا کسی پر حکومت کرنا قبول نہین کرتا - آن سے کسی نے

پوچھا کہ جو شخص جنازہ کے ساتھہ میت کے اقربا کی خاطر سے جاتا ہے اُسکو ثواب ملے گا
یا نہین انہون نے کہا کہ ابن سیرین کہتے ہین کہ اُسکو دو اجر ملین گے ایک تو اپنے بھائی پر نماز
پڑہنے کا اور دوسرا زندون کی خاطر سے جنازہ کے ساتھہ چلنے کا۔ اور یہبی انکا قول ہے کہ جنے
عورتون اور کھانون کو ترک کیا اُس سے کرامت کا ظاہر ہونا لابدی ہے اور جو شخص کھانے پینے
اور عورتون کو ترک کرتا تہا اُسکو ستیاح سمجھتے تھے گو وہ اپنے شہر ہی مین مقیم کیون نہو۔ اور کہتے
تھے کہ جب مین اپنے غلام کو کسی کام کا حکم دیتا ہون اور وہ میرے دوست کے کام کو مجہپر
مقدم رکہتا ہے تو مین اُس سے زیادہ محبت کرتا ہون۔ اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے
مین تیری پناہ چاہتا ہون کہ کوئی اور اُس چیز مین جو مینے اُسکو سکہائی ہے مجہ سے زیادہ حصہ سعادت
ہوجاے۔ یہ کہتے ہین کہ مینے ایک خواب دیکہا کہ مین مُردون کے پاس جا اُترا اور اُنکو میٹھا
ہوا دیکھکر مینے سلام کیا مگر کسی نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ مینے اُن سے اسکا سبب
پوچھا۔ تو انہون نے کہا کہ سلام کا جواب دینا ایک نیکی ہے اور ہم مین یہ قدرت نہین کہ اپنی نیکیون
مین کچھ بھی بڑہائین۔ انہون نے ایک مرتبہ کسیکو یہ کہتے سُنا کہ "خدایا ان لوگون کو میری وجہ سے
رسوا نہ کر" تو کہنے لگے کہ یہی وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا عارف ہوتا ہے۔ اور کہتے تھے
کہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے"
یہ بہی انکے اقوال ہین کہ۔ جسنے صاحب کرامت کو جُھٹلایا وہ بڑا جھوٹا ہے۔ خرافت کو ہاتہ سے
نہ دو اسلیئے کہ تمکو ہمیشہ اپنے بھائیون پر شرف رہے گا جبتک کہ تم اُنکے محتاج نہو گے۔
قیامت کے دن انسان کے بہت سے گروہ آرزو کرینگے کہ اُنکے قلم آگ کے ہوتے
تاکہ جو کچھ اُنہون نے ان سے لکہا تہا اُسکو نہ لکھے ہوتے۔ ہمارے زمانہ مین پڑہے
لکھے باقی نرہے اور جو ہین وہ دنیا طلب ہین۔ جو شخص مجھسے لوگون کی غیبتین کرے

وہ میرا دوست نہیں ہے۔ صدیقون کے قلوب مین اگر غفلت نہوتی تو اُنکے دلون پر جو تجلی ہوتی ہے اُسکی عظمت سے وہ ضرور مر جاتے۔ یہ اونچی ٹوپیان اور ٹسر کے پھول بوٹے بنی ہوئی چادرین اوڑہا کرتے اور گھوڑون پر سوار ہوا کرتے اور باوصف اسکے اپنی دعا مین کہتے تہے کہ خدایا میرے ساتھ سوال کرنے والون کو میرے سبب سے نہ لوٹنا۔ طاعون جارف کے بعد اُس زمانہ مین کہ حجاج عراق کا حاکم ہوا سنہ ۲۰۰ دو سو سات ہجری مین انہون نے قضا کی۔

(۴۲) علاء ابن الشخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تہا کہ صبر کے ساتھ جو مصیبت ہو اُس سے وہ عافیت زیادہ پسندیدہ ہے جو شکر کے ساتھ ہو۔ سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی باوجود عافیت کے مدح کی اور فرمایا ہے کہ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ کیا ہی اچہے بندے تہے کہ بات بات مین خدا کی طرف رجوع کرتے تہے۔ اور ایوب علیہ السلام کی نسبت بہی باوجود ایسی سخت مصیبت کے جسمین وہ مبتلا تہے یہی جملہ ارشاد ہوا ہے۔ پس دونون صفتین برابر ہوگئین حالانکہ وہ آرام مین تہے اور یہ آلام مین اس سے ہمکو معلوم ہوا کہ صبر کا قائم مقام شکر ہے۔ اور جب دونون برابر ہوئے تو شکر کے ساتھ آرام اُس مصیبت سے زیادہ پسندیدہ ہوا جو صبر کے ساتھ ہو۔

(۴۳) صفوان بن محرز مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تہے کہ جس نیک کام کو مین جانتا ہون وہ میرے کس کام کا ہے جب مین

اُسپر عمل نہین کرتا اسلئے اچھا ہوتا جو مین کسی چیز کو اچھی طرح جانتا ہی نہوتا - اور کہتے تھے کہ جب ایک دن بعد ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی ملجایا کرے تو دنیا پر خاک ڈالنی چاہئیے انہون نے ایک تہ خانہ بنا رکھا تھا جسمین بیٹھکر خدا کی جناب مین گریہ و زاری کیا کرتے تھے - انکا ایک گھر تھا اُسکی چھت کی ایک کڑی ٹوٹ گئی تو کسی نے کہا کہ اسکو درست کیون نہین کراتے - انہون نے کہا کہ مین کل مرجاؤن گا اگر مکان کا مالک مجھے اس مین رہنے دیتا تو مین اسکو درست کرا لیتا - یہ اپنے گھر سے کبھی باہر نہ نکلتے تھے مگر نماز کے لئے اور جلدی سے پلٹ آتے تھے -

(۴۴) ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ جتنے لوگ ایسے ہین کہ اُنکے شر سے لوگ ڈرتے ہین وہ سب قیامت کے دن لوہے مین جکڑے جائین گے اور اُنکی نسبت حکم ہوگا کہ ظالمون اور شیطانون کے ساتھ جہنم مین ڈالدئیے جائین - یہ رہبانون (جوگیون اور تارکین دنیا) کیطرح موٹے بالون کا کپڑا پہننے کو ناپسند کرتے اور کہتے تھے کہ عمدہ پوشاک پہننا مسلمانون کی زینت ہے - یہ خلوت پسند تھے - اور جب انکے پاس چار آدمی سے زیادہ جمع ہو جاتے تو یہ لغویاتون کے خوف سے اُن کو چھوڑ کر اُٹھ جاتے تھے - اور کہتے تھے کہ مینے پچاس برس سے اپنے عضو خاص کو داہنا ہاتھ نہین لگایا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ جو نماز مین خدا سے نہ ڈرا وہ کب ڈرے گا - اور کہتے تھے کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی قرآن سیکھے اور سو رہے اور اُسکو تہجد مین نہ پڑھے سنہ ۹۰ نوے ہجری مین انہون نے اس دار ناپایدار سے انتقال کیا -

(۴۵) بکر بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ مجھے اپنے اعمال مین سے جس عمل پر سب سے زیادہ وثوق ہے وہ مرد صالح کی محبت ہے۔ یہ عرفات مین کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر ان لوگون مین مین نہوتا تو مجھے امید ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اِن سب کو بخشدے گا۔ اور کہتے تھے کہ جبتک آدمی لطیفی الطمع اور لطیفی الغضب نہوگا متقی نہین ہوسکتا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جسقدر میرے لباس اور مسکان کے اسباب مین زیادتی ہوتی گئی اُسیقدر اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی زیادہ ہوتی گئی اور مال کے خرچ کرنے مین جسقدر مینے بخل کیا اُسیقدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دور باش بڑہتی گئی۔ انکا قول ہے کہ جب تم اپنے بھائیون کی طرف سے جفا دیکھو تو سمجھو کہ یہ تمہارے ہی کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو تمسے سرزد ہوا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ اور جب انکی طرف سے محبت کی زیادتی دیکھو تو سمجھو کہ یہ تمہاری ہی کسی طاعت کا نتیجہ ہے اِسلئے اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ لوگون کے عیبون پر نگاہ اور انکی پوری خبر رکھتا ہے تو سمجھو کہ وہ اس مکر مین مبتلا ہے۔ انھون نے ۱۰۸ھ ایکسو آٹھ ہجری مین وفات پائی۔

(۴۶) صلہ بن اشیم عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب یہ کسی ایسے گروہ کے پاس سے گذرتے تھے جو کھیل رہا ہو تو کہتے تھے کہ یارو مجھے بتاؤ تو سہی کہ جو گروہ سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور اُسنے دن کو کھیل مین گنوا کر رستہ کھو تا کیا ہو اور رات کو پڑا سوتا ہو بیلا وہ منزل مقصود تک کب پہونچے گا۔ ان کے ایک

بھائی نے کسی دور دست ملک مین وفات پائی اور ایک شخص عجلت کے ساتھ وہان
سے آیا اور اسنے انکو خبر کی تو کہنے لگے کہ اسکی خبر تو اللہ تعالی نے مجھے پہلے ہی سے
دے رکھی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ (کچھ
شک نہین کہ تمکو بھی مرنا ہے اور کچھ شک نہین کہ انکو بھی مرنا ہے) اور یہ اسقدر نمازین پڑھتے
تھے کہ پاؤن۔ گھسیٹے ہوئے بچھونے کی طرف جاتے تھے۔

(۴۷) علاء بن زیاد رضی اللہ تعالی عنہ

انہون نے تمام لوگون سے کنارہ کشی اختیار کی تھی صرف نماز جماعت یا کسی کار خیر
مین لوگون کے پاس بیٹھتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہائے افسوس جنگی پر۔ اور اسقدر
روتے تھے کہ انکی آنکھون پر جھلی آگئی تھی۔ اور اکثر سات سات دن متواتر رویا کرتے
اور اس عرصہ مین دانہ پانی چھوتے تک نہ تھے۔ انہون نے حجاج کے عہد حکومت مین وفات
پائی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر لوگون کو معلوم ہو جائے کہ ان کو کیا پیش آنے والا ہے
تو اس عالم مین ایک ساعت بھی انکو اطمینان نہو نہ کھیتی کرین نہ مکان بنائین نہ کھائین نہ پیئین
اور نہ سوئین۔ ایک شخص نے انکے پاس آکر کہا کہ رات مینے آپ کو جنت مین دیکھا
تھا تو کہنے لگے کہ میرے اور تمہارے سوا شیطان کو اور کوئی مسخرا پن کرنے کو نہ ملا تھا
یہ لوگون سے کہا کرتے تھے کہ تم ایسے زمانہ مین ہو کہ تم مین سے تھوڑے آدمی ایسے ہین
جنکے دین کا دسوان حصہ جاتا رہا اور عنقریب تمپر ایسا زمانہ آئے گا کہ تم مین تھوڑے آدمی
ایسے ہونگے جنکے دین کا دسوان حصہ سلامت رہے گا۔

(۴۸) ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ جس دوستی مین ملنا ملانا زیادہ ہو وہ بڑی ہے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ مینے ایسے علمار دیکھے ہین جنکے یہان بادشاہ و حکام آتے تھے اور غلامون کی طرح اونکے دروازہ پر کھڑے رہتے تھے اور آج وہ دن ہے کہ فقیہون اور عالمون و عابدون ہی کو حاکمون و مالدارون کے پاس جاتے دیکھتا ہون اور ان لوگون نے جب یہ دیکھا تو انکو بڑا اور ذلیل جاننے اور کہنے لگے کہ جو چیز ہمارے پاس ہے اگر اونکے پاس کی چیز سے بہتر نہوتی تو یہ اسطرح ہمارے ساتھ پیش نہ آتے - اور کہتے تھے کہ جب تم ایسے زمانہ مین ہو جبکہ عمل کے بدلے لوگ قول پر راضی رہین تو تم اپنے آپ کو بُرے لوگون اور بُرے زمانہ مین سمجھنا -

(۴۹) محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے سامنے جب لوگ کسی کا ذکر بُرائی کے ساتھ کرتے تو یہ اسکو بھلائی کے ساتھ یاد کرتے تھے - یہ خدا سے خائف اور نیک روش تھے - جب کہین جاتے تو کسی شخص کو اپنے ساتھ چلنے نہین دیتے اور اُس سے کہتے تھے کہ اگر تمکو وہان کوئی کام نہین ہے تو لوٹ جاؤ - اور جب اپنی والدہ سے باتین کرتے تھے تو انکی بزرگی کی وجہ سے زبان دبا کے باتین کرتے تھے - یہ جب مذہبی معاملہ مین قید ہوئے تو جیلخانہ کے داروغہ نے اِن سے کہا کہ آپ رات کو اپنے گھر چلے جایا اور صبح کو لوٹ آیا کرین - انھون نے کہا کہ مین امانت مین خیانت کرنے مین تمکو مدد نہ دون گا - یہ کہتے تھے کہ میری قید کا سبب یہ ہوا کہ مینے ایک شخص کو عیب لگایا تھا کہ اُسپر قرض ہے اسلئے مجھے

پر سزا ملی - انکا قول ہے کہ تم اپنے بھائی پر صریح ظلم کرتے ہو اگر غصہ کی حالت مین تم
اُسکی بُرائی کو بیان کرتے ہو اور اُسکی بھلائی کو چھپاتے ہو - اور کہا کرتے تھے کہ اگر گناہ مین بو ہوتی
تو میرے گناہون کی کثرت سے لوگ میرے قریب نہ آسکتے - اور جب کوئی شخص ان
سے خواب کے بارہ مین سوال کرتا تو سوال کرنے والے سے کہتے کہ بیداری مین خدا
سے ڈرتے رہو گے تو جو کچھ تم خواب مین دیکھو گے تمہارے لئے مضر نہو گا - ایک شخص
نے ان سے کہا کہ آپ میرے لئے حلال کر دیجیے (عربی زبان کا محاورہ معاف کر دیجئے
کی جگہہ) مینے آپ کی غیبت کی ہے - اُس سے اُنہون نے کہا کہ مین ناپسند کرتا ہون
کہ جس چیز کو اللہ تعالی نے حرام کیا ہے اُسکو مین حلال کر دون یعنی مسلمانون کی آبرو ریزی
لیکن خدا تمکو بخشدے - اور جب لوگ انکے فتوون کی تعریف مین کہتے تے کہ صحابہ بھی
اس سے کچھ زیادہ بہتر فتوے نہین دیتے تھے تو یہ کہتے تے کہ واللہ اگر ہم اُن کی
جیسی سمجھ حاصل کرنا چاہین تو ہماری عقلین وہان تک نہ پہونچین گی - ان کی عمر جب کچھ اوپر
اسّی سال کی ہوئی تو اُنہون نے سنالہ ایکسو دس ہجری مین عدم کے خواب شیرین سے
دلچسپی ظاہر کی -

(۵۰) ثابت بن اسد بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی یہ حالت تہی کہ جب دوزخ کا ذکر انکے سامنے ہوتا تو انکے اعضا اپنے جوڑون
سے الگ ہو جاتے تھے - انکا قول ہے کہ ذکر کرنیوالے جب ذکر کرنے کو بیٹھتے ہین
تو گو اُنکے گناہ پہاڑون جیسے کیون نہون جب ذکر کر کے اُٹھتے ہین تو ایک بھی باقی
نہین رہتا - یہ پچاس برس تک رات کو قیام کرتے اور تڑکا ہوتے یہ دعا کرتے ہے کہ خداوندا

اگر تو نے اپنی مخلوق مین سے کسی کو قبر مین نماز پڑھنے کی نعمت عطا فرمائی ہے تو مجھے بھی عطا فرما۔ چنانچہ جب انہون نے وفات پائی اور قبر کے اوپر اینٹین چن دی گئین تو ایک اینٹ گر پڑی اور لوگون نے دیکھا کہ قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہین۔ انکا قول ہے کہ نماز زمین مین خدا کی خدمت ہے اور اگر خدا کے نزدیک کوئی چیز نماز سے افضل ہوتی تو وہ ہرگز نہ فرماتا۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىْ فِى الْمِحْرَابِ ٥ (ابھی زکریا حجرے مین کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتون نے انکو آواز دی)۔ یہ کہا کرتے تھے کہ بیس برس تک مینے نماز مین رنج و تکلیف اٹھائی اور بیس برس تک اس سے لطف و مزہ اٹھایا۔ انکی وفات کے بعد لوگون کو انکے قرآن تلاوت کرنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

(۵۱) یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ اس امت مین نہ خالص ریا ہے اور نہ خالص تکبیر لوگون نے اسکی علت دریافت کی تو انہون نے کہا کہ سجدہ کے ساتھ تکبیر کہان اور توحید کے ساتھ ریا کہان۔ واللہ اعلم

(۵۲) فرقد سنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کوفہ کے رہنے والے اور بصرہ کے حاکم تھے۔ یہ کہتے تھے کہ مینے خواب دیکھا کہ ایک منادی آواز دے رہا ہے کہ اے یہودیون کی شبیہ اللہ عزوجل سے شرم کرو کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے تمکو نعمتین عطا فرمائی تو تمنے شکر نہ کیا اور جب تمہاری آزمائش کی تو تمنے صبر نہ کیا

یہ کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ایک ٹیلہ کے پاس سے گذرا اور
اُس زمانہ مین بنی اسرائیل قحط مین مبتلا تھے اس سبب سے اُسکے دل مین یہ آرزو ہوئی
کہ یہ ریت اگر آٹا ہوجاتی تو بنی اسرائیل آسودہ ہوکر کھاتے۔ اسپر اللہ تعالی نے اُنکے
نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلان عابد سے کہہ دو کہ مینے تیرے لئے اُسیقدر ثواب
واجب کردیا جسقدر کہ اُس ٹیلہ کے آٹا ہوجانے اور اُسکو تیرے خیرات کردینے کی
صورت مین ہوتا۔

(۵۳) محمد بن واسع رضی اللہ تعالی عنہ ورحمہ

یہ صوف (موٹے بالون کا کپڑا) پہنا کرتے تھے۔ ایک دن قتیبہ بن مسلم
کے پاس گئے تو قتیبہ نے کہا کہ تمہارے صوف پہننے کا کیا باعث ہے۔ انہون
نے کچھ جواب نہ دیا تب قتیبہ نے کہا کہ مین تمسے پوچھتا ہون تو تم جواب کیون نہین
دیتے۔ انہون نے کہا کہ میرا دل اسکو قبول نہین کرتا کہ کہون کہ مین زاہد ہون اسلئے کہ تزکیہ
نفس کا دعوی کرنا پڑتا ہے یا یہ کہون کہ محتاج ہون اسلئے کہ خدائے پاک کی شکایت
ہوتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جسنے دنیا کے بارہ مین پرہیزگاری کی وہ دین و دنیا
کا مالک ہے۔ اور کہتے تھے کہ جو شخص اپنے قلب سے اللہ تعالی کیطرف توجہ کرتا ہے
اللہ تعالی بندون کے قلوب کے ذریعہ سے اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے
کہ مینے ایسے لوگ دیکھے ہین جو اپنی بیویون کے ساتھ بیس برس تک ایک بچھونے
پر سوتے اور اسقدر روتے کہ آنسوون سے اُنکے بچھونے تر ہوجاتے تھے مگر اُنکی
بیویون کو کبھی خبر نہوئی

(۵۴) سلیمان تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُنھون نے چالیس برس شام کے وضو سے چاشت کی نماز پڑہی - یہ ننگے پاؤن پہرا کرتے اور بازارون وغیرہ پر انکی ہیبت طاری تہی - اور حاکمون کے پاس جاتے اور اُنکو اچھے کامون کا حکم دیتے اور برائیون سے منع کرتے تہے -

(۵۵) ابو یحییٰ مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تہے کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہوتا کہ بدعت ہوگی تو ضرور مین حکم دیتا کہ جب مین مرون تو میرے پاؤن مین بیڑیان ڈالدی جائین تاکہ مین بیڑیان پڑا ہوا اپنے مالک کے سپرد کیا جاؤن جیسا کہ بھگوڑا غلام اپنے آقا کے سپرد کیا جاتا ہے - اور کہتے تہے کہ حُبّ دنیا کی علامت یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ شکم سیر کم غور کرنے والا ہو اُسکی ہمت اُسکے پیٹ اور شرمگاہ پر محدود ہو رہ کہتا ہو کہ کب صبح ہو کہ مین کہیلون کودون کہاؤن پیون - اور کب شام ہو کہ آرام کرون خلاصہ یہ کہ رات کا مردار اور دن کا بیہودہ وبیکار ہو - ان سے صوف پہننے کے بارہ مین سوال ہوا تو اُنھون نے کہا کہ میری جو پوچھو تو مجھ مین اُسکے پہننے کی صلاحیت نہین ہے اسکے لئے "صفا" ضرور ہے - انکا قول ہے کہ دنیا کی راحتون مین سے صرف تین چیزین باقی رہ گئی ہین - بھائیون کی ملاقات قرآن کے ساتھ تہجد - اور خالی گھر جسمین اللہ کا ذکر کیا جائے - انکی عادت تہی کہ جب کوئی شخص ان سے کوئی سوال کرتا اور اُسوقت بادل کا کوئی ٹکڑا آسمان پر حرکت مین ہوتا تو یہ کہتے کہ ٹھہر جاؤ اس ٹکڑے کو آگے بڑہجانے دو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اسمین

بہتر ہو اور وہ مجبور ہو کر گر پڑے - اور کہا کرتے تھے کہ کیا کوئی ایسا رفیق نہ ہوگا کہ آخرت کے
کام میں اسکی مدد کرے جو ہیں وہ آدمی کے قلب کو خراب ہی کرنیوالے ہیں - اور کہتے تھے
کہ میں اپنے بھائیوں میں سے کسیکا اپنے گھر میں آنا اس خوف سے ناپسند کرتا ہوں کہ شاید
جیسا چاہیے میں اسکا حق نہ ادا کرسکوں - اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عہ وَكَانَ فِي
الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ٥ وہ کہا
کرتے تھے کہ آج ہر شہر میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو خرابیاں ڈالتے اور اصلاح نہیں
کرتے ہیں اور اُس شہر میں تو نو کے سوا سب اصلاح کرتے اور خرابیاں نہ ڈالتے تھے
یہ کہا کرتے تھے کہ لوگ مینہ کو سمجھتے ہیں کہ دن سے برستا ہے اور مجھکو اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں
پتھر نہ برسیں - اور انہوں نے اپنے ساتھ ایک پلا ہوا کتا رکھا تھا لوگوں نے اسکا سبب
پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بُرے ہمنشین سے بہتر ہے - اور کہتے تھے کہ ہمنے صحابہ
کو دیکھا کہ اُنمیں سے ایک دوسرے کی پوشاک پر اعتراض نہیں کرتا تھا چنانچہ
نہ ٹسر پہننے والا صوف پہننے والے پر نکتہ چینی کرتا تھا اور نہ صوف پہننے والا ٹسر پہننے والے
پر - اور کہتے تھے کہ بعض بھائی تمکو دوست رکھتا ہے مگر دور ہوتا ہے اور جس شغل میں وہ
ہوتا ہے وہ اُسکو تمسے ملنے نہیں دیتا اور کہا کرتے تھے کہ ہمنے سب لوگوں سے
دنیا کی محبت پر صلح کر لی ہے اسلیے کوئی نیکوکار اور کوئی عالم ایک دوسرے پر خردہ گیری
نہ کیا کرے - یہ دو پیسے کا نمک خرید لیا کرتے اور سال بھر اُسی سے روٹی کھاتے تھے
اور صرف قربانی کے دنوں میں اس سبب سے گوشت کھاتے تھے کہ قربانی میں سے کھانے
کی فضیلت حدیثوں میں آئی ہے اور اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص تھوڑے میں

عہ دیکھو پارہ ۱۹ - رکوع ۱۹ - سورۂ نمل - ترجمہ اور شہر میں نو آدمی تھے جو فساد کیا کرتے اور اصلاح کے درپے نہ ہوتے تھے - ۱۲

میرا ساتھ دے وہ میرے ساتھ رہے ورنہ الگ ہو جائے۔ کھجور کے پتون سے
دستکاری کی چیزین بناکر کے اوقات بسر کرتے تھے اور بعض اوقات قرآن لکھکر بھی۔
انکا گھر خالی تھا جسمین قرآن اَفتابہ بوریہ کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ بھاری
بوجھ والے ہلاک ہوئے۔ اور انکی دعا یہی تھی کہ خداوندا مالک بن دینار کے گھر مین دنیا کی
کوئی چیز آنے نہ دے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ مالک سڑی ہو گیا ہے
تو مین ٹاٹ پہنتا اور لوگون کے سامنے سر پر خاک اُڑاتا۔ انکا قول ہے کہ جب بندہ عمل
کرنے کے لئے علم سیکھتا ہے تو اُسکا علم بڑھتا ہے اور جب اُسکو عمل کرنے کے لئے
نہین سیکھتا تو بدکاری تکبر اور عوام کو حقیر سمجھنے کی صفتین بڑھتی ہین کسی حاکم نے ان سے کہا
کہ میرے لئے دعا کیجیے تو انھون نے کہا کہ بھلا مین اکیلا کیونکر دعا کرون ہزارون آدمی تو تیرے
لئے بددعا کر رہے ہین۔ اور کہتے تھے کہ جب سے مجھے معلوم ہوا کہ لوگ مذمت مین بھی افراط
کرتے ہین اور تعریف مین بھی تو مین انکی مذمت کو مردود سمجھنے لگا۔ سنہ ۱۳۱ھ ایکسو اکتیس
ہجری مین مالک دوجہان کی طرف سدھارے۔

(۵۹) محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہتے تھے کہ مینے چالیس برس تک اپنے نفس سے محنت لی تب سلف کے
آثار کا پابند ہوا۔ یہ لڑکون کے ساتھ حج کو جاتے اور کہتے تھے کہ ہم ان کو اس امید سے
اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہین کہ شاید انکی طرف نگاہ فرمائے۔ انکا قول ہے
کہ فقیہ اللہ اور بندون کے بیچ مین دخل دیتا ہے اسلئے اُسکو خیال رکھنا چاہیے کہ کیونکر
دخل دیتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے خدائے عزوجل سے شرم آتی ہے کہ مین

اُسکی رحمت کی نسبت یہ اعتقاد رکہون کہ کوئی مسلمان بہی اُس سے قطعی طور پر محروم ہے جا ہے اُسکے فضل کیسے ہی کیون نہون سنہ ۱۳۰ ایکسو تیس ہجری مین مدینہ طیبہ سے راہی ملک بقا ہوئے

(۵۷) صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

راتون کو اسقدر نمازین پڑہا کرتے تہے کہ انکے پانون سوج جاتے تہے۔ اور جاڑون مین چہت پر تہجد پڑہا کرتے تہے تاکہ نیند نہ آنے پائے۔ سلیمان بن عبدالملک مسجد مین آیا اور اُسنے انکو دیکہا انکی خو و بو اُسکو بہت بہلی معلوم ہوئی۔ اسپر اُسنے ایک غلام کے ہاتہ ایکہزار دینار انکے پاس بہیجے۔ اِنہون نے غلام سے کہا کہ تو نے غلطی کی وہ شخص مین نہین ہون جا ٹہیک دریافت کرکے آ۔ اُدہر وہ غلام دریافت کرنے گیا اُدہر یہ بہاگ گئے اور جب تک سلیمان مدینہ طیبہ سے روانہ نہ ہولیا واپس نہ آئے سنہ ۱۳۲ ایکسو بتیس ہجری مین مدینہ منورہ مین ملک عدم کی راہ لی۔

(۵۸) موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ائمہ اثنا عشر مین سے ہین۔ آپ حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہم اجمعین کے جگر گوشہ تہے۔ آپ کا قول ہے کہ جب تم کسی کی صحبت مین رہے ہو اور وہ تمہارے موافق رہا ہو اسکے بعد تم سے جدا ہو گیا ہو اور دوسری مرتبہ جب تم اُس سے ملے تو تمہارے دل مین اُسکے متعلق اضطراب پیدا ہو تو تمکو اپنے نفس کیطرف رجوع ہونا اور دیکہنا چاہیئے پس اگر تم مین کجی آگئی ہے تو تمکو توبہ کرنا چاہیئے اور اگر تمہاری حالت درست ہے تو سمجہ لو کہ اُسنے اس بات کو چہوڑ دیا ہے

اورا ستنے ہی پر ٹھیر جاؤ اور اس سے قطع تعلق نہ کرو جبتک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر حقیقت حال کھل نہ جائے۔ یہ کثرت عبادت ریاضت وقیام شب کے باعث "عبد صالح" (بندہ نیکوکار) کہلاتے تھے۔ انکو جب کسی کی نسبت معلوم ہوتا تھا کہ وہ انکو ایذا پہونچاتا ہے تو اُسکے پاس مال بھیجتے تھے۔ حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۸ ایکسو اٹھائیس ہجری مین واقع ہوئی۔ انکو مہدی نے عراق بلوایا اور پھر مدینہ طیبہ واپس بھیجدیا۔ چنانچہ ہارون رشید کے زمانہ تک یہین رہے۔ اور جب ہارون رشید مدینہ طیبہ مین آیا تو انکو ساتھ لیتا گیا اور بغداد مین قید رکھا یہانتک کہ انہون نے سنہ ۱۸۳ ایکسو ترسٹھ ہجری مین زہر سے جان شیرین جان آفرین کے سپرد کی۔ آپکا مزار پر انوار بغداد مین مشہور ہے

(۵۹) محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اُسکو تین باتین عطا فرماتا ہے دین کی فقاہت۔ دنیا کے متعلق زہد اور اپنے عیوب کی واقفیت یہ کہتے تھے کہ اگر کسی شخص کو ذکر ترک کرنے کی اجازت ہوتی تو زکریا علیہ السلام کو ہوتی جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَّاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا (نشان جو تم مانگتے ہو یہ ہے کہ تین دن تک لوگون سے بات نکروگے مگر اشارۃً اور کثرت سے اپنے پروردگار کا ذکر کرنا) ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ کیا تمکو یقین ہے کہ جیسے اللہ عزوجل سے عہد وپیمان کیا ہے کہ کبھی اُسکی نافرمانی نکرونگا؟ اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ تب تو تمسے بڑھکر کون گنہگار ہوگا حالانکہ جب اللہ تعالیٰ اپنا حکم تمہاری نسبت نافذ کرتا ہے تو تم اوس پر

اعتراض کرتے ہو انہون نے ۱۱۷ھ ایکسو سترہ ہجری مین عالم بالا کا سفر کیا - یہ مسجد مین بیٹھے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے کہ مسجد گرگئی اور لوگونکے ساتھہ یہ بھی دب گئے - انکا قول ہے کہ دنیا کا تھوڑا آخرت کے بہت سے باز رکھتا ہے - اور جس دل مین معصیت کا ارادہ ہو اُسمین حکمت نہین آتی - یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو یارون کی کثرت سے بچو کیونکہ تم سے اُنکے واجبی حقوق انجام نہ پائینگے والله مین تو ایک یار کے واجبی حقوق بھی ادا کرنے سے عاجز ہون - اور کہتے تھے کہ فرعون کے اس قول مین مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِي (مجکو تو اپنے سوا تمہارا کوئی خدا معلوم نہین) اور اس قول مین اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (مین تمہارا بڑا پروردگار ہون) چالیس سال کا فاصلہ تھا - انکا مقولہ ہے کہ جب ضمار رو رست ہوئے تو کبائر معاف ہوئے - یہ لنگڑے تھے اسلئے اپنے نفس کو ملامت کرتے اور کہتے تھے کہ قیامت کے دن آواز دے جائیگی کہ اے فلان فلان گناہ کرنے والو کھڑے ہو جاؤ تو تو اُنکے ساتھہ کھڑا ہو گا - اور پھر کہا جائیگا کہ فلان فلان گناہ کرنیوالو کھڑے ہو تو تو اُنکے ساتھہ بھی کھڑا ہو گا - بس اے لنگڑے مین دیکھتا ہون کہ تو ہر گناہ کے کرنیوالون کے ساتھہ ہو گا - ۱۴۰ھ ایکسو چالیس ہجری مین انہون نے عالم جاودانی کا سفر کیا -

(۶۰) عُبیدہ بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ رات کی کروہات مین تمام و کمال وضو کرنا اور حسین عورت پر تخلیہ مین توجہ نہ کرنا سچے ایمان کی دلیل ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ صاحب ایمان کے لئے دنیا مین کوئی چیز باقی نہین رہی ہو جس سے وہ لذت حاصل کرے سوا اسکے کہ ایک بھونرا ہو جسمین مرتے دم تک پڑا رہے - یہ کہا کرتے تھے کہ اُس شخص کو شاباش ہے جو اپنی

آنکھون سے شہوات کو دیکھتا ہے اور دل سے گناہ کی خواہش نہین کرتا - اور اخلاص کی علامت
یہ ہے کہ آدمی سے طمع اُٹھا دو اور اُسکے سراہنے کو دوست نہ رکھو - اور مہمان کے متین حق تیرے
مین اُسکے لیے تکلف نہ کرو - اُسکو محض حلال سے کھلاؤ - اور اُسکے اوقاتِ نماز کی
نگہداشت کرو - اور دنیا سے کم سروکار رکھنے والے کی علامت یہ ہے کہ ایسی حد تک
پہونچ جائے کہ کسی ملامت کرنیوالے کا اُسپر اثر نہو اور آدمی طالب علم نہین ہوتا جبتک کہ نفسانی
خواہش کو ترک نہ کرے - اور عالم نہین ہوتا جبتک کہ لوگون کو ایسی تعلیم نہ دے جسمین اُنکی
نجات کی امید ہو - اور واللہ تم مین مجاہدہ کرنے والا ویسا ہی ہے جیسا اگلے زمانہ مین
کھیل کرنیوالا تھا -

(۶۱) مجاہد بن حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ مین کسی بُرے شخص کو کوئی بُرا کام کرتے دیکھتا ہون تو اُسکو منع
کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے گو مین اُسے منع تو کر دیتا ہون - انکا مقولہ ہے کہ ہر
گناہ کبیرہ ہے - اور آدمی اللہ کا بہت ذکر کرنے والا نہین ہوتا تاوقتیکہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے
اللہ کا ذکر نہ کرے - انکا قول تھا کہ جس چیونٹی نے سلیمان علیہ السلام سے باتین کی تھین
بڑے بھیڑیے جیسی تھی - اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی ایسا
نہین ہے جو اپنے قول کی وجہ سے پکڑا اور چھوڑا نہ جائے - اور بندہ کو جہنم مین لیجانے کا
حکم ہوگا تب وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار تیری نسبت مجھے ایسا گمان نہ تھا
اور تو اسکو خوب جانتا ہے اسپر اللہ جل جلالہ پوچھے گا حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے کہ تجھے
میری نسبت کیا گمان تھا - وہ عرض کرے گا کہ یہی کہ تو مجھے بخشدے گا اسپر اللہ تعالےٰ

ارشاد فرمائے گا کہ اسے چھوڑ دو۔ انکی نصیحت تھی کہ سوتے وقت ہر شخص کا آخری کلام لا اله الا الله ہونا چاہیے کیونکہ یہ وفات[1] ہے کیا معلوم کہ موت ہو جائے۔ سنہ ۱۰۲ ایکسو دو ہجری مین جب انکی عمر اَسّی سال کی تھی سجدہ کی حالت مین انہون نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۶۲) عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے سامنے جب کوئی شخص ایسی حدیث بیان کرتا جو انکو معلوم ہوتی تو اُسکو اسطرح کان دھر کر سنتے کہ گویا کبھی سنی ہی نہ تھی اور یہ اسلیے کہ وہ شخص شرمندہ نہو۔ قیام شب کی نماز مین دوسو آیتین یا زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ انکے پاس آنے کی جب کوئی شخص اجازت چاہتا تو اُس سے کہا کرتے کہ جبتک تم مجھے یہ نہ بتاؤ گے کہ کس نیت سے تم میرے پاس آئے ہو مین دروازہ نہ کھولونگا پھر اگر وہ کہتا کہ آپکی زیارت کو تو اُس سے کہتے کہ مجھ جیسے کی زیارت نہین کیا کرتے بعدہ کہتے کہ زمانہ کی حالت بگڑ گئی اسمین مجھ جیسے کی زیارت کیجاتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص ذکر کی مجلس مین بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس مجلس کے سبب باطل کی دس مجلسون کے گناہ اُس سے معاف فرماتا ہے۔ یہ ابو میسرہ فہری کے آزاد کیے ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ مین انہون نے نشوونما پایا تھا۔ امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ "علم کے خزانے اللہ تعالیٰ اُنہین کو تقسیم فرماتا ہے جنکو دوست رکھتا ہے

[1] اسمین اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا الآیہ (دیکھو سورہ زمر آیت ۴۲) لوگون کے مرتے وقت اللہ روحون کو کھینچتا ہے اور جو لوگ مرے نہین اُنکے سوتے وقت ۱۲ مترجم۔

اور اگر علم کے لئے کسی کو مخصوص فرماتا تو ضرور اہل نسب کو ترجیح ہوتی۔ عطا حبشی غلام تھے۔ یزید بن ابی حبیب نوبہ کے رہنے والے۔ حسن بصری بھی نوبہ ہی کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے اور ابن سیرین انصار کے آزاد کئے ہوئے غلام ہی تھے "۔ انتہیٰ میں کہتا ہون کہ مکحول طاوس نخعی میمون بن مہران اور ضحاک بن مزاحم بھی غلام ہی تھے جیسا کہ زہری رح نے کہا ہے۔ عطا بڑے بڑے لوگون کو علم سکھاتے تھے۔ سلیمان بن عبد الملک انکے پاس آیا اور انکے ساتھ بیٹھا اور انہون نے اسکو ارکان حج سکھائے۔ سلیمان اسکے بعد اپنی اولاد کیطرف متوجہ ہوا اور اُن سے کہنے لگا کہ علم سیکھو کیونکہ مین اُس ذلت کو کبھی نہ بھولونگا جو اس کالے غلام کے سامنے مجھے اُٹھانی پڑی ہے۔ عطا رضی اللہ عنہ نے ستر حج کئے اور سو برس کی عمر پائی اور ۱۱۵ھ ایکسو پندرہ ہجری مین مکہ معظمہ مین قید زندگی سے آزادی پائی۔

(۶۳) عکرمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام آزاد رضی اللہ عنہم

اللہ تعالیٰ کے اس قول پر کہ اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ (جو نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر جلدی سے توبہ کر لے) یہ کہا کرتے تھے کہ سب جلدی ہے اور سب نادانی ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جسنے کسی دن سورۂ یٰس پڑہی وہ اُس دن شام تک خوشی مین رہا۔ انہون نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی مین سوتے ایک تہائی مین حدیثین بیان کرتے

اور ایک تنہائی مین نماز مین پڑہتے تھے -

(۶۴) طاؤس بن کیسان یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تہا کہ اگر بندہ ریہی صاحب دولت ہو تو اُسکی تعظیم کو اُٹھنا چاہیئے - اور کہا کرتے تھے کہ علم اپنے نفس کے لئے حاصل کرو کیونکہ لوگون سے امانت اور علم پر عمل کرنے کی خصلت جاتی رہی - اور یہ کہتے تھے کہ سب سے عمدہ وہ عبادت ہے جو سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہو - اور صاحب ایمان کی امید و بیم اگر تولے جائین تو دونون برابر نکلین گے - سنہ ایکسو پانچ ہجری مین باغ جنت کو سدہارے - انہون نے چالیس حج کئے تھے - اور آگ کو دیکھکر انکے سارے اوسان خطا ہو جاتے تھے - ایک مرتبہ انہون نے سری بہوننے والے کو تنور سے سری نکالتے دیکھا تو انکو غش آگیا - یہ اپنے جانور کو اُس کنوئین کا پانی نہین پلاتے تھے جو کسی بادشاہ کا کھدوایا ہوا ہوتا تہا - چالیس سال تک انہون نے شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی - حاکمون وغیرہ کے سامنے بڑے حق بولنے والے تھے اور خدا کی راہ مین کسی ملامت کرنیوالے کی سرزنش کا انپر اثر نہوتا تہا -

(۶۵) ابو عبد اللہ وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ توریت مین مرد صالح کی علامت یہ لکھی ہے کہ اُس سے اُسکی قوم کو خصومت ہو تو بیگانون کو زیادہ تر دعا کرتا درجہ بدرجہ - یہ کہا کرتے تھے کہ اگلے لوگ برگ بے خار تھے اور آج تم خار بے برگ ہو - انکا غلام اگر انکو چھوڑکر بہاگ جاتا تہا تو اُسکا پیچہا

کرتے تھے ۔ شعر پڑہنے کو مکروہ سمجھتے اور کہتے تھے کہ مین نہین پسند کرتا کہ قیامت کے دن میرے
نامۂ اعمال مین کوئی شعر پایا جاے ۔ دین مین قیاس کرنے کو مکروہ جانتے تھے ۔ اور کہتے
تھے کہ عالم کی نسبت مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ مبادا اُسکے پانون جم جانے کے بعد پھسل
جائین ۔ انکا مقولہ ہے کہ شریف جب پڑہتا ہے تو فروتنی کرتا ہے اور کمینہ جب پڑہتا ہے
تو سر اُٹھاتا ہے ۔ کہا کرتے تھے کہ جسنے اپنے دشمن کے ساتھ مال سے سلوک نہ کیا
اُسکے لئے جنگ کرنے کے سوا اور کوئی رستہ نہ رہا ۔ اور جو محتاج ہوا اُسکے دین مین سستی
اور عمل مین کمزوری آئی ۔ مروت رخصت ہوئی اور لوگون مین وقعت نہ رہی ۔ انکا مقولہ ہے
کہ مومن کے لئے ہاتھ ویسا ہی ہے جیسے جانور کے لئے اُسکے باندہنے کی رسّی
مال کی طرح علم کے باعث بھی آدمی حد سے گذر جایا کرتا ہے ۔ فقیرون کا ہاتھ پکڑو کیونکہ
قیامت کے دن انکو غلبہ ہوگا ۔ فرزند آدم احمق پیدا ہوئے ہین کیونکہ اگر ان مین حمق نہوتا تو
انکو زندگی خوشگوار نہوتی ۔ ایک شخص نے انکے پاس آکر کہا کہ مین فلان شخص کے پاس
سے گذرا وہ تمکو گالیان دے رہا تھا ۔ یہ سنکر غصہ ہوئے اور اُس سے اُنھون نے کہا کہ شیطان
کو تمھارے سوا اور کوئی پیامی نہ ملا ۔ بعدہٗ وہ گالیان دینے والا انکے پاس آیا تو اُسکو اُنھون نے
اپنے بازو مین بٹھا لیا ۔ یہ کہتے تھے کہ مینے خداے عزوجل کی کچھ اوپر نوے کتابین پڑہین
اور سب مین یہی دیکھا کہ جس شخص نے مشیت مین سے کسی چیز کو اپنی ذات سے منسوب
کیا اُسنے کفر کیا ۔ اور کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض آسمانی کتابون مین فرمایا ہے
کہ اے فرزند آدم ہا میرے کتنے احسان تجھپر ہین مگر میرا جو حق تجھپر واجب ہے اُسکو تو نے
انجام نہین دیا ۔ مین تجھے یاد کرتا ہون اور تو مجھے بھول جاتا ہے ۔ مین تجھے بلاتا ہون اور تو
مجھسے بھاگتا ہے ۔ میری بھلائیان تجھپر اُترا کرتی ہین اور تیری برائیان میرے پاس آیا کرتی ہین

اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے علماء کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اہل دنیا سے دنیا حاصل کرنے کے لئے اپنا علم انکو دیتے ہین اسلئے وہ انکی نگہون مین خوار ہو گئے ہین اور یہ انکے علم کی وجہ سے زاہد بنگئے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - انکا مقولہ ہے کہ جس شخص کا پیٹ جنگلون مین کا ایک جنگل ہو وہ کیونکر زہد کے قابل ہو سکتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ موسی علیہ السلام نے جناب باری عزاسمہ سے کہا کہ خداوندا! لوگون کو میری بدگوئی سے باز رکھ - اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اگر مین اسکو کسی کے لئے کرنے والا ہوتا تو اپنے لئے کرتا - اور اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ صراط پر سب سے جلد تر گزرنے والے وہ ہونگے جو میرے حکم پر راضی رہتے اور انکی زبانین میرے ذکر سے تازہ رہتی ہین - انکا قول ہے کہ خدا کے ساتھ شرک کرنے کے بعد سب سے بڑا گناہ انسان سے مکروفریب کرنا ہے - اور جب آدمی روزہ رکھتا ہے تو اسکی بصارت کم ہو جاتی ہے اور جب میٹھی چیز سے افطار کرتا ہے تو بینائی اپنی حالت پر آجاتی ہے - اور جسنے عبادت کی اسکی قوت بڑہی اور جسنے کاہلی کی اسکی سستی بڑہی - اور عیسی علیہ السلام نے حواریون سے کہا کہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ جو کی روٹی کہانا اور صاف پانی پینا اور ایسے کوڑے پر جہان کتے لوٹتے ہون سو رہنا اسکے لئے بہت ہے جو مرنے والا ہو اور انکا مقولہ ہے کہ ایمان برہنہ ہے اور پرہیزگاری اسکا لباس اور حیا اسکی زیبائش ہے - انہون نے بیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑہی سنہ ۱۱۴ھ ایکسو چودہ ہجری مین صفار مین داعیئ اجل کو لبیک کہا۔

(۶۶) میمون بن مہران رضی اللہ تعالی عنہ

انکا قول تھا کہ کسی شخص کا خدا کی معصیت کو بُرا سمجھنا اس سے بہتر ہے کہ طاعت

کی کثرت کے ساتھ اُنھین گناہ کی طرف رجحان ہو - ایکمرتبہ یہ حسن بصریؒ سے ملنے کو گئے - انھون نے دروازہ کھٹکھٹایا تو چھ برس کی لڑکی نکلکر آئی اور اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو - اُنھون نے کہا کہ میمون بن مہران - لڑکی نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے کاتب (پرائیوٹ سکرٹری) انھون نے کہا کہ ہان - لڑکی نے کہا کہ اے بدبخت اس بُرے زمانہ تک تو کیون زندہ رہا - اسکو سُنکر یہ روئے اور مرغ بسمل کیطرح تڑپنے لگے - حسن بصریؒ انکے رونے کی آواز سنکر باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ بھائی جان تمپر کوئی الزام نہین ہے - ان سے کسی نے کہا کہ یہان کچھ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ ہم اپنے گھرون مین بیٹھتے اور دروازے بند کر دیتے ہین یہانتک کہ ہماری روزی ہمارے پاس آجاتی ہے - اسپر انھون نے کہا کہ یہ بیوقوف لوگ ہین اگر انکو ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا یقین ہو تو ایسا کرنا زیبا ہے انکا قول ہے کہ انبیاء اولوالعزم نوحؑ - ابراہیمؑ - موسیٰؑ - عیسیٰؑ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے یہ کہتے تھے کہ اے قرآن والو قرآن کو مال تجارت بناکر اسکا نفع دنیا مین تلاش نہ کرو دنیا کو دنیا سے تلاش کرو اور آخرت کو آخرت سے - یہ اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ میری جو بات ناپسندیدہ ہو اُسکو میرے مُنہ پر کہدیا کرو اسلیے کہ آدمی جبتک کہ اپنے بھائی کے مُنہ پر نہ کہدیا کرے اُسکا ناصح نہین ہوتا - یہ کہتے تھے کہ بزرگان سلف جب کسی شخص کو سوار اور اُسکے پیچھے کسی کو دوڑتے دیکھتے تو کہتے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے تو بڑا ظالم ہے - انکا قول ہے کہ دو بھائیون مین جب دوستی مستحکم ہوگی تو دونون کے باہم ملنے مین زمانہ کی دوری سے کچھ ہرج نہین آتا - انکی لونڈی کے ہاتھ سے انکے سرپر شوربا گرا جس سے انکا سر جل گیا - وہ لونڈی بہت ہی خوف زدہ ہوئی - مگر انھون نے کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر - تو خدا کے لئے آزاد ہے -

(۶۷) ابو وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ جو پاؤں غیر حلال کیطرف چلے ہیں اُن سے مجھے کعبہ کے گرد پھرتے شرم آتی ہے جو جائے کہ میں ان سے کعبہ کے اندر یا حجرِ اسود کے قریب چلوں۔ ایکبار انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا کہ فلاں آدمی متقی ہے تو کہا کہ ہائے تو نے کبھی متقی کو دیکھا بھی ہے متقی کی نشانی یہ ہے کہ جو وقت جہنم کا ذکر سنے اوسکی روح نکلجاوے۔ یہ رات کو جب نماز پڑھتے تھے تو انکے پڑوسی انکی نماز کی تسبیح سنتے تھے۔ اور جب یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتے تھے تو مرغ بسمل کیطرح تڑپتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اوسکے سوا کسی اور شے سے ڈروں۔ انکا قول ہے کہ اس زمانہ میں ایسے گھر والے جو حلال کی ایک روٹی بھی اپنے دسترخوان پر رکھتے ہوں کمیاب ہیں۔ اور جب تک آدمی کا قلب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ نماز میں ہے گو وہ بازار میں کیوں نہ ہو اور اگر اُسکے دونوں ہونٹھ بھی ہلتے ہوں تو وہ اور بھی اچھا ہے۔ اور کہتے تھے کہ تمہے اور اُن لوگوں سے کتنا فرق ہے جنکی طرف دنیا نے رُخ کیا اور وہ اُس سے بھاگے اور تمسے تو اُسنے پیٹھ پھیری ہے اور تم اُسکے پیچھے پڑے ہو اور تم میں سے کسی شخص کو ظاہر میں اللہ تعالیٰ کا دوست اور باطن میں اُسکا دشمن ہونا اچھا ہے

(۶۸) ابراھیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہوں نے سنہ ۹۲ بانوے ہجری میں حجاج کی قید کے اندر قید حیات سے رہائی پائی۔ انکے قید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ حجاج نے ابراہیم نخعی کو طلب کیا۔ مگر بلانے والا انکے

پاس آیا اور اُسنے کہا کہ مین ابراہیم کو بُلانے آیا ہون۔ انہون نے کہا کہ ابراہیم تو مین ہی ہون
لیکن بُلانے والے کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ ابراہیم تیمی ہین۔ حجاج نے انکو اپنے قید خانہ مین جس کا
نام تاریکی کے باعث دیماس[1] تھا قید رکھنے کا حکم دیا وہان انکے لیے نہ دھوپ سے
آڑ تھی اور نہ سردی سے بچاؤ اور دو دو آدمی ایک ایک زنجیر مین بندھے ہوئے تھے۔
ان وجوہ سے انکا مزاج بگڑا اور یہ مر گئے۔ اور حجاج نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے
کہ آج شب کو تیری قید مین اہل جنت مین سے ایک شخص نے قضا کی ہے چنانچہ اُسنے
کہا کہ دیکھو تو کون مرا ہے۔ لوگون نے دیکھا تو ابراہیم تھے۔ حجاج نے کہا کہ یہ شیطانی
خواب ہے اور انکی لاش کو گھورے پر پھکوا دیا۔ انکا قول ہے کہ علم مین سے خوف خدا
کافی ہے اور جہل مین سے اپنے عمل پر غرور بس ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ لالچ مجھے بدترین
فعلون کیطرف لے گئے۔ ان سے کہا گیا کہ اگر آپ لوگون کو پند و نصائح کرین تو آپ کو
ثواب ہو۔ اسکے جواب مین اُنھون نے کہا کہ ثواب کی امید مین کہین اوسکے وبال مین
نہ پڑ جاؤن مین بغیر اسکے ہی نجات پا جاؤن تو غنیمت ہے۔ اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہتے ہین کہ مینے ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مینے سنا ہے کہ تم ایک مہینے تک
بغیر کچھ کھائے ہوئے رہتے ہو تو کہا کہ ہان دو مہینے تک۔ اور مینے چالیس رات سے
انگور کے ایک دانہ کے سوا جو میری بیوی نے مجھے دیا تھا اور جسکو مینے کھا کر فوراً پھینکدیا
تھا کچھ بھی نہین کھایا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جب کسی شخص کو پہلی تکبیر مین سستی کرتے
دیکھو تو اوس سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

---

[1] دیماس وکبیر خانہ زرشت . تاریک وگلخن حمام منتہی الارب ۱۲

(۶۹) ابراہیم بن یزید نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگون کا زمانہ پایا ہے کہ جب وہ ایک جگہہ جمع ہوتے
تھے تو اس امر کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص اپنے پاس کی عمدہ ترین چیز کا ذکر کرے
اور کہتے تھے کہ اسمین کوئی مضائقہ نہین ہے کہ بیمار سے جب پوچھا جاے کہ تمہارا مزاج
کیسا ہے تو کہے کہ اچھا ہے اور پھر اپنی شکایت کو بیان کرے۔ انکا قول تھا کہ ایمان کے
بعد بندہ کو جو چیزین ملتی ہین اُنمین سب سے افضل ایذا پر صبر کرنا ہے۔ یہ اپنے اعمال کو چھپاتے
اور شہرت سے بچا کرتے تھے یہانتک کہ کبھی ستون سے ٹیک لگا کر نہ بیٹھتے تھے۔
اور کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگون کا زمانہ پایا ہے جو قرآن کی تفسیر کرتے ڈرتے تھے
اور اب جو شخص چاہتا ہے تفسیر کرنے کو بیٹھ جاتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ مین کسی علم مین گفتگو
کیے ہوتا۔ اور جس زمانہ مین مین فقیہ ہوا بیشک وہ بُرا زمانہ تھا۔ یہ اس بات کے قائل
تھے کہ نصرانی کو سلام کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اگر تمکو اُس سے کوئی کام ہو یا تمھے
اُس سے جان پہچان ہو مین کہتا ہون کہ سلام سے (واللہ اعلم) مراد یہ ہے کہ نصرانی
سے مثلا اصطلاح کے جملے کہے کہ تمہارا مزاج کیسا ہے نہ کہ اسکو السلام علیک
کہے اسلئے کہ سلام اُسی شخص کو کیا جاؤگا جسنے راہ راست کی پیروی کی ہے۔ اور یہ بھی
احتمال ہے کہ نخعی رضی اللہ عنہ کا یہ مسئلہ اس اصول پر مبنی ہو کہ جب دو خرابیان ایک دوسرے
کے خلاف ہون تو خفیف تر کا ارتکاب کرنا جائز ہے یا دو بھلائیان ایک دوسرے کی ضد ہون
تو سب اعلی کی تعمیل ناممکن ہو تو ادنی پر عمل کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی آدمی
ایک کلمہ بھی اس نیت سے کہتا ہے کہ لوگون کو اپنی طرف متوجہ کرے تو وہ جہنم مین بھیجا جاتا ہے

تو اُس شخص کا کیا حال ہوگا جسکے وعظ کیلئے بیٹھنے کی ابتدا سے فارغ ہونے تک نیت ہی نہ ہو انکی عادت تھی کہ جب کسی جانور کو کسی مقام تک سوار ہوکر جانے کے لئے کرایہ کرتے تھے اور داہنی یا بائیں جانب کو مُڑا اگر تاجاتا تھا تو اُتر کر اُسکو اُٹھا لیتے تھے اور جانور کو پھیرتے تھے اور کہتے تھے کہ جانور کو میں نے یون جانے کے لئے کرایہ لیا ہے نہ دون جانے کے لئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ دین یا دنیا کے متعلق اُسکی طرف انگلیاں اُٹھیں مگر جسکو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ یہ زعفران یا کُسم سے رنگا ہوا کپڑا پہنتے تھے تاکہ دیکھنے والا یہ نہ سمجھے کہ عالموں میں سے ہے یا بانکوں میں سے ہے۔ ۹۵ پچانوے ہجری میں راہی عالم جاودانی ہوئے۔

(۷۰) عون بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ ہر شخص کے اعمال میں سے ایک عمل نگہبان ہوا کرتا ہے اور میرے اعمال کا نگہبان اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ انکا قول تھا کہ یہ غرور تیرے لئے کیا کم ہے کہ جو شخص تجھسے کم ہے اُس سے تو اپنے آپ کو اچھا جانتا ہے۔ اور کہتے تھے کہ غرور سب سے پہلا گناہ ہے جسکے ذریعہ سے اللہ کی نافرمانی کیگئی ہے۔ انکے یار و اصحاب ایکدن صحرا کیطرف گئے تو کہا کہ یہ گرمی کے زمانہ میں ہوئے ہیں اور ابران پر سایہ کئے ہوئے ہے انہوں نے بیدار ہوکر ان سے قسمیں لیں کہ میرے مرنے تک کسی سے اسکو نہ کہنا۔ انکا قول تھا کہ جو شخص لوگوں کو بُرے کام کرتے دیکھے اور اُنکو بدلنے کی قدرت نہ رکھے اُسکے لئے رہائی کی راہ ہے کہ لوگوں سے کنارہ کرے اور یہ اُن کی سرزمین سے بھاگ جانے سے آسان تر ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ذکر کی مجلسیں دلوں کو صیقل

کرغوالی اور شفا دینے والی ہین - یہ کبھی ٹسر اور کبھی صوف پہنا کرتے تھے اور لوگون نے
اسکی وجہ پوچھی تو انھون نے کہا کہ ٹسر تو اسلیے پہنتا ہون کہ شان و شوکت والے میرے پاس
بیٹھنے سے نفرت نہ کرین اور صوف اس سبب سے کہ غربا میرے ساتھ بیٹھنے سے خوف نہ کھاتے
اور کہتے تھے کہ جو شخص اپنے نفس پر نفاق کی تہمت دہرتا ہے اُسمین نفاق نہین ہے -
جب کبھی انکا غلام یا خادم انکی مخالفت کرتا تھا تو یہ کہتے تھے کہ تو ٹھیک ویسا ہی ہے
جیسا تیرا آقا اپنے آقا کے ساتھ ہے - انکا قول ہے کہ تقوی کا کمال یہ ہے کہ بندہ علم کی
زیادتی سے سیر ہو اور ایک گروہ نے جو زیادہ علم کی جستجو چھوڑ رکھی ہے اُسکا سبب یہ ہے
کہ جو علم اُنکو حاصل ہو چکا ہے اُس سے انھون نے بہت کم فائدہ اُٹھایا ہے - یہ کہتے کہ اگر تم
موت اور اُسکی رفتار کو دیکھتے تو امید و عُجب و پندار کو دشمن سمجھتے - انکا مقولہ تھا کہ جسنے اپنے پیٹ
کو حفاظت مین رکھا اُسنے اپنے تمام اعمال صالحہ کی حفاظت کی -

(۷۱) سعید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ

روتے روتے انکی آنکھین چندھیا ہو گئی تھین - رمضان مین مغرب و عشا کے درمیان
قرآن ختم کرتے تھے - اور کعبہ کے اندر جاکر ہر رکعت مین ایک ختم کرتے تھے - یہ کہا کرتے تھے
کہ ہر گناہ کبیرہ ہے - اور کہتے تھے کہ مین جب کسی کو گناہ کرتے دیکھتا ہون تو اپنے نفس
کو حقیر سمجھکر اُسکو منع کرتے شرماتا ہون - انکے پاس ایک مرغ تھا جسکی بانگ پر یہ اُٹھا کرتے
تھے - ایک رات اُسنے بانگ نہ دی تو یہ سوتے رہگئے اور وظیفہ کے لئے نہ اُٹھے اسلیے
اُس مرغ کے لئے بد دعا کی اور وہ فوراً مرگیا اُس دن سے اُنھون نے ارادہ کر لیا کہ اب سے
کسی چیز کے لئے بد دعا نہ کرون گا - انکا قول تھا کہ دعا کی حلاوت اُسکی قبولیت کی علامت ہے

جب حجاج نے انکو گرفتار کیا تو کہا کہ مین اپنے آپ کو مقتول ہی نظر آتا ہون - قید خانہ مین
انکی لڑکی آئی اور انکے پانوون مین بیڑیان دیکھکر رونے لگی اور جسوقت یہ قتل ہونے کو بلائے
گئے تو وہ لڑکی بیہوش کر رولی اور ہائے ابا کہکر چلائی - انہون نے کہا کہ میری پیاری بیٹی ستاون
برس کے بعد تیرا باپ جی کر کیا کرتا - یہ کہا کرتے تھے کہ جسنے اللہ تعالی کی اطاعت کی وہ
ذاکر ہے اور جسنے اسکی نافرمانی کی وہ ذاکر نہین ہے گو کثرت سے تسبیح خوانی اور قرآن کی تلاوت
کرے - ان سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عابد کون ہے اُنہون نے کہا کہ وہ شخص جسنے
گناہون کا ارتکاب کیا اور پھر اُن سے توبہ کرلی اور جب کبھی اپنے گناہون کو یاد کیا تو اپنے عمل
کو ہیچ سمجھا انکا معمول تھا کہ صبح نمودار ہوتے ہی اللہ کے ذکر کے سوا کوئی بات نہ کرتے تھے
جبتک کہ فجر کی نماز نہ پڑھ لین - حجاج نے جسوقت انکا سر کاٹا دو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا اور
تیسری مرتبہ بھی کہنا شروع کیا تھا مگر اسکو پورا نہ کرسکے - جب یہ ٹھیر گیا کہ کل یہ قتل ہونگے تو انہون
نے نگہبانون سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ مرنے کا سامان کرکے کل آجاؤن اور نگہبانون کی
آپس مین اس سبب سے کہ مبادا یہ بھاگ جائین جھگڑا ہوا مگر آخر انکی راستبازی غالب آئی
اور اُن لوگون نے انکو چھوڑ دیا - چنانچہ یہ صبح کو آگئے اور قتل کے لیے حجاج کے سامنے لائے
گئے اور نطع بچھایا گیا اور جلاد آیا اور نطع پر یہ ذبح کئے گئے - انہون نے مرنے سے پہلے کہا تھا کہ
خدایا میرے بعد حجاج کو کسی پر دسترس نہو - اور ہوا بھی یہی کہ انکے بعد حجاج پندرہ شب زندہ
رہا اسکا پیٹ سڑا جاتا تھا اور جب تک زندہ رہا چلا چلا کر یہی کہتا رہا کہ سعید بن جبیر میرا پیچھا
نہین چھوڑتا جب سونا چاہتا ہون میری ٹانگ پکڑتا ہے - سعید بن جبیر نے ۹۵ پچانوے
ہجری مین زندگی جاوید حاصل کی -

(۷۲) عامر بن شراحیل شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہہ ایک شخص کے پاس سے گذرے جو انکی غیبت کر رہا تھا تو انھون نے یہ شعر پڑہا ؎

عینا مریا غیر داء مخامر	لعزۃ من اعراضنا ما استحلت
کیا ہے ہاتہ اگر صاف آبرو پہ میری	خدا یا اُس بہت نادان کو یہ لگ جائے

یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو دین مین قیاس کرنے سے حذر کرو کیونکہ جسنے قیاس کیا اُسنے دین مین بکھیڑا ڈالدیا۔ انکا قول تھا کہ مجھے مکہ مین قیام کرنے سے حمام مین قیام کرنا زیادہ پسند ہے۔ سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مکہ کی عظمت اور اُس مین گناہ سرزد ہونیکی دہشت کے سبب سے اُنکا ایسا خیال تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ بدکار عالمون اور عبادت کرنے والے جاہلون سے بچتے رہو کیونکہ ہر فساد مین پڑنے والے کے لئے دونون فتنے ہین۔ یہ کہتے تھے کہ جمل کی لڑائی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے صرف چار آدمی موجود تھے علی عمار۔ طلحہ۔ اور زبیر۔ اور اگر کوئی پانچوین کو بتادے تو مین جھوٹا ہون۔ ایکمرتبہ کسی نے انکو فقیہہ کہکر پکارا تو کہا کہ مین نہ فقیہہ ہون اور نہ عالم ہم تو اُن لوگون مین سے ہین جنھون نے کوئی حدیث سنی ہے اُسکو جیسا سنا ہے ویسا تمسے بیان کردیتے ہین فقیہہ وہ ہے جو خدا کے محارم سے پرہیز کرتا ہے اور عالم وہ ہے جو بے دیکھے خدا سے ڈرتا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ زمانۂ دراز تک لوگون نے دینداری کے ساتھہ زندگی بسر کی یہانتک کہ دینداری رخصت ہوگئی اسکے بعد بہت عرصہ تک لوگون نے مروت کے ساتھہ زندگی بسر کی یہانتک کہ وہ بھی نہ رہی تب بہت دنون تک لوگون نے حیا کے ساتھہ گذران کی اور وہ بھی نہ رہی تو خواہش و خوف مین دن کاٹے اور اسکے بعد عنقریب وہ زمانہ آئیگا جو اس سے زیادہ سخت ہوگا۔ کہتے تھے

کہ کاش میں نے کوئی علم نہ سیکھا ہوتا اور میری آرزو یہ ہے کہ دنیا سے کورا جاؤں نہ لینا پڑے نہ دینا۔ انکا قول تھا کہ ایک زمانہ سے جب میں رویا تو اوس رونیکے لئے مجھے رونا پڑا یہ کہا کرتے تھے کہ مینے ایسے لوگوں کا زمانہ پایا ہے جو عقل و زہد والوں کے سوا کسی کو علم نہ سکھاتے تھے اور آج ایسے ہی لوگوں کو علم سکھاتے ہیں جنمیں عقل ہے نہ زہد ستانوے سال کی عمر میں بمقام کوفہ ۱۰۴ھ ایکسو چار ہجری میں جنت کی راہ لی۔

(۲۳) ماہان بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی کو شرم نہیں آتی کہ اوسکا جانور اس سے زیادہ خدا کا ذکر کرے۔ یہ لاالہ الا ہو اور اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔ اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کسی دم موقوف نہیں کرتے تھے۔ جب حجاج نے اپنے دروازہ پر انکو سولی پر چڑہایا تو سولی پر چڑہے ہوئے تکبیر۔ تسبیح و تہلیل کہہ رہے تھے اور ہاتھ کی انگلیوں کو شمار کے لئے موڑتے جاتے تھے یہاں تک کہ اونتیس ۲۹ تک پہونچے اور اس حالت میں انکو نیزا مار گیا۔ ایک مہینے تک یہ سولی پر چڑہے رہے۔ قوم صوفیہ کے اعمال کی نسبت اِن سے کسی نے پوچھا تو کہا کہ اونکے اعمال تھوڑے تھے مگر دل سلیم تھے۔

(۲۴) ربیع بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ اپنے آپ کو آرام کا خوگر نہ بناؤ ورنہ کل بدبختی آجائے گی۔ یہ کہتے تھے کہ اگر تم سے ہو سکے کہ گمنام رہو۔ تو یہی کرو دنیا خراب ہوگئی ہے گوشہ نشینی کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ انکا قول تھا کہ بھوک قلب کو صاف کرتی ہوا حرص کو مارتی اور علم پیدا کرتی ہے۔

شدت کی گرمیون مین نہایت کثرت سے روزے رکہا کرتے تہے۔ انہون نے عہد کر لیا تہا کہ کبہی نہ ہنسونگا جبتک کہ یہ نہ معلوم ہوجائیگا کہ جنت کی طرف جاتا ہون یا دوزخ کی طرف ۔ چنانچہ جس شخص نے انکو غسل دیا تہا اُسنے خبر دی کہ برابر تختہ پر مسکراتے اور یہ کہتے رہے کہ پروردگار کریم کے پاس آیا ہون ۔ سنہ ۱۰۴ھ ایکسو چار ہجری مین انکی بہار زندگی خزان موت کے ہاتہون تاراج ہوئی ۔ انکے پاس بہت کچہ مال تہا مگر انہون نے سب اپنے دوستون پر خرچ کر ڈالا تہا ۔ انکے ایک دوست کا بیان ہے کہ ایک دن مین انکے پاس گیا تو دیکہا کہ مٹی کے بڑے پیالہ مین آٹا گوندہ رہے ہین اور آنسو جاری ہین اور کہہ رہے ہین کہ جب میری دولت ٹہر گئی تو احباب نے جفا کی ۔ واللہ اعلم ۔

(۷۵) طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تہا کہ مومن پر ربیعہ[ع۵] و مُضر[ع۵] سے زیادہ تعداد مین شیطان جمع ہوکر حملہ کرتے ہین اور یہ پرہیزگار اور زاہد تہے ۔ ایک دن کسی کی لونڈی انکے گہر آگ لینے آئی تو انکی بیوی نے اُس سے کہا کہ تو اتنی دیر تک ٹہیر کہ تیری سیخ پر میان کے افطار کے لئے سکہایا ہوا گوشت بہون لون ۔ یہ گوشت جب انکے سامنے آیا تو انہون نے اسکو ہاتہ نہ لگایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اُس لونڈی کے روک رکہنے اور اُسکی سیخ پر گوشت بہوننے کی اُسکی مالکہ سے اجازت حاصل کرو تب مین اسکو کہاؤنگا ۔ انکی روش یہی کہ جب لوگ انکو انکے کسی

ع۵ ربیعہ جسکو ربیعۃ الفرس بہی کہتے ہین اور مُضر جسکو مضر الحمراء کہتے ہین دونون نزار بن معد بن عدنان کے بیٹے اور دو بڑے قبیلون کے باپ تہے ۔ یہ دونون قبیلے عرب مین کثرت تعداد کی وجہ سے ضرب المثل تہے ۔ مترجم

ہمعصر پر فوقیت دیتے تو یہ جا کر اُس سے سبق لیتے اور اُسکے روبرو مودب بیٹھتے تاکہ لوگون کا یہ وہم کہ یہ اُس سے علم مین زیادہ ہین دور ہو جاے - اور جب انکے سامنے مسائل کے اختلاف کا ذکر ہوتا تو یہ کہتے کہ " اختلاف " نہ کہو بلکہ " وسعت گنجایش " کہو - یہ کہا کرتے تھے کہ مینے ایسے لوگون کا زمانہ پایا ہے کہ اگر تم اُنکو دیکھتے تو تمہارے جگر کباب ہو جاتے اور ہم اپنے آپ کو اُنکے مقابلہ مین چوہتے معلوم ہوتے تھے - انکا قول تھا کہ عتاب باہمی دشمنی کا بیج ہے اور عتاب کینہ سے بہتر ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ اپنے سے کم عقلون کی تعظیم کیا کرو کیونکہ اسمین ننگ وعار اور عذاب ونار دونون سے بچاؤ ہے - اور کہتے تھے کہ جب کوئی شخص تمسے معذرت کرے تو خندہ روئی کے ساتھ اُسکو مان لو البتہ اُس صورت مین کہ اُس سے قطع تعلق کرنا اللہ تعالی کی قربت ہو - ۱۱۲ھ ایکسو بارہ ہجری مین عالم بالا کا سفر اختیار کیا -

(۷۶) زبید الیامی رضی اللہ تعالی عنہ

پرہیزگار زاہد و رعب وار تھے انکو دیکھکر ہیبت سے آدمی کا دل دہل جاتا تھا - انہون نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی اپنے لئے اور دو تہائیان اپنے دو بھائیون کے لئے - چنانچہ یہ اپنا حصہ پورا کر کے آتے اور پانون سے بھائی کو ٹہوکتے تو دیکھتے کہ وہ کاہلی کرتا اور نہین اُٹھتا ہے تب اُس سے کہتے کہ تم سو رہو مین تمہارے بدلے جاگتا ہون - اسیطرح دوسرے بھائی کے پاس آتے اور اُس سے اُٹھنے کو کہتے مگر اُسکو بھی سست پا کر اُس سے بھی کہتے کہ تم آرام کرو مین تمہارا کام کرتا ہون - اسطرح وہ ساری رات قیام مین گذارتے تھے ۱۲۲ھ ایکسو بائیس ہجری مین قبر مین جا کر رہے -

(۷۷) منصور بن المعتمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جسوقت منصور کھڑے ہوئے نماز پڑہا کرتے تھے اسوقت اگر تم اونکو دیکھتے تو کہتے کہ یہ اسیوقت مرجاینگے ان کی ڈاڑہی انکے سینہ سے چپکی ہوتی تھی۔ اور رات کو اپنے مکان کی چہت پر کھڑے ہوئے نمازین پڑہا کرتے تھے جب یہ مرگئے تو انکے پڑوسی کی لڑکی نے اپنے باپ سے پوچہا کہ ابا جان وہ ستون کیا ہوگیا۔ جو ہمارے پڑوسی کی چہت پر تہا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ لڑکی رات ہی کو کوٹھے پر جایا کرتی تھی۔ ساٹھ برس تک انہون نے دنکو روزے رکھے اور رات کو کھڑے عبادت کیا کئے۔ اور رات بہر اسقدر رویا کرتے تھے کہ ان کے گہر کے لوگون کو انپر رحم آتا تھا۔ مگر جب صبح ہوتی تو آنکھون مین سرمہ لگاکر اور منہ پر تیل ملکر باہر نکلتے تاکہ لوگ سمجھین کہ سوکر رات کاٹی ہے اور اس طور پر لوگون سے اپنے عمل کو چھپاتے تھے۔ روتے روتے ان کی آنکھین چندہی ہوگئی تھین ایک مہینے تک قید رکہے گئے کہ قاضی کا عہدہ قبول کرین مگر راضی نہ ہوئے۔ لوگون نے کوفہ کے حاکم سے کہا کہ اگر تم ان کی بوٹی بوٹی بہی نوچ ڈالوگے تو یہ تمہارا قاضی ہونا قبول نہ کرینگے مجبور ہوکر اوس نے انکو رہا کردیا اور بیڑیان کٹوادین۔ انکی حالت یہ تھی کہ جو کوئی ان کو دیکھتا وہ وہ یہی سمجھتا کہ آج ہی کل ان پر کوئی سخت مصیبت آئی ہے نگاہین جھکی ہوئین آواز پست آنکھین تر ذرا سر ہلاؤ تو آنسوؤن سے آنکھین ڈبڈبا جاتین ۱۳۲ھ ایکسو بتیس ہجری مین دار فانی سے دار باقی کی طرف سدہارے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر بالفرض دنیا کو دوست رکہنے کے سوا میرا اور کوئی بہی گناہ نہ ہو تو بہی مین جہنم ہی کا مستحق ہون۔ عالمون سے کہا کرتے تھے کہ تم لذتین اوٹہاتے ہو علم کو سُن لیتے اور دوسرون سے نقل کردیتے ہو حالانکہ

علم سے مقصود عمل ہے اور اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے ہوتے تو دنیا سے بہاگتے کیون کہ علم مین کوئی شے ایسی نہین ہے جو دنیا کی محبت پر دلالت کرتی ہو۔ اور کہتے تہے کہ دنیا مین سب سے بڑا زہد لوگون سے ملنے مین پرہیز کرنا ہے۔ یہ دعا کیا کرتے تہے کہ خدایا مجہے نہ مال دے نہ اولاد دے نہ گہر بار دے نہ خدمتگار دے اور جو چیز تو نے ایسی دی ہو جسکو تو ناپسند فرماتا ہے اوسکو مجہہ سے لے لے۔

(۸۷) سلیمان بن مہران اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بادشاہان و اُمراء زمانہ ان کی مجلس مین سب حاضرین سے ذلیل تر تہے اور ان کی حالت یہ تہی کہ ایک روٹی کو محتاج تہے۔ اور کہا کرتے تہے کہ جسکا کوئی عہد نہو اسکا عہد کا توڑنا ہی عہد کا پورا کرنا ہے۔ یہ جب سوتے سے اوٹہتے تہے اور پانی پاس مین نہ ہوتا تہا تو دیوار پر ہاتہہ رکہہ دیتے او تیمم کر لیتے اور پانی ملنے پر وضو کرتے تہے تا کہ طہارت محفوظ رہے اور کہتے تہے کہ مجہے اندیشہ رہتا ہے کہ مبادا بے وضو مر جاون کیونکہ موت کا کوئی وقت مقرر تو ہے نہین اور تقریباً ستر برس تک پہلی تکبیر ان کے ہاتہہ سے نہ گئی۔

یہ کہا کرتے تہے کہ تم مین سے جو شخص اللہ تعالیٰ کا گناہ کرتا ہے کیا اوس کو یہ ڈر نہین لگتا کہ مبادا اس گناہ سے دہوان اوٹہے اور لوگون کے سامنے اوس کو روسیاہ کر دے ان کا قول تہا کہ جب لوگون مین برائیان آجاتی ہین تو برے لوگ ان پر حاکم ہوتے ہین اور یہ لوگون سے کہا کرتے تہے کہ جب مین مر جاؤن تو کسی کو خبر نہ کرنا اور مجہے میرے رب کی طرف لے جانا اور قبر مین ڈال دینا کیون کہ مین اس قابل نہین ہون کہ کوئی میرے جنازہ کے ساتہہ چلے۔ اور کہا کرتے تہے کہ اگر میرا نفس میرے اختیار مین ہوتا تو مین اس کو

جاسے نزور مین پھینکدیتا۔

(۷۹) اُویس خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ جو شخص بغیر عمل کے حدیث بیان کرتا ہے وہ فقیہ نہین ہے۔ اور جس بندہ کے دل مین ذرہ برابر بھی نیکی ہوتی ہے اللہ اُسکی پردہ دری نہین فرماتا۔ اور زبان کی درستی سے آدمیون مین وقعت قائم ہوتی ہے اور دل کی درستی سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے اتنے سال ہوئے ہین کہ پنے بیوی کے پاس اور جاسے ضرور جانیکے سوا کوئی کام ایسا نہین کیا ہے جس سے آدمی شرماتا ہے یہ اپنا کوڑا مسجد مین لٹکائے رکھتے اور کہتے تھے کہ جانورون سے زیادہ کوڑے کا سزاوار مین ہون۔ اور جب انمین سستی آنے لگتی تھی تو اپنی پنڈلیون پر کوڑے مارتے تھے۔ یہ بغداد کے دجلہ مین پانی پر چلتے تھے۔

(۸۰) مکحول دمشقی رضی اللہ عنہ

انکا قول تھا کہ جسنے اللہ عزوجل کے ذکر مین شب‌زندہ داری کی وہ صبح کو اُسی دن جیسا ہوگیا جسدن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اور جب فضیلت جماعت مین ہے تو سلامتی گوشہ نشینی مین ہے۔ اور جب کسی امت مین پندرہ آدمی ایسے ہون جو ہر روز پچیس مرتبہ اللہ عزوجل سے بخشایش چاہا کرین تو اللہ تعالیٰ اُس امت پر عام عذاب کے ذریعے سے مواخذہ نہ فرمائیگا۔ اور جس سے خوشبو آئیگی اُسکی عقل زیادہ ہوگی اور جس کے کپڑے صاف ستھرے ہونگے اُسکا رنج کم ہوگا۔

(۸۱) یزید بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی نصیحت تھی کہ جب کسیکی بات تم تک پہونچے اور وہ اُس سے انکار کرے
تو تم اس انکار کو معتبر سمجھو اور جو خبر تمکو پہونچی تھی اُسکو غلط جانو۔ یہ کہتے تھے کہ ہم ہنستے بھی
تھے کھیلتے بھی تھے دل لگی مذاق بھی کرتے تھے مگر جب اُس مقام پر پہونچے جہاں میری
پیروی ہونے لگی تو ان باتون کو چھوڑ دینے کے سوا چارہ نہ رہا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جہان
فقیہ نے بناوٹ کے ساتھ گفتگو کی اُسکے دل سے خدا کا خوف رخصت ہوا۔ اور
کہا کرتے تھے کہ خدا کے لئے جسکو بھائی بنایا ہے اُسکی محبت کامل نہین ہوتی جبتک
کہ وہ باپ۔ ماں اور سگے بھائی سے زیادہ پیارا نہو۔ اور کہتے تھے کہ میرے نزدیک
خائفین کے لئے پیاپے آنسو بہانے سے اندرونی غم بہتر ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب
عقل منتشر ہو جاتی ہے تو سوزش نہین رہتی اور جب سوزش نہین رہتی تو آنسو اُبلتے ہین
اور جب عقل ٹھیر جاتی ہے تو اپنے صاحب کو نصیحت کرنے کا قصد کرتی ہے پس
اُسکو جلاتی ہے اسلئے وہ غمگین ہوتا اور روتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین تجھکو ایسا
نہین سمجھتا کہ تیری توحید ہمارے دلون مین ہو اور تو پھر عذاب کرے اگر تو نے ایسا کیا تو تو نے
ہمکو اور اُس قوم کو جس سے ہمکو محض تیرے ہی باعث عداوت ہے ایک ہی آنکھ
دیکھا اور کہا کرتے تھے کہ علما جب علم سیکھتے تھے عمل کرتے تھے اور جب عمل کرتے تھے اپنے آپ مین مشغول
رہتے تھے اور جب مشغول رہتے تھے لوگون کے ہاتھ نہین آتے تھے اور جب ہاتھ نہین
آتے تھے تلاش کئے جاتے تھے اور جب تلاش کئے جاتے تھے بھاگتے تھے
انکی نصیحت تھی کہ جو شخص تمسے علم کا خواہان نہو اسکو کبھی علم عطا نہ کر دے کہتے تھے کہ ہمارے

پیران طریقت رضی اللہ عنہم نے دنیا کا نام " دق " رکھا ہے اور اگر اون کو اس سے بھی کوئی بدتر نام ملتا تو وہی رکھتے اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کے چھوٹے بڑے سب علما اس خوف سے کہ کہین چال مین تبختر آنے پائے ہاتھ مین عصا لیکر چلتے تھے۔

(۸۲) کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا قول تھا کہ کسی بندہ کی تعریف زمین مین جڑ نہین پکڑتی جبتک کہ آسمان مین جڑ نہ پکڑے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اپنے گھرون کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روشن کیا کرو جیسا اپنے دلونکو اوس سے منور کرتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ لوگو پر ایسا زمانہ آئیگا جس مین پوچھا پاچھی کی کثرت ہوگی اور جو شخص اُس زمانہ مین مسئلے پوچھا کرے گا اوس کے لئے وہ سازوار نہ ہونگے۔ اور کہتے تھے کہ جس شخص کو جہنم کیطرف لیجائین گے اوسکا منہ سیاہ ہوگا پاؤون مین بیڑیان ہون گی اور گردن مین طوق مگر جو شخص اِس اُمت کا ہوگا اوسکو جہنم کی طرف اوس کی اصلی رنگت کے ساتھ لیجائین گے اوس کا مُنہ سیاہ نہین کیا جائے گا اسلئے کہ انہون نے اُس سے دنیا مین سجدہ کیا تھا۔ اور کہتے تھے کہ خلیل علیہ السلام " اوّاہ " اسوجہ سے کہلائے کہ جب دوزخ کا ذکر سنتے تو کہتے " آہ جہنم آہ جہنم " اور کہا کرتے تھے کہ عنقریب تم جاہلون کو آپسمین علم پر تفاخر اور اسکے ذریعہ سے امیرون کے نزدیک توقیت حاصل کرنے مین باہم اسی طرح رشک کرتے دیکھو گے جسطرح عورتین مردونکے بارےمین کرتی ہین بس انکو اپنے علم سے یہی حصہ ملے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ نماز کے بعد نماز جسکے بیچ مین کوئی بیکار بات نہ ہو علیین مین ثبت ہوتی ہے انکا قول تھا کہ جبتک مردہ قبر مین رہتا ہے۔ موت کی تکلیف نہین جاتی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ مین عالم باقی کو سدھارے۔

(۸۳) عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی رضی اللہ عنہ

خشکی کے شکار کو اس موسم مین جبکہ بچے ہوا کرتے ہین ان کی ماتا اور بچون کی بیچارگی کے خیال سے انہون نے مکروہ قرار دیا تھا۔ انکا قول تھا کہ کیسا بزرگ و برتر ہے وہ جسنے تجھے پیدا کیا اور ایسا بنایا کہ تو چربی کے ذریعہ سے دیکھتا ہڈی کے ذریعہ سے سنتا اور گوشت کے ذریعہ سے باتین کرتا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کوئی گھڑی ایسی نہین ہے جو قیامت کے دن بندہ کے روبرو نہ لائی جائیگی بلکہ ایک ایک دن اور ایک ایک ساعت اُسکے سامنے پیش کی جائیگی پس جس ساعت مین اُسنے اللہ کو یاد نہ کیا ہوگا اُسکو دیکھکر حسرت سے اُسکے پرخچے اُڑجائینگے ایسی صورتمین اُسکا کیا حال ہوگا جسکی گھڑیون کے بعد گھڑیان اور دنون کے بعد دن یاد خدا کے بغیر گذرے ہو گئے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگون کا زمانہ پایا ہے جو بیدار ہونے اور صبح کی نماز پڑھنے کے بعد سب سے پہلے اپنی آخرت کے امور اور اسمین کہ اُنکو کہان جانا ہے غور و فکر کرتے تھے اسکے بعد جاکر فقہ اور قرآن مین مشغول ہوجاتے تھے۔ یہ ۸۸ھ اٹھاسی ہجری مین پیدا ہوئے اور ۱۵۱ھ ایکسو ستاون ہجری مین دار العقبیٰ کو چل بسے۔ شہر بعلبک مین پیدا ہوئے اور شہر بیروت کے حمام مین رحلت کی۔ یہ حمام کے اندر تھے کہ حمامی دروازہ بند کرکے دوسرے لوگون کے ساتھ چلا گیا اور لوٹ کر آیا تو ان کو داہنے ہاتھ پر تکیہ لگائے قبلہ کیطرف منہ کئے مردہ پایا۔ انکے پاس خلیفہ منصور گیا اور اُسنے ان سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ اُنہون نے کہا کہ رعیت مین سے کوئی شخص ایسا نہین ہے جو ان مصیبتون کی جو تونے اُنکے سر لادی ہے اور اُن ظلمون کی جو

ایڑ تو نے کئے ہین شکایت نہ کرتا ہو۔ انکا قول تھا کہ بہائیون سے ملنا اور اہل اور مال کے ملنے سے بہتر ہے۔ اور بال بچون مین سے جو بہاگ جائے وہ بہاگے ہوئے غلام جیسا ہے کہ جبتک لوٹ نہ آئے اللہ اوسکی نماز قبول فرماتا ہے اور نہ روزہ۔ اور کہا کرتے تھے کہ لوگ جو کچہ میرے سامنے لاتے ہین اگر سبکو مین قبول کیا کرون تو اونکی آنکھون مین ذلیل ہو جاون گا۔

(۸۴) حسان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا معمول تھا کہ عصر کی نماز پڑہکر مسجد کے ایک گوشہ مین بیٹھکر غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جس نے رات کے قیام کو طول دیا اللہ تعالیٰ روز قیامت کے طول قیام کو اوسپر آسان کر دیگا اور جو شخص علم و عمل مین اخلاص بڑہاتا ہے لوگ اُس سے ضرور قرب بڑہاتے ہین۔ اور کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام ستر برس جنت سے نکالے جانے پر اور ستر برس اپنی چوک پر روتے رہے اور جب اون کا بیٹا قتل ہوا تو چالیس برس اوسکے لئے روئے اور سو برس تک مکہ مین مقیم رہے واللہ اعلم۔

(۸۵) عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حسن بصری وغیرہ کے ہم عصر تھے۔ انکا قول تھا کہ مومن کی مثال رحم کے بچہ کی سی ہے کہ باہر نکلنا نہین چاہتا اور جب نکل آیا تو پھر واپس جانا نہین چاہتا مومن کی بھی دنیا سے نکلتے وقت یہی حالت ہوتی ہے یہ کہا کرتے تھے کہ نان و نمک کو نہ چھوڑو کیونکہ اس سے گردون کی چربی پگھلتی اور یقین مین

زیادتی ہوتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ بندہ کی عمدہ ترین حالت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوس کی موافقت ہے۔ بس اگر دنیا مین طاعت کے لئے اوس کو باقی رکھے تو وہ اسی کو پسند کرے اور اگر اسکو اٹھا لے تو اسی پر خوش ہو جائے۔ اور ان کا قول تھا کہ جس بندہ کو دنیا مین سے کچھ عطا ہوا اور وہ کسی دوسری چیز کی خواہش کرے تو اللہ تعالیٰ اُس سے اپنے ساتھہ کی خلوت کا لطف سلب کر لیتا ہے اور قرب کو دوری سے اور اُنس کو وحشت سے بدل دیتا ہے۔ انہون نے چالیس سال تک عشا کے وضو سے چاشت کی نماز پڑہی تھی۔ واللہ اعلم

(۸۶) ابو بشر صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اوس عورت کی طرح روتے تھے جسکا بچہ مر گیا ہو اور رہبانون کی طرح ڈاڑہین مارتے تھے یہان تک کہ ان کے جوڑ بند جدا ہو جاتے تھے اور جب کبھی اِن کی نظر کسی گورستان پر پڑتی تھی تو دو دو اور تین تین دن تک مخبوط رہتے نہ بولتے تھے نہ چالتے تھے اور نہ کچھ کہاتے تھے نہ پیتے تھے۔ ان کو مردون کی باتین سنائی دیتی تھین اور یہ اونسے باتین کرتے اور وہ انسے نصیحت کی باتین کرتے تھے۔

(۸۷) ابو المہاجر بن عمرو قیسی رضی اللہ عنہ

انکا نام رباح تہا۔ یہ کہتے تھے کہ میرے کچہ اوپر چالیس گناہ ہین جنمین سے ہر ایک کے لئے مینے خدائے عز و جل سے ایک ایک مرتبہ استغفار کیا ہے لیکن اسکی مغفرت اور در گذر کے سوا کوئی امید نہین ہے انکی نصیحت تھی کہ اپنے پیٹ کو

اپنی عقل پر بھروسہ نہ دو کیونکہ دنیا تھوڑے ہی دن ہے۔ یہ ہمیشہ سدرمق ہی بھر کھاتے تھے
اور کہتے تھے کہ ذرہ برابر گوشت بھی چالیس دن تک دل کو سخت رکھتا ہے۔ انکا قول تھا کہ
پہاڑون کا اپنی جگہون سے ٹل جانا اُس سے زیادہ آسان ہے کہ ریاست کی محبت نفس
مین مستحکم ہو جانے کے بعد دور ہو جاے۔ اور کہتے تھے کہ خدا ایسے لوگون پر رحم کرے
کہ اپنے اُن بھائیون کی جو قبرون مین سوتے ہین محرابون مین بیٹھے ہوے زیارت کرتے
ہین۔ یہ تنبیہ کیا کرتے تھے کہ دیکھو صرافون کی دوکانون پر نہ کھڑے ہوا کرو کیونکہ وہ ان سود کا کھانا
ہوتا ہے۔ ان کا قول تھا کہ جب رفیق نے "میرا پیالہ" کہا تو وہ رفیق نہ رہا جبتک کہ "ہمارا
پیالہ" نہ کہے۔ یہ کہتے تھے کہ جب موسیٰؑ و خضرؑ علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو خضر
علیہ السلام نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ علم اسلئے سیکھو کہ اُسپر عمل کرو نہ اسلئے کہ کسی اور کو
سکھاؤ کیونکہ تم گھاٹے مین رہو گے اور وہ فائدہ مین رہے گا۔ اور کہتے تھے کہ جسطرح
کمزور نگاہین آفتاب کیطرف نہین دیکھ سکتین اسیطرح شیفتگان دنیا کے دل حکمت کی
روشنی کیطرف نہین دیکھ سکتے۔ اور جب تک آدمی اپنی بیوی کو بیوہ کیطرح اور اپنی
اولاد کو یتیمون کی طرح نہ چھوڑ رکھے اور کتون کی جگہون مین اپنا ٹھکانا نہ بنا دے اُسوقت
تک صدیقون کی منزلون تک نہین پہونچ سکتا۔ انکی غذا روٹی اور نمک کے سوا اور کچھ نہ تھی
اور اپنے نفس سے کہتے تھے کہ تیرے سامنے پلاؤ قورمہ اور فرش فروش دار آخرت
مین رکھا ہوا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ذکر کی مجلسون اور اپنے مالک کے ساتھ حُسن ظن
سے کبھی نہ چوکنا یہی دو نیکیان بس کرتی ہین۔

(۸۸) عطا سُلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انپر غم اور خوف غالب تھا یہانتک کہ چالیس برس تک اپنے بچھونے پر پڑے رہے نہ اُٹھ سکتے تھے اور نہ گھر سے باہر نکل سکتے تھے - پڑے پڑے اشارون سے نمازین پڑہا کرتے تھے - ایکدفعہ انہون نے تنور کو گرم کرتے دیکھا تو بیہوش ہو گئے - تین تین شبانہ یوم لگاتار روتے تھے اور دم بھر کو انکے آنسو نہ تھمتے تھے - اور جب روتے تھے تو انکے اردگرد اسقدر تری ہو جاتی تھی کہ لوگ اُسکا سبب وضو کو سمجھتے تھے حال آنکہ وہ آنسو ہوتے تھے - اور جب کسی جنازہ کے ساتھ چلتے تو راستہ مین بار ہا انکو غش آجایا کرتا تھا - اور روتے روتے جانور کے اوپر سے نیچے گر پڑتے اور پھر سوار ہو جاتے تھے - اور جب لوگون پر کوئی بلا یا مصیبت آتی تو کہتے کہ یہ سب عطاء کے سبب سے ہے کاش یہ مر گیا ہوتا تو لوگون کو آرام ملتا -

(۸۹) عتبہ بن ربان غلام رضی اللہ عنہ

انکا نام "غلام" اس سبب سے ہوا کہ عبادت مین گویا رُہبان کے غلام تھے نماس سبب سے کہ کم عمر تھے - یہ کہتے تھے کہ میرے پاس عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ فلان شخص ہمیشہ اپنے قلب کی منزلین بیان کیا کرتا ہے جنکو مین اپنے قلب مین مطلق نہین پاتا - مینے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ تم روٹی کے ساتھہ کھجورین کھایا کرتے ہو انہون نے کہا کہ کیا جو وقت مین کھجورین چھوڑ دونگا وہ حالتین پیدا ہو جائینگی مینے کہا کہ ہان - اسپر عبدالواحد رونے لگے عتبہ رضی اللہ عنہ

گورستانون اور میدانون مین رہا کرتے اور سمندر کے کنارہ کیطرف نکلجاتے اور وہین
قیام رکھا کرتے تھے اور جب جمعہ آتا تھا تو بصرہ آتے نماز جمعہ مین شریک ہوتے بھر اپنے
بھائیون کے پاس آتے تھے اونکو سلام کرتے تھے انپراوداسی چھائی رہتی تھی اور اسبارہ
مین لوگ اِن کو حسن بصری رضی اللہ کے مشابہ سمجھتے تھے جنگ روم مین ان کو شہادت
نصیب ہوئی۔ نمازِ عشا کے بعد بہت ہی تھوڑا سوتے اور بھر صبح تک کھڑے عبادت
کیا کرتے تھے۔ جمعہ کے سوا اور دنون مین کپڑے کے نیچے ٹاٹ پہنے رہتے تھے۔ اِنکا
لباس دو ملگجے کمل تھے ایک کا تہبند باندہتے اور دوسرے کو اوڑہتے تھے
اِن کا ایک گھر تھا جسپر قفل پڑا رہتا تھا اور صرف رات کو اوسے کھولتے تھے
ان کی وفات کے بعد لوگون نے اوس کو کھولا تو اوس مین ایک قبر کہدی ہوئی۔
اور ایک لوہے کی بیڑی پائی۔

(۹۰) سفیان ثوری بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگون نے انکا نام "محدیث کے امیر المومنین" رکھا تھا۔ ۹۷ھ ستانوے ہجری مین پیدا
ہوئے اور ۱۵۵ھ ایکسو پچپن ہجری مین کوفہ سے نکلکر بصرہ آئے۔ اور یہین ۱۶۱ھ
ایکسو اکسٹھ ہجری مین عالم ملکوت کو سدہارے۔ یہ اس اُمت کے بڑے عالمون عابدون
اور زاہدون مین سے تھے۔ انکا قول تھا کہ جبتک آدمی بیس سال ادب مین صرف
نکرے اُسوقت تک اوسکو علم اور حدیث کی جستجو کرنا سزاوار نہین ہے۔ اور جب علماء
بگڑ جائین تو اونکی اصلاح کون کرے اور اونکا بگڑنا دنیا کی طرف جھکنا ہے اور جب خود
طبیب ہی کو روگ لگا تو اوروں کی دوا کیونکر کریگا۔ اور جب عمامہ کا کوئی جزو تالو کے نیچے
نرہا تو وہ شیطان کا عمامہ ہے اور جو شخص قبل اسکے کہ اوسکو مجبوری ہو علم کا سر دفتر بنکر بیٹھا

اوسکو ذلت نصیب ہوگی۔ یہ دو دو اور تین تین دن تک کچھ نہ کہاتے تہے جبتک کے بہوک کا غلبہ انکے شغل عبادت مین خلل انداز نہوتا تہا۔ انہون نے عابدون مین سے ایک شخص کو یہ خط لکہا تہا۔

"بہائی جان سنو! تم اوس زمانہ مین ہو جسمین ہو تیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پناہ مانگا کرتے تہے حالانکہ جو علم اونکو تہا وہ ہمکو نہین ہے اور جیسی ثابت قدمی اُنکی تہی وہ ہم مین نہین ہے۔ پہر جب ہمنے علم کی کمی صبر کی کمی اور نیکی مین مدد کرنیوالون کی کمی کی حالتمین اوس زمانہ کو پایا جس مین فساد بہرا ہوا ہے تو ہمارا کیا حال ہوتا ہے۔ اسلئے تمکو پہلے زمانہ کی روشش کو چہوڑنا نہین چاہیئے اور مضبوطی سے اوس پر قایم رہنا چاہیئے۔ اور گمنامی اختیار کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ گمنامی ہی کا ہے۔ اور گوشہ نشینی اور لوگون سے کم ملنے کو اپنے اوپر لازم کرلینا چاہیے۔ کیونکہ پہلے لوگ جب آپس مین ملتے تہے تو ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتا تہا۔ اور آج یہ بات باقی نہ رہی اس لئے اب لوگون کو چہوڑ بیٹہنے مین نجات ہے جیسا کہ تم دیکہتے ہو۔ اور بہائی جان دیکہو اپنے آپ کو امیرون کے پاس جانے اور کسی چیز مین اون سے خلا ملا کرنے سے بچاو۔ اور تم سے کہا جائیگا کہ تم اون سے ملکر سعی سفارش کروگے کسی مظلوم کو بچا لوگے یا کسی ظلم کو موقوف کرادوگے مگر یہ سب شیطان کے دہوکے ہین۔ مولون نے اس فقرہ کو امیرون سے نزدیک ہونے کی سیڑہی اور دُنیا کو شکار کرنے کی ٹٹی بنایا ہے"

یہ کہا کرتے تہے کہ اگر لوگونکی نسبت مجہے معلوم ہوتا کہ انکو علم سے خدا مقصود ہے

تو مین اُنکے گہرون مین جاکر علم سکہیا تا مگر اُن کا مقصود تو اُس سے لوگون کا پرچانا اور یہ کہنا ہے
کہ حدثنا سفیان (حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے) اور جب ان سے لوگ
کہتے کہ ہمسے حدیث بیان کیجیے تو اُن سے کہتے کہ نہ مین تمکو حدیث سننے کے قابل
پاتا ہون اور نہ مین اپنے آپ کو حدیث بیان کرنے کے لائق اور میری اور تمہاری مثال
تو وہی ہے جو کہنے والے نے کہی ہے کہ رسوا ہوئے تو نیک بنگئے - اور انکا قول تہا
کہ فتوے دینے اور مسئلے بتانے کو اگر تمنے ترک کردیا ہے تو اُنکی جہگڑون مین مت پڑو
اور کہا کرتے تہے کہ اسوقت لوگون سے ایسی باتین ظہور مین آئی ہین کہ آدمی آرزو کرتا ہے
کہ اُن سے پہلے ہی مرگیا ہوتا تو خوب تہا اور مجہکو گمان نہ تہا کہ ہم اُنکے لئے زندہ رہینگے
اور مجھے یہ گمان نہ تہا کہ مین اس زمانہ تک زندہ رہون گا جسمین زندہ لوگون کے ذکر سے دل مردہ
ہوجاتے ہین گے اور مُردون کے ذکر سے دل زندہ ہوجاینگے اور کہا کرتے تہے کہ خدا یا چوپایون کو جب روکنا
چاہتا ہے تو وہ اپنی خواہشون سے باز رہجاتے ہین مگر مین اپنے آپ کو دیکہتا ہون کہ تیری کتاب کو
دیکہکر اپنی خواہش سے باز نہین رہتا وا ے برمن و بر خرابی من یہ کہتے تہے کہ عیسیٰ ابن
مریم علیہ الصلواۃ والسلام سے کسی نے کہا کہ مجھے نصیحت فرمایئے تو کہا کہ اپنی روٹی کو
دیکہہ کہ وہ کہان سے آئی ہے - اُن سے کسی نے کہا کہ فلان شخص مہدیؔ[1] کے پاس
جایا کرتا اور کہتا ہے کہ مین اُسکی بداعمالیون سے بری ہون تو کہا کہ واللہ اُسنے جھوٹ کہا -
کیا اُسنے مہدی کی وہ فضول خرچیان جو اُسکی پوشاک خوراک اور نوکرون پیادون اور
سوارون کی وردیون مین ہین نہین دیکہی ہین کیا اُسنے کبہی بہی اس سے کہا ہے کہ یہ

[1] بنو عباس کا تیسرا خلیفہ ابوجعفر منصور کا بیٹا اور ہارون الرشید کا باپ محرم ۱۶۹ھ مین اُنتالیس سال
کی عمر مین فوت ہوا - مترجم

تمکو جایز نہین ہین یہ مسلمانون کے بیت المال کی ہین - انکا قول تھا کہ چھیلے سائلون کا
خوش کرنا ممکن نہین ہے - اور کہتے تھے کہ مال ہمارے زمانہ مین مومن کا ہتیار ہے -
اور مین طالب علم کے لئے پسند کرتا ہون کہ خرچ سے فارغ البال ہو اسلئے کہ جب وہ
محتاج ہوگا تو بہت جلد اس پر مصیبتین آئینگی اور فوراً اُس پر لوگون کی زبانین کہلینگی اور وہ
ذلیل ہوگا - انکا قول ہے کہ شبہات مین والدین کی اطاعت نہین کرنا چاہئیے - اور
کہتے تھے کہ علم تو اسلئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اُسکے ذریعہ سے اتقا کیا جاوے اور
اسی لئے اُسکو اورون پر فضیلت ہے اور اگر یہ نہوا تو ہمین اور دوسری چیزون مین کچھ فرق
نہین ہے - اور بیمار کا اپنے بھائیون سے بیماری کی شکایت کرنا اللہ عز وجل کی شکایت
نہین ہے - مہدی سے روبرو کہتے تھے کہ ان ملازمون اور اپنے پاس
آمدورفت رکھنے والے فقیرون سے پرہیز کر تیری ہلاکت انہین کے ہاتھون پر ہے
یہ سب تیری روٹیان کہاتے تجھسے روپے لیتے اور تیری خیانت کرتے اور تیری ایسی
تعریفین بیان کرتے ہین جو تجھ مین نہین ہین - انکا قول تھا کہ امام عدل پانچ ہین ابوبکر -
عمر - عثمان - علی - اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم اور جو انکے سوا کسی اور کا نام لے
وہ حد سے گذرا ہوا ہے - لوگون نے ثوری رضی اللہ عنہ کے سارے لباس کی معہ جوتون
کے قیمت لگائی تو ایک درہم اور چار دانگ نکلی - یہ کبھی صدر مجلس مین نہ بیٹھتے تھے
بہ دیوار کے پاس دوزانو بیٹھا کرتے تھے - انکا قول تھا کہ بادشاہ کو اچھے کام کرنے کا
حکم صرف اُس شخص کو دینا چاہیئے جو امر نہی کا عالم اور انکا ہمیشہ برتنے والا اور ان مین
میانہ روی اختیار کرنے والا ہو - ان سے ایک شخص نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ لوگ
چلے گئے اور ہم پس ماندہ گدہون پر رہگئے - امیر ثوری نے کہا کہ یہ بھی بہت ہی اچھے

ہین بشرطیکہ راہ پر ہون - یہ کہا کرتے تھے کہ جب تمکو کسی علاقہ کی نسبت خبر ملے کہ وہان سستا سمان ہے تو وہان جا رہو کیونکہ اس سے تمہارا دل و دین سلامت رہے گا اور تردد کم ہو جائے گا - اور انکی نصیحت تھی کہ اگر تمہارا بھائی تمکو کھانے پر بلائے تو جب تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ اُسکے کھانے پر تمہارا قلب درست رہے گا اُسوقت تک اُسکی دعوت کو قبول نہ کرو - ایک دن انہون نے ایک شخص کو جسے حاکمون کی خدمت مین دیکھا تھا نصیحت کی تو اُسنے کہا کہ مین اپنے بال بچون کو کیا کرون - یہ سنکر کہنے لگے کہ سنتے ہو اس شخص کی باتین یہ کہتا ہے کہ اگر خدا کی نافرمانی کرے گا تو اسکے بال بچون کو روزی ملیگی اور جب اُسکی فرمانبرداری کرے گا تو وہ ہلاک ہو جائینگے - پھر کہنے لگے کہ کبھی عیالدار کا اقتدا نہ کرنا اسلئے کہ عیالدار بہت کم حلال و حرام کی آمیزش سے بچتے ہین اور شتبہ اور حرام کے کھانے مین ہمیشہ اُنکا عذر یہی ہوتا ہے کہ ہم بچے والے ہین - انکا قول تھا کہ اگر کوئی بندہ اللہ کی ایسی عبادت کرے کہ سارے حکمون کو بجالائے مگر وہ دنیا کو دوست رکھے تو قیامت کے دن سارے مجمع کے سامنے اُسکی نسبت منادی کیجائیگی کہ سنو! یہ فلان فلان کا بیٹا ہے اسنے اُس چیز کو دوست رکھا تھا جسکو اللہ تعالی نے دشمن قرار دیا تھا اُسوقت اُسکی ایسی حالت ہوگی کہ شرمندگی سے اُسکے چہرہ کا گوشت ٹپکا پڑے گا -

یہ کہا کرتے تھے کہ اگر مین دس ہزار دینار چھوڑ جاؤن جسکا محاسبہ مجھے دینا پڑے تو میرے نزدیک لوگون کی محتاجی سے یہ بہتر ہے - کیونکہ اگلے زمانہ مین مال مکروہ سمجھا جاتا تھا مگر آج تو یہ مومن کے لئے سپر ہے جو اُسکو بادشاہون اور مالدارون کی دست نگری سے محفوظ رکھتی ہے یہ کہتے تھے کہ جو شخص لوگون کا محتاج ہوگا اُسکو سوا اسکے چارہ نہو گا کہ جس چیز مین محتاج ہے اُسمین لوگون کے لئے اپنے دین کو خرچ کرے اسلئے آدمی کو اپنے قبضہ کا مال رکھنا چاہیے

انکی نصیحت تھی کہ جو شخص تمپر فوقیت جتلائے اُسکے ساتھہ سفر نہ کرو کیونکہ اگر تمنے خرچ مین اُسکی
برابری کی تو تمکو نقصان پہونچا اور اگر تمنے اُسکا احسان اُٹھایا تو اُسنے تمکو غلام بنا لیا -
اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ مین حلال خرچ بیجا کا متحمل نہین ہے - کہتے تھے کہ ایک مرتبہ
رات کو مین باہر نکلا اور آسمان کی طرف مینے نگاہ کی اسکے بعد جو دیکھا تو میرا دل غائب تھا
مین نے اپنی والدہ سے بیان کیا اُنھون نے کہا کہ تو نے آسمان کی طرف عبرت سے نگاہ
نہین کی تھی بلکہ کھیل سے - کوئی شخص انکے سامنے ہدیہ پیش کرتا تھا تو اُسکو پھیر دیتے اور
کہتے تھے کہ اگر مجھے لوگون کی نسبت معلوم ہو جاتا کہ اپنے عطیون کی وجہ سے مجھپر تفاخر
نہ کرینگے تو مین لے لیتا - اسی لئے یہ بھوکے رہتے مگر قرض نہین لیتے اور کہتے تھے
کہ یہ لوگ اسکو چھپانے کے نہین بلکہ اورون کے پاس جائینگے اور کہینگے کہ کل رات کو
ہمارے پاس سفیان ثوری آیا اور ہمسے قرض لے گیا - انکا قول تھا کہ خراسان مین اذان
دینا مکہ مین مجاور رہنے سے افضل ہے - دنیا سے پرہیز امیدون کے کوتاہ کرنے کا
نام ہے نہ موٹی جھوٹی غذا کھانے اور کھرا پہننے اور کمّل اوڑھنے کا - دنیا سے پرہیز کر اور
سورہ نہ لینا نہ دینا - جب عالم کو بادشاہ کے دروازہ پر پناہ لیتے دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ جھوٹا
ہے - اور جب امیرون کے دروازہ پر پناہ لیتے دیکھو تو سمجھ لو کہ ریائی ہے -
ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس مال ہو اور وہ دنیا سے محترز ہو اور ایک آدمی محتاج
ہو اور دنیا کا خواہشمند ہو - مجھے بہت پسند ہے کہ مین ایسی جگہہ مین ہون جہان مجھے کوئی نہ
پہچانے - جب انکے سامنے لوگ موت کا ذکر کرتے تھے تو یہ کئی کئی دن ایسی حالت مین رہتے
تھے کہ کوئی ان سے فائدہ نہین حاصل کر سکتا تھا - کہا کرتے تھے کہ جب تو نے اپنے آپ
کو پہچان لیا تو جو کچھہ تیری نسبت کہا جائیگا تجھکو اُس سے ضرر نہ پہونچے گا - ہر دشمنی کی جڑ

کمینون کے ساتھ احسان کرنا ہے - جب تم اپنے بھائی کو امامت پر حریص دیکھو تو اُسکو
پیچھے ہٹا دو - کسی بازاری ڈفالی سے کوئی چیز خریدنا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے
کہ کسی مولوی سے خریدون اسلئے کہ مولوی تمھارے روپون کے بارہ مین دلیلین نکالیگا
اور گویا مروت یا دیانت سے تمکو پورے روپے دیدیگا - مینے جب کبھی کسی مولوی کی
مخالفت کی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ میرا خون حلال کر دے گا - جب تمکو کسی مولوی سے کوئی
ضرورت پیش آئے تو اُس جیسے کسی دوسرے مولوی کی نظیر پیش نہ کرو ورنہ وہ تمھارا کام
نہ نکالے گا - کسی نے ان سے پوچھا کہ غوغا[۵۷] عربی مین کیسے آدمی کو کہتے ہین تو کہا
کہ جو لوگ اپنے علم کے ذریعہ سے دنیا ڈھونڈھتے ہین - یہ کہا کرتے تھے کہ علم کا آغاز
اُسکی جستجو ہے بعدہٗ اُسپر عمل کرنا بعدہٗ خاموش رہنا بعدہٗ اُسکا انتظار اور اگر اہل علم
اسمین خلوص برتتے تو کوئی عمل اس سے افضل نہوتا - یہ اپنے ہاتھ مین دینار لے کر
کہا کرتے تھے کہ اگر یہ نہوتے تو ہم کو لوگون کی خدمت مین کمربستہ رہنا پڑتا - اور کہا کرتے تھے
کہ دوستون کی کثرت دین مین نرمی کی دلیل ہے - اور انکا قول تھا کہ مین نہین جانتا کیا عجب
ہے کہ مجھپر کوئی بلا نازل ہو شاید مجھسے کوئی کفر سرزد ہوا ہو - یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اسپر
تعجب ہے کہ دوزخیون مین زیادہ تر عورتین ہونگی حالانکہ مردون کے اعمال عورتون سے
زیادہ تر بُرے ہین - انھون نے تین باتین اپنے آپ لازم کر لی تھین ایک یہ کہ کسی سے
خدمت نہ لین - کوئی کپڑا تہ کر کے نہ رکھین - اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھین (یعنی عمارت
نہ بنوائین) اور یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ یہ وہ زمانہ ہے جسمین تھوڑے سے خاص
لوگون کو چُن لو اور عوام کو چھوڑ دو - انکا قول تھا کہ جسنے اپنے بھائی سے اپنے آپ کو

---

[۵۷] غوغا عربی مین کمینہ اور بدوضع آدمی کو کہتے ہین ۱۲

علم وعمل مین بہتر جانا اُسکے علم وعمل کا ثواب جاتا رہا اور کیا عجب ہے کہ اُسکا بھائی اللہ تعالیٰ
کے نزدیک اُس سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ یہ جب فکر کرنا شروع کرتے تھے تو شل
سترپون کے ہوجاتے تھے کسی کی بات انکو یاد نہین رہتی تھی۔ خلیفہ ابو جعفر[۱] جب
مکہ کو روانہ ہوا تو اُسنے اپنے آگے بڑھیون کو روانہ کیا اور اُنکو حکم دیا کہ سفیان ثوری کو
جہان پاؤ سولی پر لٹکا دو چنانچہ بڑھی مکہ معظمہ پہونچے اور سولی کھڑی کرکے انکے پاس آئے
تو دیکھا کہ یہ سوتے ہین اور انکا سر فضیل بن عیاض کی اور دونون پاؤن سفیان بن
عُیینہ کی گود مین ہین بڑھیون نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ اللہ سے ڈرو اور ہمارے
دشمنون کو ہنسنے کا موقع نہ دو (یعنی ہمکو خلیفہ کا حکم تعمیل کرنے دو مورد عتاب نہ کرو)۔
اسپر سفیان ثوری نے بڑھکر کعبہ کے پردہ کو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ابو جعفر مکہ مین داخل ہوا
تو ہمکو اُس سے نجات ملگئی۔ چنانچہ وہ مکہ مین داخل ہونے سے پہلے ہی مرگیا۔ یہ
کہا کرتے تھے کہ مین ابو شعیب بدوی سے ملا تو انہون نے کہا کہ اے سفیان اللہ
تعالیٰ نے تمسے عطیہ کو روک دیا ہے اور اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ وہ تمسے بخل کرتا ہے
یا اُسکے یہان کچھ کمی ہے بلکہ اُسنے تمپر اور اپنے اختیار پر نگاہ کی ہے۔ یہ کہا کرتے
تھے کہ دونون فرشتون کو نیکیون اور بدیون کی خوشبو و بدبو معلوم ہوتی ہے جب قلب
مین یہ باتین بیٹھ جاتی ہین اسلیے جسطرح وہ تمکو نہین ستاتے تم بھی اُنکو نہ ستاؤ۔ ان سے
ایسے شخص کی نسبت پوچھا گیا جو اپنے بال بچون کے لیے کسب کرتا ہے اگر وہ جماعت
مین نماز پڑھے تو اُنکی پرداخت نہ کرسکے ایسی حالت مین اُسکو کیا کرنا چاہیے۔ انہون نے

---

[۱] بنی عباس کے دوسرے خلیفہ منصور کی کنیت ہے یہ ذیحجہ سنہ ۹۵ ہجری مین پیدا ہوا۔
اور ۶۔ ذیحجہ سنہ ۱۵۸ ہجری مین جبکہ حج کو جا رہا تھا وفات ۱۲ مترجم۔

کہا کہ انکی گزران کے لئے کسب کرے اور اکیلا نماز پڑھے - ان کا قول تہا کہ عورتون
کی کثرت دنیاداری نہین ہے کیونکہ علی رضی اللہ عنہ صحابیون مین سے بڑے زاہد تھے
حال آنکہ انکی چار بیویان اور انیس ۱۹ لونڈیان تہین - کہا کرتے تھے کہ یہ وہ زمانہ ہے جسمین
گمنام بے کہٹکے نہین ہے تو شہرت والون کا کیا پوچھنا ہے - اور انکی نصیحت تہی کہ
جب کسی بدعت کا حال سنو تو اسکو اپنے یارون سے بیان نہ کرو اور نہ اسکو اپنے دل
مین جگہہ دو - اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے اس زمانہ مین اہل سنت وجماعت کم ہوگئے
یہ کہتے تھے کہ مجھے اس امر کا پتہ کہ فلان شخص کو دنیا کی محبت ہے اس سے لگتا ہے کہ
وہ اہل دنیا کی طرف مائل رہتا اور اُن کو سلام کہلا بہیجا کرتا ہے - انکا قول تہا کہ جب تم
نماز کے وقت پڑوس کے آدمی کو سوتا ہوا پاؤ تو اسکو نماز کے لئے نہ جگاؤ کیونکہ وہ اُٹھے گا
تو لوگون کو ستاے گا اسکا سوتا رہنا ہی اچہا ہے - آن سے کسی نے کہا کہ آپ
حاکمون کے پاس کیون نہین جایا کرتے آپ انکو ظلم کرنے سے باز کہین گے نصیحتین
کرینگے اور ممنوعات سے روکین گے - اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ تم مجھ سے
ایسی فرمایش کرتے ہو کہ دریا مین تیرون بہی اور میرے پاؤن بہی نہ بہیگین - مجھے
اسکا اندیشہ ہے کہ وہ میری آؤبہگت کرینگے اور مین انکی طرف جہکون گا بس میرا عمل ہبا
ہو جاوے گا - ایک شخص نے انکے سامنے اپنی مصیبت بیان کی تو اُس سے کہا کہ
آپ تشریف لیجایئے کیا آپ کی آنکھون مین مجھسے زیادہ کوئی ذلیل نہ تہا جسکے سامنے
اللہ تعالی کا شکوہ کرتے - یہ کہتے تھے کہ علما کی تین قسمین ہین ایک تو اللہ اور اللہ
کے حکم کا عالم اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے اور اُسکے حدود کے پاس ٹہیر
جاوے - دوسرا اللہ کا عالم مگر اُسکے اوامر کا نہین - اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ سے

ڈرے مگر اُسکے حدود کے پاس نہ ٹھیرے اور تیسرا اللہ کے احکام کا عالم۔ مگر اللہ کا نہین اور اُسکی علامت یہ ہے کہ نہ اللہ کے حدود کے پاس ٹھیرے اور نہ اللہ سے ڈرے یہ اُن لوگون مین سے ہین جنسے قیامت کے دن جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تمنے اپنے پروردگار کو راضی کیا تو لوگون کو ناراض کیا اور جب انکو ناراض کیا تو تیر دن کے لئے تیار ہو بیٹھو اور میرے نزدیک اُنکے تیر دن کا نشانہ بنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی کا دین جاتا رہے۔ اور کہتے تھے کہ جب قرآن پڑہنے والے کو دیکھو کہ اُسکے پڑوسی اُس سے محبت رکھتے ہین تو سمجھ لو کہ وہ دین مین ڈھیل ڈالنے والا ہے۔ انکے مناقب بہت ہین اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

(۹۱) امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہین۔ انکا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ عبد مناف تک جاکر ملتا ہے۔ یہ غزہ[۱] مین پیدا ہوئے اور دو برس کی عمر مین مکہ معظمہ لائے گئے۔ چون برس کی عمر پائی اور چار سال مصر مین ٹھیرے بعدہ مصر ہی مین ۲۰۴ھ دو سو چار ہجری مین شب جمعہ کو مغرب کے بعد قضا کی۔ انہون نے اپنی والدہ کے دامن عاطفت مین تنگ حالی اور عسرت کے ساتھہ نشو و نما پایا۔ یہ بچپن ہی سے علماء کے جلسون مین بیٹھتے اور جو کچھہ اُن سے حاصل کرتے اُسکو ہڈیون وغیرہ پر لکھہ لیا کرتے تھے کیونکہ کاغذ خریدنے کا مقدور نہ تہا اسطرح سے اُنہون نے

[۱] غزہ بالفتح فلسطین کا ایک شہر ہے ہاشم بن عبد مناف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد نے یہین وفات پائی تھی۔ ۱۲ مترجم

اتنے نوشتے جمع کیے کہ خیمے بھر گئے کہ معظمہ مین مسلم بن خالد زنگی سے علم فقہ سیکھتے اور خیف[۵۱] کے درہ مین رہا کرتے تھے - اسکے بعد مدینہ طیبہ آئے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑا اور اُنکو موطا زبانی سنائی جس سے انکو حیرت ہوئی اور اُنھون نے کہا کہ خدا سے ڈرتے رہو تم کچھ ہوتے نظر آتے ہو - جسوقت شافعیؒ امام مالک کے پاس آئے تھے تو تیرہ برس کے تھے - مدینہ طیبہ کے بعد یمن چلے گئے جہان انکے چچا قاضی مقرر ہوئے تھے یہان انکی شہرت ہوئی - پھر عراق پہونچے اور علمی مشاغل مین سخت کوشش کرنے لگے - امام محمد بن الحسن اور اور لوگون سے مناظرے کئے علم حدیث کو پھیلایا اپنا مذہب قائم کیا سنت کے پشت پناہ بنے - اور اُس سے احکام استخراج کیے - بہت سے عالمون نے اُن مذہبون کو چھوڑ کر جنپر وہ تھے انکا مذہب اختیار کیا - پھر سنہ ۱۹۹ ایکسو ننانوے ہجری کے آخر مین مصر روانہ ہوئے اور یہان اپنی جدید کتابین تصنیف کین اور تمام ملکون سے لوگ سفر کرکے انکے پاس آنا شروع ہوئے ربیع بن سلیمان[۵۲] کہتے ہین کہ مینے امام شافعی کے دروازہ پر سات سو اریان ان لوگون کی دیکھی تھین جو انکی کتابین خود ان سے سننے کو آئے تھے تاہم وہ کہا کرتے تھے کہ جب کوئی صحیح حدیث ملجائے تو وہی میرا مذہب ہے اور انکا قول تھا کہ مین چاہتا ہون کہ لوگ اس علم کو اس شرط پر مجھسے حاصل کرین کہ اُسکا ایک حرف بھی میری طرف منسوب نکرین۔

۵۱ خیف بالفتح جاے فروتر از درشتی کوہ و بلند تر از سیل آب - و ہر نشیب و بلندی و دو سے کوہ و سپیدی در کوہ سیاہ و کہ پس ابو قبیس ست - منتہی الارب -

۵۲ امام شافعی کے اصحاب مین ایک ربیع بن سلیمان مرادی تھے جنھون نے سنہ ۲۷۰ ہجری مین رحلت کی اور دوسرے ربیع بن سلیمان جیزی جنھون نے سنہ ۲۵۶ مین رحلت کی مترجم

ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاری کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کی یہ دعا
قبول فرمائی کیونکہ اون کے مذہب مین جب سے جاتے ہین تو اون کے اصحاب
ہی کا قول یعنی جہان دیکھو وہان یہی پایا جاتا ہے کہ رافعی نے یہ کہا ہے۔ نووی نے یہ
کہا ہے۔ زرکشی نے یہ کہا ہے وعلیٰ ہذا۔ امام شافعی کہا کرتے تھے کہ مین دل سے چاہتا
تہا کہ جب کسی سے مناظرہ کرون تو اللہ تعالیٰ حق بات کو اوس سے ظاہر کرا دے۔
ان کا قول تہا کہ علم کی طلب نفل نماز سے بہتر ہے۔ اور جو کوئی آخرت چاہے اوس کو علم
مین خلوص برتنا لازم ہے۔ اور اپنے آپ پر سب سے بڑا ظلم کرنیوالا وہ ہے جو ایسے شخص
سے فروتنی کرے جو اوس کی عزت نہ کرے اور ایسے شخص کی محبت کی رغبت کرے
جو اوس کو نفع نہ پہنچائے اور ایسے شخص کی مدح کو قبول کرے جو اوس کو نہ پہچانے۔ اور
علما کے لئے فقر و قناعت اور ان پر راضی رہنے سے زیادہ کوئی زینت نہین ہے۔
اور کہا کرتے تھے کہ مین نے بیس سال تک صوفیون کی صحبت اوٹھائی مگر مجھے اون کی
صحبت مین یہی دو باتین ملین "وقت تلوار ہے" اور "بہترین عصمت نایافت ہے"
جو چاہتا ہو کہ اوس کے حق مین عمدہ فیصلہ ہو اوس کو لوگون کے ساتھ حسن ظن رکھنا
چاہئے۔ رسب سے ظاہر چیز انسان مین اوس کی کمزوری ہے اس لئے جو شخص اپنی کمزوری
پر نظر رکھے گا اللہ کیساتھ سیدہا رہنا اوسکو نصیب ہوگا جسنے غرور نفس کیساتھ علم حاصل کیا وہ ناکام رہا اور
جسنے نفس کی خواری اور علما کی خدمت کے ساتھ علم حاصل کیا وہ کامیاب ہوا۔ ریاست ملنے سے پہلے دانشمندی حاصل
کرو کیونکہ جب تمکو ریاست مل گئی تو دانشمندی حاصل کرنے کا کوئی رستہ نہ رہا۔ علم کے
مسئلون کی خوب چہان بین کرو ایسا نہ ہو کہ اوس کی باریکیان ہاتھ سے چلی جائین۔ عالمون
کا حسن نفس کی فیاضی ہے اور علم کا سنگار پرہیزگاری و بردباری ہے۔ علما

کے لئے کوئی عیب اس سے بدتر نہین ہے کہ جن چیزون سے بچنے کیلئے اللہ نے
اون کو کہا ہے اون کی رغبت کرین جو پا کر لیا گیا وہ علم نہین ہے علم تو وہ ہے جو فائدہ پہنچائے
عالمون کا افلاس اختیاری ہے اور جاہلون کا اضطراری۔ علم مین ریاکاری سنگدل بناتی
اور کینے پیدا کرتی ہے۔ لوگ اس سورہ سے غافل ہین والعصر ان الانسان لفی خسر الخ
(عصر کی قسم کہ آدمی گھاٹے مین ہین) امام شافعیؒ نے رات کے تین حصے کر کے تھے
پہلی تہائی مین لکھتے۔ دوسری مین نماز پڑہتے۔ اور تیسری مین سوتے تھے۔ اور ایک
اور روایت مین ہے کہ رات کو بہت ہی تھوڑا سوتے تھے۔ اور ہر روز قرآن کا ایک ختم کرتے
تھے۔ اور کہتے تھے کہ مین نے کبھی جھوٹ نہ بولا۔ کبھی اللہ کی قسم نہ کھائی نہ جھوٹی نہ سچی
کبھی جمعہ کا غسل ترک نہ کیا نہ جاڑون مین نہ سفر مین اور نہ حضر مین۔ اور سولہ برس سے
کبھی سیر ہو کر روٹی نہ کھائی مگر ایکمرتبہ سو اوس کو بھی فوراً قے کر کے نکالدیا۔ ان کا قول تھا کہ
دنیا کی فضول کی طلب ایک عذاب ہے جسمین اللہ تعالیٰ اہل توحید کو مبتلا فرماتا ہے۔ یہ
عصا ٹیک کر چلا کرتے تھے اور اس کی وجہ پوچھی گئی تو کہا کہ اس لئے کہ مجھے یاد رہے کہ
مین دنیا سے سفر کرنے والا ہون۔ ان کا قول ہے کہ جس پر دنیا کی خواہش شدت سے
غالب ہوگی اوس کو ضرور اہل دنیا کی غلامی کرنی پڑے گی۔ جو گداگری پر راضی ہوگا اس سے
خدا کی فرمانبرداری جاتی رہے گی۔ جو چاہتا ہو کہ اللہ اوس پر نور قلب کا دروازہ کھولدے
اوس کو خلوت مین بیٹھنا۔ کم کھانا۔ کم عقلون سے ملنے جلنے کو چھوڑنا اور ایسے علم والون
کو جن کا مقصود اپنے علم سے محض دنیا ہے دشمن سمجھنا لازم ہے۔ عالم کے لئے اپنے
اعمال مین سے کوئی ایسا وظیفہ ضرور رکھنا چاہیے جسکو اوسکے اور خدا کے سوا کوئی نجانے
کوئی شخص چاہے جتنی کوشش کرے۔ کوئی تدبیر نہین ہے کہ سب کو خوش رکھ سکے

اس لئے بندہ کو چاہیے کہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ صاف رکھے۔ خلوص ہی
والے ریا کو پہچانتے ہین۔ اگر کوئی شخص سب سے زیادہ عاقل کے بارے مین وصیت
کرے تو زاہدون ہی پر وہ وصیت جاری ہوگی۔ چوپاون کی روک تھام سے آدمی کی
روک تھام بہت زیادہ مشکل ہے۔ عاقل وہ ہے جس کی عقل نے اوس کو ہر برائی سے
باندہ رکہا ہے[۱] اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ٹھنڈے پانی سے میری مروت کم ہو جائے گی تو مین نہ
پیتا۔ مروت والے مشقت مین رہا کرتے ہین۔ جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ اوسکا خاتمہ بخیر
کرے۔ اوس کو لوگون کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے۔ چالیس برس تک مین نے
توقف کیا اور میرے جن بہائیون نے شادیان کی تھین اون سے اون کی شادیون کا
حال پوچھتا رہا۔ مگر اون مین سے کسی ایک نے بہی نہ کہا کہ شادی مین کبہی کوئی بہلائی
دیکہی۔ وہ شخص تیرا بہائی نہین ہے جس کی مدارات کی تجھے ضرورت پڑے۔ بہائی کی
محبت مین سچے ہونیکی علامتین یہ ہین کہ اوس کے عذرون کو مان لے۔ اوسکی خرابیون
کو رو کے اور اوس کی لغزشون کو معاف کر دے۔ دوست کی علامت یہ ہے کہ اپنے
دوست کے دوست کا دوست ہو۔ کوئی خوشی بہائیون کی صحبت کی خوشی کی برابری نہین
کر سکتی اور نہ کوئی غم اون کی جدائی کے غم کا۔ اوس سے مشورہ نہ کرو جس کے گھر مین آٹا
نہو۔ بہائی کی مروت پر بہروسا کر کے اوس کا حق بجالانے مین کمی نہ کرو اور اوس شخص کی
طرف رخ نہ کرو جو آسانی سے تمکو ٹال دے۔ جسنے تمپر احسان کیا اوس نے تمکو باندہ لیا اور
جسنے تمپر ظلم کیا اوس نے تم کو رہا کر دیا جسنے اورون کی چغلی تم سے کہائی۔ اوس نے تمہاری

[۱] اس جملہ مین جو لطف خوبی ہے وہ ترجمہ مین نہین آ سکتی اسلئے کہ "عقل" کے لغوی معنی پاؤن مین "عقال"
یعنی بندہن ڈالنے کے ہین اور امام صاحب نے وہی فعل استعمال کیا ہے جسکا ترجمہ باندہ رکہنا کیا گیا۔ ۱۲

چغلی اورون سے کمائی - اور جو شخص ایسا ہو کہ جب تم اوس کو خوش کرو تو تمہارے ایسے اوصاف بیان کرے جو تم مین نہین ہین تو جب وہ تم سے ناخوش ہوگا تو ایسی برائیان بہی کرے گا جو تم مین نہین ہین - جس نے اپنے بہائی کو چپ چاپ سمجہایا اوس نے اوسکو درست کیا اور نصیحت کی اور جس نے اوسکو علانیہ سمجہایا اوسنے اوس کو بنایا اور فضیحت کی جس نے اپنے آپ کو اپنی اصلی قیمت سے بڑہ کر دکہایا اوس کو اللہ تعالی نے اوسکی اصلی قیمت پر پہنچایا - جس نے جہوٹ سے اپنی زیبایش کی اوسکا پردہ فاش ہوا - کمبخت کمینون کے اخلاق مین سے ہے - قناعت سے راحت ہے - سب سے بڑا رتبہ اوسکا ہے جسکو اپنے رتبہ کا خیال نہین ہے اور سب سے زیادہ فضیلت اوس مین ہے - جو اپنی فضیلت کو نہین دیکہتا - جس نے اپنا راز چہپایا اپنے معاملہ کو اپنے ہاتہہ مین رکہا - جس شخص کی خطا کی ہنسی اوڑائی گئی ضرور اوسکا صواب ہونا دل مین بیٹہا - دنیا کی فراخ حالی تنگ حالی ہے - اور اوسکی تنگ حالی فارغ البالی - دل کہولکر ملنا برے ہمنشینون کو اپنی طرف کہینچتا ہے اور رک کر ملنا لوگون کو دشمن بناتا ہے اس لئے بیچ مین رہنا چاہئے - جس شخص کی مین نے اوسکے رتبہ سے زیادہ تعظیم کی اوس نے اوسیقدر میری قدر گہٹائی جسقدر مینے اوسکی قدر بڑہائی غلام مین وفا نہین اور کمینہ مین شکر نہین - جسمین ننگ نہو اوسکی صحبت قیامت مین ننگ کا باعث ہوگی اور جو کمینہ نہین رہیگا کمینہ کہلائیگا - جو کان سے سنیگا وہ نقال ہوگا اور جو دل سے سنے گا وہ صاحب جاہل ہوگا اور جو اپنے فعل سے نصیحت حاصل کریگا وہ راہنما و باکمال ہوگا - اسباب نوشتخواند کے بغیر علم کی مجلس مین جانا اور چادر کے بغیر پانی سے عبور کرنا اور روڈونگے کے بغیر حمام مین جانا عورت کا مال لینے کے لئے شوہر کا اوس کی خوشامد کرنا ذلت ہے - احمق کی مدارات کا نتیجہ سمجہ سے باہر ہے - جس نے قاضی کا عہدہ قبول کیا اور محتاج نہوا وہ چور ہے - عالم کے ساتہ ایک

جاہل کا رہنا ضرور ہے تاکہ اوس سے دل بہلایا کرے۔ جسنے خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔ یہ نہایت سخی تھے یمن سے دس ہزار دینار ساتھ لائے اور مکہ معظمہ کے باہر اپنی راوٹی نصب کرائی لوگ آنا شروع ہوئے اور جبتک سبکو نہ بانٹ لیا وہان سے نہ ٹلے اور جب کوئی شخص انسے سوال کرتا تھا تو شرم سے خود انکا چہرہ سرخ ہوجاتا تھا ڈاڑہی مین مہندی کا خضاب کرتے تھے اسلئے اکثر بہت سرخ رہتی تھی اور کبھی پیروی سنت کے لئے زرد بھی رکھتے تھے۔ اکثر بیماریون مین مبتلا رہتے تھے جنمین سے ایک بواسیر تہی۔ اسکی وجہ سے ہمیشہ خون آیا کرتا تھا۔ اور جب کبھی حدیث پڑہانے کو بیٹھتے تھے تو نیچے طشت رکہا جاتا تھا جسمین خون کے قطرے ٹپکا کرتے تھے۔ یونس بن عبد الاعلی کہتے ہین کہ مین نے کسی شخص کو نہین دیکہا کہ اوسنے بیماریون سے اتنی مصیبتین جہیلی ہون جتنی امام شافعیؒ نے جہیلی تہین۔ لباس مین کفایت شعار تھے انکی انگوٹھی پر یہ عبارت کندہ تہی کفی باللہ ثقۃ لمحمد بن ادریس (محمد بن ادریس کے بھروسہ کیلئے اللہ بس ہے) ہیبت دار تھے اور انکی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ اگر یہ دیکھتے ہوتے تو ان کے یاران ہمدم پانی نہین پی سکتے تھے۔ کندہے پر چادر آڑہی پڑی رہتی تہی۔ تکیہ لگاکر مسند پر بیٹھا کرتے تھے اور نیچے دو تلوارین پڑی رہتی تہین۔ کہا کرتے تھے کہ مین ہر مسلمان کے لئے پسند کرتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بہیجا کرے۔ اور اس حدیث کے متعلق الیس منا من لم یتغن بالقران (کہ جو قرآن مین غنا نہ کرے وہ ہم مین سے نہین ہے) کہتے تھے کہ اوسکو دردانگیزی و ترنم کے ساتھ پڑہنا چاہیئے۔ اور انکا قول تھا کہ جب مین اصحاب حدیث مین سے کسی کو دیکہتا ہون تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے کسی کو دیکہا۔ اور اگر مین کسی بدعتی کو ہوا پر اڑتے بہی دیکہون تو اوسکو نہ مانون۔ اور جسنے اپنے آپ کو محفوظ نہ رکہا اوس کو علم نے کچہ فائدہ نہ دیا۔ جب وہ کوئی لونڈی خریدتے تھے تو

تو اوس سے شرط کر لیتے تھے کہ مین تیرے پاس نہ بیٹھونگا۔ کیونکہ یہ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ انکا مقولہ تہا کہ فیاضی و سخاوت دنیا و آخرت کے عیبون کو ڈہانکتی ہین۔ بشرطیکہ اُن مین بدعت کی آمیزش نہو۔ اور جسکو غصہ دلایا جائے اور وہ غصہ نہو وہ مسود ہوتا ہے۔ اور جو منایا جائے اور نہ منے وہ شیطان ہے۔ اور کانے۔ بہینگے۔ لنگڑے۔ کُبڑے اور اوس شخص سے جس کے رنگ مین سپیدی پر سرخی غالب ہو اور کوسج (بے ریش و بروت) اور اوس شخص سے جسکے اعضا مین کوئی عیب ہو بچنا چاہیئے کیونکہ اوسمین کجی ہوگی اور اُس سے نباہنا دشوار ہوگا۔ اور جو ریاست کا خواہان ہوا ریاست اوس سے بہاگی۔ اور انکا قول ہے کہ اپنی عمر بتانا خلاف مروت ہے اسلئے کہ اگر کم عمر ہے تو لوگ اوسکو چہوٹا سمجھین گے اور اگر اوسکا سن زیادہ ہے تو لوگ اوسکو بوڑہا جانین گے۔ جو شخص تمپر ستم کرے اوسکے ساتھ نرم رہو۔ کیونکہ صاف دل بہت تہوڑے ہوتے ہین۔ جسکے کپڑے صاف ستہرے ہونگے اوسکا غم کم ہوگا۔ جس سے اچھی بو آئے گی اوسکی عقل بڑہے گی۔ جسکو مینے نصیحت کی اور اُسنے مان لی اوسکا رُعب مجھپر بیٹہا اور اوسکی دوستی کا مین معتقد ہوا اور جس نے میری نصیحت نہ مانی وہ میری آنکھون سے گرا اور مینے اُس سے کنارہ کیا۔ ربیع لکھتے ہین کہ جس شب کو امام شافعی نے وفات پائی اوسی رات کو مین اونکے پاس گیا اور مین نے اونسے پوچہا کہ آجکا دن کیسا گذرا تو کہا اس حال مین کہ دنیا سے چلنے کی بہائیون سے چہوٹنے کی موت کا پیالہ پینے کی اپنے بُرے اعمال سے ملنے کی اور بڑے صاحب کرم کے پاس حاضر ہونیکی تیاریان ہو رہی ہین۔ انکے مناقب بہت اور مشہور ہین۔ واللہ اعلم۔

(۹۲) امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قد لانبا۔ سر بڑا اور گنجا تہا سر اور ڈاڑہی بہت سفید تہی۔ انکا لباس عمدہ عدنی کپڑون

کا ہوتا تہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین پڑہانے کو بیٹھتے تو پہلے غسل کرتے
اور بخور (دہونی) سے بدن اور کپڑون کو بساتے اور خوشبو ملتے تہے۔ اور لوگونکو منع کرتے تہے
کہ آواز بلند نہ ہونے پائے۔ گہر کے اندر اونکا مشغلہ قرآن مجید کا دیکھنا اور اوسکی تلاوت تہی
سلاطین ان سے ڈرتے تہے۔ مونچہ منڈانے کو مکروہ و معیوب سمجھتے اور اوسکو (مثلہ)
یعنی ناک کان کٹانے کے مشابہ جانتے تہے۔ یہ کہا کرتے تہے کہ مجہے خبر ملی ہے کہ قیامت کے
دن عالمون سے بہی وہ ہی بازپرس ہوگی جو نبیون سے اور اونکا قول تہا کہ مسجد مین منافقون
وہ ہی مثال ہے جو چڑونکی پنجرون مین جہان دروازہ کہلا اور یہ اوڑے پچیس برس تک گہر
مین رہے اور نماز کی جماعتون مین شریک نہ ہوئے لوگون نے پوچہا کہ آپ باہر کیون نہین
نکلتے تو کہا کہ اس ڈر سے کہ مین کوئی بُری بات دیکہون جسکے مٹانے کی مجہے حاجت ہو۔
مین کہتا ہون کہ اونکے لئے یہ اسلئے جائز رکہا گیا کہ یہ مجتہد تہے اور اگر کوئی اور شخص ایسا کرتا تو اُس
کے لئے جائز نہ رکہا جاتا۔ ان کا قول تہا کہ جب آدمی نے اپنی تعریف آپ کی تو اوسکی رونق
جاتی رہی۔ یہ جب کسی مسئلہ مین "ہان یا نہین" کہتے تہے تو کوئی یہ نہین پوچہتا تہا کہ آپ
کہان سے کہتے ہین۔ انہون نے نوسو اُستادون سے علم حاصل کیا تہا جنمین سے تین سو
تابعی تہے۔ یہ کہا کرتے تہے کہ روایتون کی کثرت سے علم نہین آتا وہ تو ایک نور ہے جو اللہ تعالی
قلب مین اوتارتا ہے۔ ان سے کسی نے پوچہا کہ علم کی تلاش کے بارہ مین آپ کیا کہتے
ہین انہون نے کہا کہ عمدہ و خوب ہے مگر دیکہ لینا چاہئے کہ صبح سے شام تک کیا کرنا پڑیگا۔
تب اُسکو اختیار کرنا چاہئے۔ جعفر بن سلیمان نے جب ان کو طلاق مجبور کے مسئلہ مین
پٹوایا اور اونٹ پر سوار کرایا تو ان سے کہا کہ تم اپنے اوپر آپ منادی کرتے پہرو چنانچہ یہ کہتے جاتے
تہے کہ سنو جو شخص مجہے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہی ہے اور جو نہین پہچانتا وہ جان لے کہ مین

اُنس کا بیٹا مالک ہون مین کہتا ہون کہ مجبور کی طلاق کوئی چیز نہین ہے۔ یہ خبر جب جعفر کو پہنچی تو اوس نے حکم دیا کہ جاؤ اون کو اوتار دو۔ انکا قول تھا کہ جو علم کا طالب ہو اوس کے لئے وقار دلی سکون اور خدا کا خوف لازمی ہے۔ اور عالم کو نہین چاہیئے کہ جو شخص اسکو نہ مانتا ہو اوس کے سامنے علم کی باتین کرے کیونکہ اسمین علم کی ذلت واہانت ہے۔ مدینہ طیبہ کی گلیون مین ننگے پاؤن اور پیادہ پہرتے اور کہتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس خاک مین اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اوسکو مین جانور کے سمون سے روندون امام مالک نے مُطَرِّف[عہ] سے پوچھا کہ لوگ میری نسبت کیا کہتے ہین تو انہون نے کہا کہ دوست تو تعریف کرتے ہین اور دشمن نام دہرتے ہین۔ اسپر امام صاحب نے کہا کہ ہمیشہ لوگون کی یہی حالت رہی ہے سب کے دوست بہی ہوتے آئے ہین اور دشمن بہی لیکن مین اس سے پناہ مانگتا ہون کہ سب ایکزبان ہون۔ انسے کسی نے الرحمٰن[عہ] علی العرش استویٰ کا مطلب پوچھا تو پسینے پسینے ہو گئے اور سر نیچے کر لیا اور جو لکڑی ان کے ہاتھ مین تھی اوس کو ٹھکرانے لگے پہر انہون نے سر اوٹھایا اور کہا کہ اوسکی کیفیت عقل مین نہین آسکتی اور خدا کا استویٰ (عرش پر براجنا) نامعلوم نہین اور اسپر ایمان لانا واجب اور اس کے بارہ مین پوچھنا بدعت ہے اور میرا گمان ہے کہ تو بدعتی ہے۔ اور اوس کو نکلوا دیا سنہ ۹۳ھ ترانوے ہجری مین پیدا ہوئے اور سنہ ۱۷۹ھ ایکسو اوناسی ہجری مین اس دنیا سے جدا اور بقیع مین دفن ہوئے۔

عہ بروزن معظم بن عبد اللہ بن مطرف۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والے اور بخاریؒ کے شیخ تھے سنہ ۲۱۰ھ دوسو دس ہجری مین فوت ہوئے۔ ۱۲

عہ رحمٰن جو عرش پر براج رہا ہے۔ پارہ ۱۶، رکوع ۱۰ (سورہ طٰہٰ آیت ۵۔)

(۹۳) امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنہ۸۰ اسی ہجری مین ان کی ولادت باسعادت ہے اور سنہ۱۵۰ ایکسو پچاس ہجری مین رحلت ہے سنہ۱۵۰ بغداد مین ستر برس کی عمر مین انہون نے قضا کی۔ ان کے زمانہ مین صحابہ مین سے چار بزرگ موجود تھے۔ انس بن مالک عبداللہ بن ابی اوفیٰ سہل بن سعد اور طفیل جنکی وفات سب کے بعد واقع ہوئی ہے۔ مگر امام صاحب نے انمین سے کسی سے علم اخذ نہین کیا۔ مروان کے زمانہ مین قاضی کا عہدہ قبول کرنے کیلئے انپر جبر کیا گیا اور انکے سر پر سخت مار پڑی مگر انہون نے نہ قبول کیا پر نہ کیا اور جب رہائی پائی تو کہتے تھے کہ مجھے مار سے زیادہ اپنی والدہ کے غم کا صدمہ تھا۔ امام احمد حنبل جب کبھی اس واقع کا ذکر کرتے تو روتے اور اُن پر افسوس کرتے تھے۔ بعد کو ابو جعفر نے ان پر دباؤ ڈالا اور کوفہ سے بغداد پکڑ بلایا۔ مگر امام صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ مین قاضی نہ بنون گا۔ تب اوسنے ان کو قید کیا اور قید ہی مین قید ہستی سے رہائی پائی۔ ابو جعفر منصور نے کئی مرتبہ قید خانہ سے بلوا کر ان کو دھمکایا مگر یہی کہتے رہے کہ اے منصور خدا سے ڈر اور ایسے آدمی کو مقرر کر جس کو خدا کا خوف ہو واللہ مین تو خوشنودی کی حالت مین بے کھٹکے نہین ہون پھر غصہ کی حالت کا کیا پوچھنا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دو یا تین دن تک یہ قاضی رہے پھر چھ دن بیمار رہ کر قضا کر گئے۔ اور ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ منصور نے ابو حنیفہ سفیان ثوری مسعر[1] اور شریک[2] کو قاضی مقرر کرنے کو بلوایا۔ اسپر ابو حنیفہ نے کہا کہ مین سب کے بارہ مین قیاس دوڑاتا ہون کہ کس کا کیا حال ہوگا۔ مین تو حیلہ کر کے چھوٹ جاؤن گا۔ اور مسعر

---

[1] انکا ترجمہ نمبرہ۹ پر آیندہ آتا ہے۔ [2] بن شہاب و شریک بن عبداللہ تابعیان اند۔ ۱۲ منتہی الارب

بے وقوف بنکر نکل جائینگے۔ اور سفیان بھاگ جائینگے۔ اور شریک دام مین پھنس
جائینگے۔ چنانچہ جو انھون نے کہا تھا وہی ہوا مسعر نے اپنے آپ کو اصطلح بیوقوف
بنایا کہ جب منصور کے دربار مین حاضر ہوئے تو اوس سے پوچھا کہ تمھارا مزاج کیسا ہے
تمھارے بال بچے تو اچھے ہین تمھارے گدہون کا کیا حال ہے۔ تمھارے جانور کس
طرح ہین منصور نے کہا کہ اس کو نکال دو یہ سڑی ہے اور سفیان نے جب
شریک کی نسبت سنا کہ انھون نے قبول کر لیا تو اون کو چھوڑ دیا اور کہا کہ تم بھاگ
سکتے تھے مگر نہ بھاگے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خوش پوشاک تھے اور اِن کے جسم سے
خوشبو آتی تھی بڑے سخی اور اپنے بھائیون کی عمدہ طور پر غمخواری کرنے والے تھے اور
جب سامنے سے آتے ہوتے یا اپنے گھر سے نکلتے تھے تو خوشبو سے پہچانے جاتے
تھے۔ کہتے تھے کہ مین نے کبھی کوئی ایسی نماز نہ پڑہی جس مین اپنے اوستاد حماد
اور ہر ایسے شخص کے لئے جس سے مین نے کوئی علم سیکھا یا جس کو مین نے پڑہایا
دعا نہ کی ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ لوگ فقہ مین امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
کے بال بچے ہین یہ راتون کو نہین سوتے تھے اور نماز کی کثرت کے باعث لوگون
نے اِن کا نام "میخ" رکہا تھا۔ اور چالیس برس تک انہون نے عشا کے وضو سے
صبح کی نمازین پڑہی تھین اپنے مقروض کی دیوار کے سایہ مین نہ بیٹھتے اور کہتے تھے کہ جس
قرض سے کوئی نفع حاصل ہو وہ سود ہے اور عموماً راتون کو ہر رکعت مین سارا قرآن
پڑہا کرتے تھے اور اون کے گریہ کی آواز سُنکر اون کے پڑوسیون کو اون پر ترس آتا
تھا جس جگہ انھون نے رحلت کی وہان انھون نے سات ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا تھا
اور عبداللہ ابن المبارک خود ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہتے ہین کہ انھون نے

چالیس برس تک پانچون نمازین ایک ہی وضو سے پڑہی تہین - وہ ہمیشہ ظہر اور عصر
کے بیچ مین اور جاڑون مین اول شب مین ایک گھنٹہ سویا کرتے تہے - ان کا قول
تہا کہ جب قاضی نے رشوت لی تو وہ معزول ہوگیا گو حاکم اوس کو معزول نہ کرے - اِن
سے کسی نے پوچہا کہ علقمہ؏ و اسود؏ مین سے کس مین زیادہ فضیلت تہی تو کہا کہ
ہم کو اس کی لیاقت نہین ہے کہ اون کا ذکر بہی کرین چہ جائیکہ ہم اون کے درمیان
مین فیصلہ کرین - امام صاحب کہتے تہے کہ مین نے عطاء؏ کو کہتے سنا کہ کوئی مقرب
فرشتہ اور کوئی مرسل نبی ایسا نہین ہے جس پر خدا کی حجت نہو چاہے وہ اوس
پر عذاب کرے اور چاہے معاف کرے اور کہتے تہے کہ مرجیہ فرقہ (جس کے لفظی
معنی ہین تاخیر مین ڈالنے والا) کا یہ نام اس سبب سے ہوا کہ ان سے نافرمانون
کے بارہ مین پوچہا گیا کہ آخرت مین اِن کا ٹہکانا کہان ہوگا تو اِن لوگون نے کہا کہ اِن کا
معاملہ اللہ کے ساتہ ہے اس لئے اِن کا نام مرجیہ پڑگیا کہ انہون نے نافرمانون
کو خدا پر ڈال دیا کیونکہ کافر جہنم مین ہون گے اور ایمان والے جنت مین - اِن کے
پڑوس مین ایک یہودی رہتا تہا جس کے پاخانہ کا پانی اِن کے گہر مین ٹپکا
کرتا تہا - جسکو یہ بیس برس تک روزانہ اپنے گہر سے اوٹہا کر گہورے پر پہینک آیا
کئے اور کبہی یہودی کو اسکی خبر نہ ہوئی - لیکن جب اوس کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ رویا
اور اون کے پاس آکر مسلمان ہوگیا - اِن کا قول تہا کہ اگر کوئی بندہ دنیا تک اللہ تعالیٰ
کی عبادت کرے کہ اس ستون جیسا ہوجائے مگر اوس کو اس کی خبر نہو کہ وہ جو کچہ
کہاتا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے تو اوس کی عبادت قبول نہ ہوگی - اِن کا قول

؏ ؏ دیکہو ترجمہ نمبر ۲۲ و نمبر ۹۰ ؏ مشہور تابعی تہے جنکا ترجمہ نمبر ۷۰ پر درج ہے ۱۲

تہا کہ پچاس برس تک مین لوگون کے ساتھ اوٹہتا بیٹھتا رہا مگر مین نے ایک آدمی بہی
نہ دیکھا جس نے میرا کوئی گناہ معاف کر دیا ہو یا اوس سے مین نے یاری گٹھ کر لی
ہو تو اوس نے مجھ سے میل کیا ہو یا میرا کوئی عیب چھپایا ہو یا جب وہ غصہ ہوا ہو تو مجھے
اپنے بارہ مین اوس سے اطمینان ہوا ہو پہر اِن لوگون مین مشغول رہنا بہت بڑی
حماقت ہے اور یہ کہا کرتے تہے کہ اگر تم دنیا کو اور کسی وجہ سے بری نہین سمجھتے تو
اس سبب سے تو بری سمجھو کہ اس مین اللہ تعالیٰ کی نافرمانیان ہوتی ہین اور روٹی کے
ساتھ نمک شہوت پرستی ہے۔ رحلت کے بعد ایک شخص نے اِن کو خواب مین
دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا انہون نے کہا کہ مجھے بخش دیا۔
تب اوس نے پوچھا کہ کیا علم کے سبب سے۔ تو کہا کہ واحسرتا! علم کے سبب سے آداب
اور اوس کے لیے بہت سی شرطین ہین جنکو بہت تھوڑے بجا لاتے ہین۔ پہر اوس نے
کہا کہ آخر کس سبب سے بخشا تو امام صاحب نے کہا کہ اس وجہ سے کہ لوگ مجھپر وہ
عیب دہرتے ہین جو مجھ مین نہین ہین۔ اِن کا قول ہے کہ جو اپنی شرمگاہ کو ہلکا سمجھا وہ
اپنے دین کو ہلکا سمجھا اور اگر بندہ اپنے گمان کی نسبت لب نہ ہلائے تو اوس پر کوئی
گناہ نہین ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ دنیا مین پرہیزگار فقیہ سے بڑھکر کوئی صاحب عزت
نہین ہے۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون تو اوس
سے کہا کہ تمہاری دوستی کی کوئی چیز مانع نہین ہے کیونکہ نہ تم میرے چچازاد بہائی ہو اور نہ
پڑوسی اور غوغاء سے مراد وہ قصہ خوان ہے جو لوگون کا مال کہانا چاہتے ہین۔ اور
قاضی کو اوس کے عہدہ پر ایک سال سے زیادہ نہ رہنے دینا چاہیے کیونکہ جہان سال
بہر سے زیادہ رہا اور اوسکی فقاہت رخصت ہوگئی۔ انکے مناقب بہت اور مشہور ہین۔

(۹۴) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ زہے نصیب اوس کے جس کو اللہ تعالیٰ گمنام کردے اور مین نے
رب العزۃ کو خواب مین دیکہا اور اوس سے پوچہا کہ کونسی چیز ایسی ہے جس سے تیری
قربت ڈہونڈہنے والے اپنی مراد کو پہنچین۔ ارشاد ہوا کہ اے احمد! میرا کلام۔ تب مین نے
سوال کیا کہ سمجہکر یا بے سمجہے۔ فرمایا کہ سمجہکر ہو یا بے سمجہے۔ انکی عادت تھی کہ جب انکو کوئی
حدیث تنہا ملتی تھی تو جبتک اوسکے ساتھہ دوسری نہوتی تھی اوسکو بیان نہین کرتے تھے
مین کہتا ہون کہ یحییٰ بن معین اور عبداللہ ابن داؤد کا بہی یہی حال تہا واللہ اعلم۔
انکا قول تہا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے نگاہ کی نگہداشت کیلئے شادی کی تہی
یہ سنت کی پیروی اور بدعت سے پرہیز کرنے مین ضرب المثل تھے رات کے قیام کو کبہی
ترک نہ کرتے تھے اور ہر شب و روز مین ایک ختم کرتے اور اسکو لوگون سے مخفی رکہتے تھے۔
ابو عصمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک رات کو مین امام احمد رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ تو
انہون نے میرے پاس پانی لاکر رکہدیا اور جب صبح کو انہون نے پانی کو جون کا تون پایا
تو کہا کہ سبحان اللہ! جو شخص علم کا طالب ہو اوسکا رات کا کوئی وظیفہ نہو۔ یہ صاف ستہرے
سفید کپڑے پہنتے اور مونچہون اور سر کے بالون اور جسم کو صاف رکہتے تھے۔ اور مجلس انکی
آخرت کیلئے خاص تہی اوسمین دنیا کی کسی چیز کا ذکر نہ ہوتا تہا۔ شادیون۔ نکاحون اور ختنون
کی تقریبون مین شریک ہوتے اور کہانا کہاتے تھے۔ انکی والدہ کے پاس کپڑے نہ تھے اور
ان کے پاس زکوٰۃ آئی تو اوسکو واپس کردیا اور کہا لوگون کے میل سے انکی عریانی بہتر ہے
اس گہر مین تہوڑے ہی دن رہنا اور پہر تو کوچ کرجانا ہے۔ انکو جب بہوک لگتی تہی تو روٹی

سکے سوکہے ٹکڑون کو گرد وغبار سے صاف کرکے ایک پیالہ مین رکہتے اور اوسپر پانی ڈالتے
تہے اور جب وہ بہیگ جاتے تو نمک سے کہا لیتے تہے۔ اور بعض وقت انکے لئے مٹی کی
ہانڈی مین دال چربی ملاکر پکائی جاتی تہی۔ اور اکثر یہ سالن کے بجائے سرکہ ہی پر اکتفا کرتے
تہے اور جب رستہ مین چلتے تہے تو کسی کو اپنے ساتہہ چلنے نہ دیتے تہے۔ جب یہ بیمار ہوئے
تو انکا قارورہ طبیب کے پاس گیا اوسنے اُسے دیکہکر کہا کہ یہ ایسے شخص کا قارورہ ہے جسکے جگر کو
فکر وغم نے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا ہے یہ لڑکپن ہی سے رات بہر بیدار رہا کرتے تہے غایت
درجہ کے تنہائی پسند تہے مسجد یا جنازہ یا بیمارپرسی کے سوا کہین کسیکی نظر انپر نہین پڑتی تہی
بازار مین چلنے کو برا سمجہتے تہے۔ انکا وظیفہ ہر شب وروز مین تین سو رکعتین تہین مگر جب
کوڑون سے پٹے تو بدن کمزور ہوگیا اسلئے ہر رات اور دن مین ڈیڑہ سو رکعتین پڑہتے تہے
انہون نے پانچ حج کئے تہے جنمین سے تین پاپیادہ۔ اور ہر حج مین بیس درہم (سوا چہہ روپیہ)
خرچ کئے تہے۔ خدائی آزمایش کے زمانہ مین جب یہ تازیانہ لگانے کو لائے گئے تو جناب
باری عزاسمہ نے ایک شخص کے ذریعہ سے انکی ڈہارس بندہائی اس شخص کا نام ابو الہیثم
عیار تہا۔ یہ امام صاحب کے پاس کہڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے احمد مین فلان چور ہون۔ مجہپر اٹہارہ ہزار
تازیانے پڑے کہ مین اقرار کرون مگر مینے اقرار نہ کیا حالانکہ مین جانتا تہا کہ مین برسر ناحق ہون اسلئے
تازیانون کی گرمی سے بیچینی ظاہر کرنیسے بچتے رہنا کیونکہ تم حق پر ہو۔ چنانچہ جب امام احمد کو مار
سے درد محسوس ہوتا تہا تو اوس چور کی بات کو یاد کرلیتے تہے۔ اور اسکے بعد ہمیشہ اوسپر مہربانی
کیا کرتے تہے۔ جب امام احمد خلیفہ متوکل کے پاس گئے تو اوسنے اپنی مان سے کہا کہ امان جان
اس شخص سے تو ہمارا گہر منور ہوگیا پہر لباس فاخرہ آیا اور امام صاحب کو پہنایا گیا تو وہ روئے
اور کہنے لگے کہ مین عمر بہر تو ان لوگون سے بچا رہا مگر جب موت نزدیک پہونچی تو انکے اور

انکی دنیا کے ساتھ مبتلا ہو گیا اور جب باہر آئے تو وہ کپڑے اونھون نے اوتار ڈالے یہ لگاتار
روزہ رکھتے اور ہر تین دن کے بعد کھجور اور ستو سے افطار کرتے تھے۔ فضیل بن عیاض رضی
اللہ عنہ کہتے ہین کہ امام احمد رضی اللہ عنہ اٹھائیس مہینے قید رہے اور اس عرصہ مین تھوڑی تھوڑی
مدت کے بعد اسقدر تازیانے اپر پڑتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے اور تلوار سے انکو چرکے لگائے
جاتے اور زمین پر ڈالکر اونکو پانون سے روندتے تھے اور معتصم کے مرنے تک یہ اسی مصیبت
مین رہے اور اوسکے بعد جب واثق خلیفہ ہوا تو ان کو اور گران گذرا اور کہنے لگے کہ مین ایسے شہر
مین نہین رہنا چاہتا جہان ملحد قرار دیا جاؤن چنانچہ چھپے رہے نماز وغیرہ کے لئے بھی نہ
نکلتے تھے یہانتک کہ واثق مر گیا اور متوکل خلیفہ ہوا تو اسنے امام احمد کی مصیبتین دور کین
اور اونکو اپنے حضور مین بلوایا اور اونکی تعظیم و تکریم کا حکم دیا اور تمام ممالک اسلامیہ مین ایذا دہی
اوٹھا دینے اور سنت کا اظہار کرنے اور قرآن کے غیر مخلوق ہونے کے بارہ مین فرمان
جاری کئے اور معتزلون کے گروہ جو اہل بدعت تھے ٹھنڈے پڑ گئے۔ احمد بن حسان
کا بیان ہے کہ جب مین امام احمد کے ساتھ مامون کے پاس پکڑا ہوا گیا تو خلیفہ کا خادم
ہم سے آکر ملا اوسکی آنکھون سے آنسو جاری تھے وہ اونکو پوچھتا جاتا اور کہتا تھا کہ اے ابو
عبداللہ جو مصیبت تم پر آئی ہے اوسکا مجھے سخت صدمہ ہے امیرالمومنین نے وہ تلوار نیام سے
نکالکر رکھی ہے جو کبھی نہین نکالی تھی اور چمڑے کا وہ زیر انداز بچھوایا ہے جو کبھی نہین بچھوایا تھا
اور اوس نے کہا ہے کہ مجھے جو قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اُسکی قسم کھا کر کہتا
ہون کہ جبتک یہ دونون قرآن کو مخلوق نہ کہینگے مین اپنی تلوار احمد اور اوسکے ساتھی سے الگ نکرونگا
یہ سنکر امام احمد اپنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور آسمان کیطرف دیکھے اور دعا کرنے لگے۔ چنانچہ تہائی رات
بھی گذرنے نہ پائی تھی کہ نالہ و شیون کی صدائین بلند ہوئین اور وہی خادم یہ کہتا ہوا ہماری طرف آیا کہ

اے احمد تمنے سچ کہا قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے واللہ امیر المومنین مرگیا۔ اور مدینہ طیبہ مین داخل
ہونیسے پہلے امام احمد کو ایک عابد ملا تہا اُسنے انسے کہا تہا کہ اے احمد دیکھو تمہارا آنا اسلیئے نون کیلئے
منحوس نہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونکی طرف سے تمہارا سفیر مقرر ہونا پسند فرمایا ہے لوگ انتظار کررہے ہین
کہ تم کیا کہتے ہو وہی وہ بہی کہنے لگین گے۔ امام احمد نے اسکے جواب مین حسبنا اللہ ونعم الوکیل
(اللہ ہمکو بس کرتا ہے اور وہی اچھا وکیل ہے) کہا تہا اور جب انکو قید کیا تو انکے پاؤن مین چار بیڑیان
ڈالین۔ اور وہ شخص جو خلیفہ کیطرف سے امام احمد سے لڑتا تہا ابن ابی داؤد تہا یہ خلیفہ سے کہتا تہا کہ احمد
گمراہ و بدعتی ہے اور پہر انکی طرف منہ کرکے کہتا تہا کہ خلیفہ نے قسم کہائی ہے کہ تجہکو وہ تلوار سے قتل
نہ کریگا بلکہ چہرے پر چرکے لگاتا جائیگا یہانتک کہ تم مرجاوگے۔ چنانچہ شب و روز امام احمد کیساتھ مخالفین
مناظرہ کرتے رہے یہانتک کہ خلیفہ گہبراگیا اور جب مباحثہ نے بہت طول پکڑا تو ابن ابی داؤد نے
عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ انکو قتل کرڈالئے انکا خون ہماری گردن پر ہے اسپر خلیفہ نے اپنے
ہاتہ سے امام احمد کے منہ پر اسقدر طمانچے مارے کہ اونکو غش آگیا تب خلیفہ کو امام احمد کے اُن طرفدارون
سے جو اونکے ساتہ تہے اپنی جانکا خوف ہوا۔ اسلئے اوسنے اُنکے چہرہ پر پانی کے چہینٹے دئے امام احمد
کہتے ہین کہ جب مین سزائے تازیانہ کیلئے سامنے لایا گیا اور لوگ خلیفہ کے سامنے کہڑے ہوئے تہے
تو ایک شخص نے مجہسے کہا کہ تم اپنے دونون ہاتون سے دونون لکڑیون کے سرے کو تہامے رہنا
مگر مین اوس کی بات نہ سمجہا اس سبب سے میرے دونون ہاتہ اوکہڑ گئے لوگون کا بیان ہے
کہ امام احمد کو برابر مرتے دم تک اس کی تکلیف رہی اور کئی سال تک مارنے کے بعد ہمیشہ انکے
سرین سے گوشت کی بوٹیان اور چمڑہ نوچا جاتا تہا۔ بشر بن الحارث رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ
امام احمد کا امتحان بہٹی مین ڈال کر کیا گیا۔ چنانچہ وہ کندن ہو کر نکلے۔ اور
ہیثم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ

اپنے زمانہ کے لوگون کے لئے اللہ کی حجت تھے اور فضیل اپنے زمانہ کے لوگون
کے لئے اور ہر زمانہ مین ایسا ہی معاملہ برابر ہوتا آیا ہے آامام احمد کہا کرتے تھے کہ اگر کسی
شخص مین نیکی کی سو خصلتین ہون مگر وہ شراب پیتا ہو تو یہ سب کی سب کو مٹا دے گی۔
اور کہتے تھے کہ ایسے شخص سے علم نہ اخذ کرو جو اُسکے بدلے دنیا کی کوئی چیز لیتا ہو۔
انکا ایک پڑوسی بیمار ہوا تو یہ اُسکی عیادت کو نہ گئے اسپر انکے بیٹے نے ان سے کہا
کہ آپنے پڑوسی کی بیمار پرسی کیون نہ کی انہون نے جواب دیا کہ اُسنے ہماری عیادت
نہ کی پھر ہم کیون کرتے۔ انکا قول تھا کہ صحابہ مین سے کسی کے اتنے فضائل نہین آئے
ہین جتنے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے۔ خضر علیہ السلام نے انکے پاس ایک
فقیر کو بھیجا اُسنے کہا کہ اے احمد تو نے جو خدا ے عزوجل کے لئے اپنی جان پر مصیبت
برداشت کی اُس سے آسمان کے رہنے والے اور عرش کے ارد گرد والے تجھسے
خوش ہین۔ ۲۴۱ھ دوسو اکتالیس ہجری مین ستہتر سال پورے کرکے دار المحن سے
ابدی دار الامن کو سدہارے۔ جب یہ بیمار ہوئے تو انکی عیادت کے لئے انکے
دروازہ پر اسقدر آدمی اور اُنکی سواریون کے جانور جمع ہوئے کہ شاہراہین اور کوچے و
گلیان بھر گئین۔ اور جسوقت طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا تو نالہ و شیون
کی صدائین بلند ہوئین اور انکی وفات سے دنیا گونج اُٹھی اور بغداد والے اس کثرت سے
انکی نماز پڑہنے کو میدان مین نکلکر آئے کہ حاضرین جنازہ مین سے مردون کا شمار آٹھ لاکھ
اور عورتون کا ساٹھ ہزار تک پہونچا۔ اور جو لوگ کہ اطراف مین اور کشتیون اور مکان
کی چھتون پر تھے وہ بھی ملا لئے جائین تو دس لاکھ سے زیادہ تک تعداد پہونچتی ہے۔
اور ایک روایت مین ہے کہ سب ملا کر پچیس لاکھ آدمی تھے۔ اور اس دن بیس ہزار

یہودی و نصرانی و آتش پرست مسلمان ہو گئے۔

(۹۵) ابو محمد سفیان بن عُیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چار برس کے تھے جب انہوں نے قرآن حفظ کیا تھا۔ اور سات برس کی عمر مین حدیثین لکھین۔ انکا قول تھا کہ جس سے تمکو فائدہ نہ ہو پہنچے اُسکو اگر تم نہ بیچا تو تو تمپر کوئی الزام نہین۔ ایک مرتبہ انہون نے اپنے ایک بھائی کو لکھا کہ بھائی جان کیا تمہارا وہ وقت نہین ہوپچا ہے کہ آدمیون سے وحشت کرو مجھنے تو ایسے لوگون کا زمانہ پایا ہے کہ جب اُنہین سے کوئی چالیس برس کی عمر کو ہوپچتا تھا تو ایسا موت کے سامان مین لگ جاتا تھا کہ اپنے شناساؤن سے دیوانہ بن جاتا اور گویا مخبوط الحواس ہو جاتا تھا۔ لوگ جب انکو کوئی چیز دیتے تو یہ کہتے تھے کہ فلان شخص کو وہ مجھسے زیادہ حاجتمند ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جسنے مصیبت پر صبر کیا اور قضا پر رضا ظاہر کی اُسکا کام پورا ہو گیا انکا قول ہے کہ کسی شخص کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے آپ مین فساد دیکھے اور اُسکی اصلاح نہ کرے۔ اور دو خصلتون کا حاصل کرنا دشوار ہے لوگون کے قبضہ کی چیزون کے لالچ سے دست بردار ہونا اور اللہ کے لئے عمل کا خالص بنانا۔ اور جب میرا دن ناسمجھ کا دن ہو اور میری رات جاہل کی رات تو جو علم مینے لکھا ہے اُسکو لیکر مین کیا کرونگا۔ اور جسکو زیادہ عقل ملی اُسکی روزی کم ہوئی اور دنیا مین لا الہ الا اللہ بمنزلہ پانی کے ہے اسلئے جسکے ساتھ لا الہ الا اللہ نہین ہے وہ مردہ ہے اور جسکے ساتھ ہے وہ زندہ ہے۔ اور خدائے عزوجل نے بندون کو کوئی نعمت اس سے عمدہ نہین دی ہے کہ اُنکو لا الہ الا اللہ سے واقف کر دیا ہے اور

کالہ الا اللہ آخرت مین وہی کام دے گا جو کام دنیا مین پانی دیتا ہے ۔ اور جیسے
اس قسم کی حدیثون کی کہ من[1] غشنا فلیس منا[2] ۔ یہ تفسیر کی کہ وہ ہماری راہ راست
اور ہمارے عمدہ طریقہ پر نہین ہے اُسنے بے ادبی کی کیونکہ اُسکی تفسیر سے خاموش رہنا
ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے بہت زیادہ بلیغ ہے ۔ آور دنیا کی نسبت زہری
ہے کہ صبر کرے اور موت کا امیدوار رہے ۔ اس مسئلہ کا بیان ہے کہ سفیان بن
عیینہ نے میرے لئے اپنی آستین سے جَو کی ایک روٹی نکالی اور کہا کہ لوگ
جو کچھ کہتے ہین اُسکو چھوڑو کیونکہ ساٹھ برس سے میری غذا یہی ہے ۔ آور لابدی چیز کی
طلب حُبِ دنیا نہین ہے ۔ آور زمزم کا پانی بمنزلہ خوشبو کے ہے اسکو پھیرنا نہ چاہیے
اور انکا قول ہے کہ جب مومن کا جی قرض کے ساتھ وابستہ رہتا ہے جبتک کہ
وہ ادا ہو جائے تو پھر غیبت کرنے والے کا کیا حال ہوگا ۔ کیونکہ قرض ادا ہو سکتا ہے
اور غیبت ادا نہین ہو سکتی ۔ اور فرض کرو کہ اگر کسی شخص نے ایک آدمی کا مال لے لیا
اور اس آدمی کی موت کے بعد وہ پرہیزگار ہو گیا تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ مال اس کے
وارثون کو دیدیا جائے ۔ اور بہرحال ان چیزون کے کفارے ہین ۔ لیکن اگر کسی شخص
نے ایک آدمی کی غیبت کی اور بعد کو پرہیزگار ہو گیا اور اُس آدمی کے مرنے کے بعد
اُسکے وارثون بلکہ تمام دنیا کے لوگون کے پاس آیا اور سبنے اُسکو معاف بھی کر دیا تب
بھی وہ غیبت معاف نہوئی ۔ اسلئے مومن کی آبرو اُسکے مال سے بڑھکر ہے ۔ اور کہا کرتے

[1] یعنے جسنے خیانت کی وہ ہم مین سے نہین ہے ۱۲

[2] من حلف بالامانة فلیس منا (ابوداؤد)

[3] لیس منا من لم یتغن بالقرآن (بخاری) و مثل ذا سبعۃ حدیثین ۱۲

تھے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی تھی کہ گناہ کے سبب سے کسی پر عیب نہ لگانا۔ انکا قول ہے کہ ایک انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا راز ہوا کرتا ہے اور ایک علمار کا اور ایک بادشاہون کا پس انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اگر عوام پر اپنا راز ظاہر کر دیتے تو نبوت مین خلل آتا اور اگر علمار اپنا راز عامیون پر فاش کر دین تو فساد پھیل جاوے اور اگر بادشاہ اپنا راز کھول دین تو سلطنت مین خلل آجائے۔ اور انکا قول ہے کہ علم اگر تمکو نفع نہین پہونچاتا تو ضرر پہونچاوے گا۔ جب یہ نماز پڑھ چکتے تو کہتے تھے کہ خدایا جو کچھ قصور و خطا مجھسے اس نماز مین ہوئی اُسکو بخشدے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ طالب علم جبتک اپنے آپ کو سب مسلمانون سے کم نہ سمجھے دانشمند نہین ہوتا۔ اور اگر بغیر جھگڑے اور نالش کے تم اپنا حق نہ پاسکو تو اگر تم اپنے دین کی سلامتی چاہتے ہو تو اُس سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور بہت سے آدمی ایسے ہین جو دنیا کی نسبت زہد کا اظہار کرتے ہین مگر اللہ اُنکے دل سے آگاہ ہے کہ اُسمین دنیا کی محبت ہے۔ اور فقیری کا چھپانا سطلوب ہے کیونکہ یہ اچھے اعمال مین سے ہے اور نفس پر سب سے زیادہ دشوار یہی ہے۔ اور جہاد دو ہین ایک تو دشمن کے ساتھ۔ اور دُو نفس کے ساتھ۔ اور جو لوگ پہچانے گئے وہ اس سبب سے کہ وہ اس امر کو دوست رکھتے تھے کہ نہ پہچانے جائین۔ اور اذان سے پہلے نماز کو آنا چاہیئے اور ستّھے غلام نہ بننا چاہیئے کہ جب تک بلائے نہ جائین حاضر ہون اور تمہارے لئے کوئی چیز اُس علم سے زیادہ مضر نہین ہے جسپر تم عمل نہین کرتے۔ اور اول زمانہ کے بڑے تمہارے آجکلے اچھون سے اچھے تھے۔ اور جس زمانہ کے لوگ ہم جیسے کے محتاج ہون خدا وہ بُرا زمانہ ہے سنہ ۱۰۷ ایکسو سات ہجری مین کوفہ مین پیدا ہوے اور مکہ معظمہ مین سکونت اختیار کی اور وہین سے سنہ ۱۹۷

ایک سو ستانوے ہجری مین اکانوے سال کی عمر مین سفر آخرت اختیار کیا اور حجون مین دفن ہوئے۔

(۹۶) شعبہ ابن الحجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکو روایت وحدیث کا امیر المومنین کہا کرتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ واللہ شیطان مولویون سے اسطرح کھیلنے لگا جیسطرح بچے اخروٹ سے کھیلتے ہین پھر جو مولوی نہین ہین انکا کیا حال ہوگا۔ انھون نے اسقدر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی کہ انکا چمڑا ہڈیون سے لگ گیا تھا یہ ہمیشہ برابر روزے رکھا کرتے تھے اور جو شخص اٹھ درہم کی قیمت کی پوشاک پہنتا تھا اسکو نام رکھتے اور کہتے تھے کہ تو نے چار درہم کا ایک کرتہ بنا لیا ہوتا اور باقی کو خیرات کر دیا ہوتا۔ اور اگر کوئی کہتا کہ مین ایسے لوگون کا ہم صحبت ہون کہ اُنکے لحاظ سے مجھکو خوش پوشاک رہنا پڑتا ہے تو کہتے تھے کہ کیا خاک خوش پوشاک رہنا پڑتا ہے۔ اور جب بیت اللہ جانے والے سائل کے پاس سے انکا گذر ہوتا تھا تو جو کچھ انکے پاس ہوتا یہ سب اوسکو دیدیتے تھے۔ اور اپنے یارون سے کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے محتاجون اور فقیرون کے لئے سوال کرنے کی حاجت نہوتی تو مین کسیکے ساتھ نہ بیٹھتا۔ انکی پوشاک کی رنگت مٹیالی رہا کرتی تھی اور جب یہ اپنی کمان کو کھجاتے تھے تو اوس سے مٹی نکلتی تھی۔ اور جب سائل کے دینے کو کچھ نہ پاتے تو اپنی سواری کا گدھا دیدیتے اور خود پیادہ چلتے تھے۔ اور جب کبھی کشتی مین بیٹھتے تو جسقدر آدمی ہوتے سب کی طرف سے کرایہ ہی ادا کرتے تھے۔ لوگون نے انکے گدھے کی معہ اُسکے زین اور لگام کے سترہ درہم قیمت لگائی تھی۔ اور انکی پوشاک کو انکا تو دس درہم کی بھی نہ تھی حال انکہ ایک

ایک کرتہ ایک تہبند اور ایک چادر اُسمین تھی - خلیفہ مہدی نے ان کے لیے
تیس ہزار درہم (نو ہزار تین سو پچہتر روپے) بہیجے انہون نے بیٹھے بیٹھے سب کو لٹا دیا اور
اُسمین سے ایک درہم بہی نہ لیا حال آنکہ اُنکے اہل وعیال روٹیون کو محتاج تھے -
سنہ ۱۶۱ھ ایک سو اکسٹھ ہجری مین ستتانوے برس کے ہوکر بصرہ سے جنت کی راہ لی.

(۹۷) مسعر بن کِدام (بکسر کاف) رضی اللہ عنہ

انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہوا کرتے ہین کہ اگر اُن کو
معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ مصیبت نازل ہونیوالی ہے تو بے پروا ہو نگے
اور اُسکے حکم کی محبت سے اُسکا استقبال کرنے کو دوڑین پھر اُسکے آ چکنے کے بعد
اُسے بُرا کیونکر سمجھین گے - یہ جب قرآن مجید کو سنتے اور اُسمین کسی ایسی قوم کا قصہ
دیکھتے جسپر اللہ تعالیٰ نے عذاب کیا ہے تو کہتے کہ خداوندا! میرے دل مین اُنکی
رحمت آئی ہے اب تو چاہے مجھے بخشدے اور چاہے مجھپر عذاب کرے - یہ کہا کرتے
تھے کہ بیکار نہ بیٹھا کرو کیونکہ موت تمہاری تلاش مین ہے - اور نماز کے بعد اشعار
پڑہا کرتے جنکے مضمون یہ ہوتے تھے کہ نفس کی یہ حالت ہوگی اور وہ حالت ہوگی - انسے کسی نے
پوچھا کہ اہل مدینہ مین بڑا فقیہ کون ہے تو کہا کہ جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے
وہی سب سے بڑا فقیہ ہے - اور ہر شب کو نصف قرآن پڑہے بغیر نہین سوتے تھے
اور جب اپنے اس وظیفہ سے فارغ ہوتے تو چادر لپیٹ کر ہلکی سی نیند لے لیتے
اور پھر ایسے خوف زدہ ہوکر اوچھل پڑتے کہ گویا کوئی بیش بہا چیز گم ہو گئی ہے اور یہ اُسکو
ڈھونڈ رہے ہین - اسوقت مسواک کرتے اور وضو کرکے فجر تک قبلہ رُخ بیٹھے رہتے

یہ اپنے علم کے چھپائے رکھنے مین سخت کوشش کرتے تھے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ
مین چاہتا ہون کہ کسی غمگین رونے والی کی آواز سُنا کرون - ان سے کسی نے پوچھا کہ
کیا آپ چاہتے ہین کہ فلان شخص آپکے عیبون سے آپکو آگاہ کیا کرے اُسکو جواب دیا
کہ اگر نصیحت کی نیت سے ہے تو ہان اور اگر میری چغلی کرنے کا ارادہ ہے تو نہین -
جب کبھی انکے دل مین قیامت کا خیال آ آتا تو اسقدر روتے کہ حاضرین کو انپر رونا آتا تھا
یہ اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتے اور کہتے تھے کہ اگر میری والدہ نہوتین تو مین ضرورت کے
سوا کبھی مسجد کو نہ چھوڑتا اور انکی حالت یہ تھی کہ جب مسجد مین آتے تھے تب روتے اور جب
وہان سے باہر نکلتے تب روتے جب نماز پڑہتے تب روتے اور جب بیٹھتے تب روتے
انکے مرض الموت مین سفیان ثوری رضی اللہ عنہ انکے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مُسعر
یہ سب گھبراہٹ کیسی واللہ مین تو چاہتا ہون کہ مجھے ابھی موت آجائے مُسعر رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ اے سفیان تمکو اپنے اعمال پر وثوق ہے لیکن واللہ میرا تو یہ حال ہے
کہ گویا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہون نہین جانتا کہ کہان اُترون - اسپر سفیان رضی اللہ عنہ
روئے اور کہنے لگے کہ بھائی جان! بیشک تم مین خدا کا خوف مجھسے زیادہ ہے - اور
سفیان ثوری رضی اللہ عنہ جب انکی روایت بیان کرتے تو انکو انکی کنیت "ابوسلمہ"
سے یاد کرتے اور کہتے تھے کہ انکا نام لیتے مجھے شرم آتی ہے - انکی پیشانی پر سجدہ
کرتے کرتے بکری کے گھٹنے جیسا گٹا پڑ گیا تھا - انکا قول تھا کہ جو عالم بادشاہ کے
انعام قبول کرے اور انہیون سے اپنا مکان بنائے اُسکی تعریف نہ کرنا چاہیے -
ایک مرتبہ انکی والدہ نے عشار کے بعد پینے کو پانی مانگا اور جب وہ باہر سے کوزہ مین
پانی لیکر آئے تو وہ سوگئی تہین - وہ ہاتھ مین کوزہ لئے ہوئے اُنکے بیدار ہونے کے

انتظار مین صبح تک کھڑے رہے - اور جب خلیفہ ابو جعفر منصور نے انکو قاضی مقرر کرنیکو
بُلایا تو اُس سے کہا کہ امیر المومنین ذرا آپ تامل کرین میرے گھر کے لوگون کو اگر ایک درہم
کی کوئی چیز منگوانی ہوتی ہے اور مین اُن سے کہتا ہون کہ مین خرید لاتا ہون تو وہ کہتے ہین
کہ ہم تیری خریداری پسند نہین کرتے - پہر جب میرے گھر کے لوگ میری ایک درہم کی خریداری
سے راضی نہین ہوتے تو آپ مجھے قاضی کیونکر مقرر کرتے ہین - اسپر خلیفہ نے ان کو
معاف کر دیا اور کہا کہ اگر مسلمانون مین تیرا شغل ہوتا تو مین پیادہ پا اُسکے پاس جاتا - انکا
قول تھا کہ جو سرکہ اور ساگ پر راضی ہو اُسکو لوگ اپنا غلام نہ بنا ینگے - اور تلوار دن
سے خدا کی راہ مین جہاد کرنے سے بہتر کے دردن مین ہشکروالدین کا خوش رکہنا
بہتر ہے - جب کوئی شخص ان سے دعا کی درخواست کرتا تو اُس سے کہتے کہ تمہین
دعا کرو مین آمین کہتا ہون کیونکہ دعا حاجتمند ہی کی ہونی چاہیے مین کہتا ہون کہ حضرت
معروف کرخی کی نسبت بہی مین نے ایسا ہی سنا ہے حالانکہ وہ اجابت دعا مین مشہور
تہے واللہ اعلم - یہ کہتے تہے کہ عارف کا طبیب سے شکوہ کرنا اپنے مالک کا گلا نہین
ہے بلکہ وہ تو اپنی نسبت اللہ کی قدرت کو بیان کرتا ہے - یہ کہا کرتے تہے کہ خدا وندا ان
جسنے ہمپر نیک گمان کیا ہے اور جسپر ہمنے نیک گمان کیا ہے اُسکے اور ہمارے دونو
کے گمانون کو سچا کر - یہ روتے اور کہتے تہے کہ رات کا قیام قیامت کے دن مومن
کے لئے نور ہوگا جو اُس کے آگے اور پیچھے دوڑتا رہیگا اور دن کے روزے بندہ کو
دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھینگے - اکثر رویا کرتے تہے اور اسکی وجہ جو پوچھی گئی تو کہا کہ جہنم تو میرے
ہی جیسے کے لئے پیدا ہی ہوا ہے - اور جو شخص انکو ستاتا اُسکو بد دعا دیتے کہ خدا اسکو
محدث یا مفتی بنا دے - یہ کہا کرتے تہے کہ قیامت کے دن منادی پکاریگا کہ

کی ثنا کرنے والو اُٹھو اُسوقت وہی اُٹھینگے جو کثرت سے قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے - انکا قول تھا کہ لوگون کے کانے پن کو سب سے زیادہ کانا ہی پہچانتا ہے سنہ۱۵۰ھ ایکسو پچپن ہجری مین کوفہ سے عالم آخرت کا سفر کیا-

(۹۸) علی وحسین - صالح بن حی کے بیٹے - رضی اللہ عنہما

یہ دونون عابد وزاہد تھے - انہون نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی مین علی قیام کرتے اور سو رہتے، انکے بعد حسین بیدار ہوتے اور پھر سو رہتے اور آخری تہائی مین انکی والدہ بیدار ہوتین - اور جب یہ جنت کو سدھارین تو دونون بھائیون نے انکی تہائی کو بھی بانٹ لیا اور دونون بھائی ملکر عبادت مین رات پوری کردیا کرتے تھے پھر علی نے قضا کی تو حسین نے ساری رات کا قیام اپنے ذمہ لیا - اور ان مین سے ہر ایک تہائی رات مین تہائی قرآن پڑھا کرتا تھا اور جب اُنکی والدہ اور علی نے وفات پائی تو حسین ہر شب کو ایک ختم کیا کرتے تھے - حسین رضی اللہ عنہ کو جب کوئی چیز سائل کو دینے کے لئے نہ ملتی تو اُسکو آگ کا انگارا دیتے اور کہتے کہ اسکو لیکر لوگون کے گھرون کو جاؤ کیا عجب ہے کہ وہ کچھ تمکو دین جس سے تمہارا کام نکل جاوے - اور جب کسی شخص کو نصیحت کرنا چاہتے تو اُس سے زود رو نہ کہتے بلکہ ایک پرچہ پر لکھکر اُسکو دیدیتے - اُنکا قول تھا کہ وسواسی آدمی کو کبھی فلاح نہین ہونے کی - ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ صوفیون کے اس قول پر کہ "فیاض جہان مین نہین کرتا" کیا دلیل ہے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول "عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ" کچھ جتایا اور

۱؎ سورہ تحریم (اٹھائیسوین پارہ) کی تیسری آیت مین ہے اسکے قبل یہ ہے فلما نبأت بہ ادیکھو

کچھ ٹال دیا - انکا قول تھا کہ جب عالم اپنے پروردگار سے نہ ڈرا تو وہ عالم نہیں ہے - اور مومن کو کھانا - پینا - باتین کرنا اور چلنا نہ چاہیئے مگر نیت صالحہ سے - اور کہا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ تکلف کرکے سوؤن تاوقتیکہ نیند ہی مجھے پٹک نہ دے - یہ کسی شخص کی کوئی چیز قبول نہ کرتے اور کہتے تھے کہ سعید بن المسیب کا قول ہے کہ جسنے مسجد مین ڈیہی دی اور جسنے جو کچھ دیا اُسکو قبول کر لیا اُسنے مانگنے مین اصرار کیا - انکا قول تھا کہ سب سے پہلے اہل فارس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ایک جن نے پہونچائی جو کتے کی صورت مین تھا - اور ہوا یہ کہ یہ کتا فارس کے ایک گنجے کے پاس آکر کہنے لگا کہ مجھے کچھ کھلاؤ تو مین ایک خبر بتاتا ہون چنانچہ اسنے اُسے کھانا کھلایا تو اُسنے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا - یہ کہتے تھے کہ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کونسی چیز نمازی کی ستر پوش ہے تو کہا کہ تقویٰ پھر پوچھا کہ کونسی چیز نماز کو کاٹ دیتی ہے تو کہا کہ بدکاری - انکا بچہ انکے پاس مسجد مین آکر کہتا کہ مین بھوکا ہون تو اُسکو بہلاتے یہانتک کہ وہ چلا جاتا - انکی ایک جاریہ تھی اُسکے چرخہ کی آمدنی سے جو کی روٹی کھاتے تھے - انپر اسقدر خوف غالب تھا کہ ناک سے بجاے رینٹ کے خون آتا تھا - انکا قول تھا کہ مینے پرہیزگاری کی جستجو کی تو زبان مین اُسکو سب سے کمتر پایا - یہ جب قبرون کے قریب پہونچتے تو بیہوش ہوکر گر پڑتے تھے اور جب یہ کسی کے جنازہ کے ساتھ جاتے اور لاش کو قبر مین رکھتے دیکھتے تو انکو غش آجاتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۵) واظھرہ اللہ علیہ اور جب انہون نے اسکی خبر کردی اور خدا نے پیغمبر پر اسکو ظاہر کردیا تو پیغمبر نے کچھ جتایا اور کچھ ٹال دیا - یعنی پیغمبر نے زیادہ چھان بین نہ کی - جسکو وضاحت کے ساتھ سمجھنا منظور ہو وہ ابتدا سے سورہ تحریم کو دیکھے فوراً سمجھ مین آجائیگا - مترجم

اور لوگ انکو ابھی مردہ کے تختہ پر ڈالکر واپس لاتے تھے - اور جب یہ روتے تھے تو مصیبت زدون کیطرح انکے نالہ و شیون لوگون کو سنائی دیتے تھے - انکا قول تھا کہ نیک کام کرنا بدن کی قوت دلکا نور اور بینائی کی جلا ہے اور برا کام کرنا بدن کی سستی دل کی تاریکی اور بینائی کا دھندلا پن ہے - اور آدمی پورا نقیہ نہین ہوتا تا وقتیکہ وہ مقوت نوش نہوجب اللہ تعالیٰ دنیا کو اس سے سمیٹ کر انکو اور کے قران کو دیدیکا علیٰ شتلہ ایکسو چون ہجری مین کوفہ والی علیین کو سدہارے اور حسین تیرہ سال بعد اُن سے جا ملے -

(۹۹) عبداللہ ابن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شلہ ایکسو اٹھارہ ہجری مین پیدا ہوئے - ادب مین لوگ انکو سفیان ثوری رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے تھے - اور خود سفیان ثوری کہتے تھے کہ مینے سخت کوشش کی کہ تین دن بھی برابر اُس طرز عمل پر رہون جسپر ابن المبارک رہتے ہین مگر مجھسے نہو سکا یہ صحابہ اور تابعین کے حالات کے دیکھنے کو اپنے زمانہ کے علما کے ساتھ بیٹھنے پر ترجیح دیتے تھے - اور کہتے تھے کہ جب سنہ ہجری کی دو صدیان پوری ہو جائین تو امروا جب ہے کہ لوگون سے بہاگنا چاہیے - انکا قول تہا کہ جب کوئی شخص اسقدر قران سیکھ لے کہ اُس سے وہ اپنی نماز بخوبی ادا کر سکے تو اسکو علم مین مشغول ہونا چاہیے کیونکہ اس سے قران کے معنی اُسکو معلوم ہونگے - یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ مین کوئی آدمی نہ رہا جسکو مین جانتا ہون کہ وہ نصیحت کو کشادہ دل کے ساتھ قبول کرے گا - اور عالم کے لئے خطرہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت کا خیال بھی اُسکے دل مین نہ گذرے - ان سے کسی نے پوچھا کہ کمینے کون لوگ ہین انہون نے کہا کہ جو اپنے دین کو وجہ معاش بناتے ہین - اور کہا کرتے

تھے کہ جو شخص خوف خدا اور زہد مین کم ہو اُسکو علم مین زیادہ کیونکر کہا جا سکتا - اور جس شخص نے اپنے آپ کو پہچانا ہے اُسکی علامت یہ ہے کہ کُتے سے بھی زیادہ ذلیل ہو - اور جسنے اپنا دن ذکر پر ختم کیا اُسکا وہ دن ذکر مین شمار ہوگا گو یا وہ اس عمل کی تیاری مین لگا ہوا تھا - اور بہت سے چھوٹے عملون کو نیت بڑا بنا دیتی ہے اور بہت سے بڑے عملون کو نیت چھوٹا بنا دیتی ہے - یہ اپنے ان شعرون کو اکثر تمثیلاً پڑھا کرتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے ✿

جنکے ناخون دین و مذہب کچھ سے کچھ اب ہوگیا
ہین بڑے عالم - سلاطین - اور اسکے رہنما
قوم زندہ کا گذارا رہ گیا مُردار پر
علم والے جسکی بد بو سے ہین گبھراتے سدا

انکا قول ہے کہ ہمارے فرزند آدم پر پانچ فرشتے تعینات کئے گئے ہین دو فرشتے دنکو اور دو فرشتے رات کو آتے اور جاتے ہین اور ایک وہ کو راتدن کبھی نہین چھوڑتا - انکا جب کسی چیز کو جی چاہتا تو اُسکو مہمان ہی کے ساتھ کھاتے اور کہتے تھے کہ ہمنے سُنا ہے کہ ✿ مہمان کے ساتھ کھانے کا ہوتا نہین حساب ✦

لوگون کا بیان ہے کہ ابن المبارک کے دسترخوان کا سامان ایک یا دو گاڑیون پر چلتا تھا ابو اسحق طالقانی کہتے ہین کہ مینے دیکھا کہ ابن المبارک کے دسترخوان کے لئے دو اونٹ بھر کر بُھنی ہوئی مرغیان جا رہی تھین - خود تو دن کو روزے رکھتے تھے اور اپنے ساتھیون کو فالودہ اور خبیص[1] کھلاتے تھے - یہ کبھی حمام مین نہ گئے - ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ مال کم ہو گیا اسلئے لوگون کو دینا دلانا بھی کم ہو گیا - اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ اگر مال کم ہو گیا تو عمر بھی

---

[1] بفتح و کسر ثانی و در آخر صاد و حلوا حلامیست کہ از روغن و خرما سازند ۱۲ غیاث -

ہوچکی - یہ کہا کرتے تھے کہ چار باتین چار ہزار حدیثون سے منتخب ہوئی ہین-

(۱) کسی عورت پر ہرگز اعتبار نہ کر-

(۲) مال پر ہرگز فریفتہ نہو-

(۳) اپنے معدہ پر اُسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال-

(۴) صرف وہی علم سیکھو جو تمکو نفع دے-

انکی عادت تھی کہ جب انکو اپنے یارون کی نسبت خبر پہنچتی تھی کہ انھون نے کسی مسئلہ کو انکی طرف منسوب کیا ہے تو اُنکو کہلا بھیجتے تھے کہ اُسکو چاکو سے چھیل دو مین کون ہون جو میرا قول لکھا جائے - انکا قول تھا کہ گمنامی کو دوست رکھو اور شہرت کو بُرا سمجھو اور گمنامی کو دوست رکھنے کے باعث اپنے نفس کو دوست نہ رکھو ورنہ تمہارا نفس مغرور ہوجائیگا اور تیرے نفس کی چیرہ دستی زہد کا دعویٰ تجھے زہد سے خارج کردیگا - اور زہد کی سلطنت رعیت کی سلطنت سے بہت بڑی ہے اسلیے کہ رعیت کی سلطنت لوگونکو ڈنڈون کے ذریعہ سے اکٹھا کرتی ہے اور زہد والا لوگونسے بھاگتا ہے اور وہ اُسکے پیچھے پڑتے ہین - ہارون الرشید جب رقہ[1] آیا تو عبداللہ ابن المبارک اُسکے پاس گئے اُسوقت لوگون کا سخت ہجوم ہوا بے سروپا لوگ دوڑے اور سخت غبار بلند ہوا اور خلیفہ کے ایک محل نے قصر الخشب کے برج سے نگاہ دوڑائی اور لوگون کی کثرت دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے - جواب ملا کہ خراسان کے ایک عالم ہین - اسپر اُسنے کہا کہ واللہ بادشاہ تو یہی ہے ہارون الرشید بادشاہ نہین ہے جو لوگون کو کوڑے - ڈنڈے سپاہیون - اور مددگارون کے ذریعہ سے اپنے بارہ مین متفق کرتا ہے - یہ جب وفات کی

---

[1] بالفتح اس نام کے کئی شہر اور گاؤن ملک عرب مین ہین لیکن یہان غالباً وہ شہر رقہ مراد ہے جو بغداد کے غربی حصہ مین تھا - یا وہ گاؤن جو بغداد کے اصل مین ایک فرسنگ پر واقع تھا - مترجم

کتابون مین سے کچھ پڑھتے تھے تو اسقدر دھاڑین مارکر روتے تھے کہ گویا ذبح کیے ہوئی گائے ڈکرا رہی ہے کسی شخص کی جرات نہوتی تھی کہ اُنکے قریب جاے یا اُن سے کچھ پوچھے۔ ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ اہل علم کی ایک جماعت لوگون سے زکواۃ لیتی ہے تو انہون نے کہا کہ ہم کیا کرین اگر ہم انکو منع کرتے ہین تو لوگ علم کی طلب سے باز آینگے اور اگر اجازت دیتے ہین تو علم حاصل کرینگے اور علم حاصل کرنا عمدہ بات ہے۔ آنکا قول تھا کہ مشتبہ ایک درہم کا واپس کر دینا میرے نزدیک سو کرورون درہم خیرات کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کسی نے پوچھا کہ تواضع کیا چیز ہے تو جواب دیا کہ مالدارون کے سامنے تکبر ظاہر کرنا۔ ابن المبارک کو خبر ملی کہ اسمعیل بن علیہ نے زکواۃ کی تحصیلداری قبول کی ہے اسلئے اُسکو یہ قطعہ لکھ بھیجا

علم کیا ہے یہ تو اک شہباز ہے
مال سلطان جس سے ہوتا ہے شکار
لوٹ لوگے خوب دنیا کے مزے
دین ہو جاے گا دنیا پر نثار
پہلے دیوانون کی تم خود تھے دوا
اب تمہارا بھی اُنہین مین ہے شمار
کیا ہوئین اب وہ حدیثین جنمین ہے
در پہ شاہون کے نہ جانا زینہار
کرتا ہے ایسا ہی مجبوری کا عذر
دلدلون مین پھنس کے حضرت کا حمار

انکے سامنے یوسف بن اسباط کی عبادت کا ذکر ہوا تو کہا کہ تم ایسے لوگون کا ذکر کرتے ہو جنکا ذکر شعار کا ذریعہ بنایا جاتا ہے لیکن اگر سب کے سب ایسا ہی کرنے لگین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر کون چلے۔ بیمارون کی عیادت کو کون جاے۔ جنازون مین کون شریک ہو اور اسیطرح اور بہت سی توقعین گنوائین۔ ان سے پوچھا گیا کہ فرشتون کو کیونکر معلوم ہوجاتا ہے کہ انسان نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا ہے انہون نے کہا کہ اُنہین اُسکی بو محسوس ہوتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے علم کے طالب سے تعجب آتا ہے کہ جس علم کا وہ

حاصل ہے اُسپر ایمان رکھنے کے ساتھ اُسکا نفس اُسے دنیا کی محبت کیطرف کیونکر بلاتا ہے
انکا قول ہے کہ نیکوکارون کے ذکر پر نزول رحمت ہوتا ہے - یہ ایک قلم کو واپس کرنیکے
لئے جسکو ملک شام مین عاریت لیا تھا اور اپنے اسباب سفر مین بھولکر کہ لیا تھا مرو
سے ملک شام کو لوٹ کر گئے تھے - یہ کہا کرتے تھے کہ اوب گویا دین کی دو تہائی ہے
اور اپنے یارون سے بہت ہی کم اختلاف کرتے اور اس مضمون کے شعر
پڑہا کرتے تھے ؎

نکالو ڈہونڈہ کر اشراف کو تم ۔۔۔ اگر دنیا مین ہو صحبت کے خواہان
کریم و پارسا - اہل حیا ہون ۔۔۔ رضا کے دوست کے ہر دم ہون جویان
"نہین" ، "وہ بھی" "نہین" ، کہنے پہ کہدین ۔۔۔ جو "ہان" بولو تو بولین وہ بھی "ہان" "وہ ہان"

انکا قول ہے کہ عاقل کو چاہیئے کہ تین کی توہین نہ کرے علما - بادشاہ - اور بھائیونکی
کیونکہ جسنے علما کی توہین کی اُسکی آخرت گئی جسنے بادشاہ کی حقارت کی اُسکی دنیا
رخصت ہوئی - اور جسنے بھائیون کو ذلیل کیا اُسکی مروت نہ رہی - اور کوئی شخص یہ نہ
کہے کہ فلان شخص کو اللہ پر کسقدر جرأت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی ایسی ہے کہ اُسکے
مقابلہ مین کوئی جرأت کر نہین سکتا بلکہ اسطرح کہنا چاہیئے کہ فلان شخص اللہ تعالیٰ کی نسبت
کیسا دہوکے مین ہے - اور مردون کی حرمت ڈاڑہیون اور آستینون مین ہے
اور عورتون کی قمیص کے نیچے - اور دنیا سے فقط ایک دن کی روزی جائز ہے - اور
جو کچھ جسنے اپنے دل مین امانت رکہا اُسمین اُسنے کبھی خیانت نہ کی - اور جب کسی شخص کو
رخصت کرتے تو اس مضمون کا شعر پڑہتے تھے ؎

جدائی کے ہوئے گم - اس سے صدمے ۔۔۔ چلے مین جیتے جی پہر مل رہین گے

اور انکا قول تہا کہ دنیا کا اسلئے روک رکہنا کہ اسکے ذریعہ سے آبرو کو لوگون کے سوال سے بچائیگا بندہ کو زہد سے خارج نہین کرتا۔ آن سے ایک شخص نے کہا کہ شیبان کا گمان یہ ہے کہ آپ مُرجیہ مین سے ہین۔ اسکے جواب مین کہا کہ شیبان نے غلط کہا مینے تین چیزون مین مُرجیہ کی مخالفت کی ہے۔

(۱) اُنکا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان قول بلا عمل ہے اور مین کہتا ہون کہ وہ قول اور عمل ہے

(۲) اُنکا گمان یہ ہے کہ نماز چہوڑ دینے والا کافر نہین ہوتا اور مین کہتا ہون کہ وہ کافر ہوجاتا ہے۔

(۳) اُنکا اعتقاد ہے کہ ایمان نہ بڑہتا ہے نہ گہٹتا ہے۔ اور مین کہتا ہون کہ بڑہتا گہٹتا ہے۔

سنہ ۱۸۱ھ ایکسو اکیاسی ہجری مین جہاد سے واپس آتے ہوئے آخرت کا سفر کیا اور ہیت مین جو فرات پر مشہور شہر ہے دفن ہوئے۔ یہ خراسان مین رہا کرتے تہے اور سنہ ۱۱۸ھ ایکسو اٹہارہ ہجری مین پیدا ہوئے تہے۔

(۱۰۰) عبد العزیز ابن ابی رواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیس برس تک انکی بینائی غائب رہی مگر اپنی بیوی اور بچہ تک سے نہ کہا۔ شعیب بن حرب کا بیان ہے کہ مین انکے پاس پانسو مرتبہ بیٹہا ہونگا مگر مین نہین سمجہتا کہ بائین طرف کے فرشتہ نے انکا کوئی گناہ لکہا ہو۔ اور یوسف بن اسباط کہتے ہین کہ عبد العزیز نے چالیس برس تک آسمان کی طرف نظر نہ اُٹھائی۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچہا کہ آج کس حال مین آپ کی صبح ہوئی تو رونے لگے۔ اور جب اسکا سبب دریافت کیا گیا تو کہا کہ ایسے

شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جو باوجود اسکے کہ بہت سے گناہون نے اسکو گھیر لیا ہو موت سے سخت غفلت مین ہو اور موت کی یہ حالت ہو کہ اُسکی زندگی کی ہر گھڑی مین زیادہ تیزی سے قریب آرہی ہو اور اُسکو معلوم نہو کہ جنت کی طرف جارہا ہے یا جہنم کی طرف۔ سنہ ۱۵۹ھ ایکسو اونسٹھہ ہجری مین مکہ سے کعبۂ مقصود کی راہ لی۔

(۱۰۱) ابو العباس بن السماک رضی اللہ تعالی عنہ

کہا کرتے تھے کہ زاہد کی خصلتون مین سے یہ ہے دنیا اُس سے مُنہ پھیر لے تو وہ خوش ہو۔ اور ہمارے اس زمانہ مین نصیحتون کی طرف سے کان بہرے اور نصیحتون کی طرف سے دل غافل ہو گئے ہین اسلیے نہ نصیحت نفع پہنچاتی ہے اور نہ واعظ کو فائدہ پہونچتا ہے۔ اور بھائی جان! اپنے مان لیا کہ ساری دنیا تمہاری مٹھی مین ہے مگر دیکھو تو سہی کہ مرنے کے وقت اُسمین سے تمہارے ہاتھ مین کیا رہتا ہے۔ اور بہت سے اللہ کا ذکر کرنیوالے اُسکو بھولے ہوئے ہین اور بہت سے اُسکی طرف بلانے والے اللہ تعالی سے بھاگنے والے ہین اور بہت سے اللہ تعالی کی کتاب کی تلاوت کرنے والے اللہ تعالی کی آیتون سے بیزار ہین۔ سنہ ۱۹۳ھ ایکسو ترانوے ہجری مین کوفہ سے عالم جاودانی کو گئے۔

(۱۰۲) ابو عبد الرحمن محمد بن النضر حارثی رضی اللہ عنہ

کثرت سے عبادت کرنیوالے تھے۔ ایک شخص چالیس دن اور چالیس راتون تک انکے حال کا نگران رہا تو اُسنے نہ دن کو سوتے دیکھا اور نہ رات کو۔ یوسف بن اسباط کا بیان ہے کہ ابو عبد الرحمن نے جب وفات پائی تو مین اُنکے غسل میت مین موجود تھا

انکی حالت یہتی کہ اگر اُنکے بدن کا سارا گوشت جمع کیا جاتا تو ایک رطل بھی نہوتا عبادت
نے انکو روایت سے روکدیا تھا چنانچہ جب اِن کو آخرت یاد آتی تو انکے جوڑ جوڑ بیقرار
ہوجاتے اور یہ کہتے کہ اے سلام مجھے سلامت رکھیو۔

(۱۰۳) محمد بن یوسف اصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن المبارک رضی اللہ عنہ نے انکا نام "عابدون اور زاہدون کا دولہا" رکھا تھا۔
یہ اپنے آپ سے کہا کرتے تھے کہ بیٹے مانا کہ تو قاضی ہے پھر اس سے کیا ہوتا ہے
بیٹے مانا کہ تو عالم ہے پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ بیٹے مانا کہ تو محدث ہے پھر اس سے
کیا ہوتا ہے۔ معاملہ تو اُس سے پرے کا ہے۔ انکی عادت تھی کہ جب کسی نصرانی
کو دیکھتے تو اُسکی خاطر و مہمانی کرتے اور اُسکو تحفہ دیتے جس سے انکا مقصود اُسکو اسلام
کی طرف مائل کرنا تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے اصحاب خدا اُنپر رحمت بھیجے چلے گئے
اور ہم اس دنیا کے بیت الخلا میں ڈالدیے گئے۔ لوگون نے خیرات کرنے کے لئے
انکے پاس مال بھیجے مگر انھون نے انکار کیا اور کہا کہ پیچھے رہنا مقدم ہے۔ جاڑون
یا گرمیون مین راتون کو سوتے نہ تھے مگر صبح نمودار ہونے کے بعد ایک گھڑی کے لئے
ہاتھ پانون پھیلا دیتے پھر اُوٹھ بیٹھتے اور وضو کرتے۔ اور انکی حالت یہ تھی کہ صبح کو انکے
چہرہ پر ایسی رونق معلوم ہوتی تھی جیسی دولہا کے چہرہ پر۔ کچھ اوپر تیس سال کی عمر پا کر سنہ ۱۸۴ھ
ایکسو چوراسی ہجری مین آغوش لحد مین جا سوئے۔

(۱۰۴) یوسف بن اسباط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول ہے کہ تواضع کی انتہا یہ ہے کہ جب تم گھر سے باہر نکلو تو جس شخص کو دیکھو اُسکو اپنے آپ سے بہتر ہی جانو - اور اگر کوئی شخص دنیا کو اُسطرح ترک کرے جسطرح ابوذر - اور ابو الدرداء نے ترک کیا تھا مین اُسکو زاہد نہ کہونگا اور اسکا باعث یہ ہے کہ زہد حلالِ محض مین ہوتا ہے اور آج کے دن حلالِ محض کا کہین پتہ نہین ہے - یہ چالیس برس تک اس طور پر رہے کہ انکے پاس صرف دو ہی کرتے تھے جب ایک کو دہوتے تو دوسرے کو پہنتے تے - اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتون کا کام کرتے اور اُسی پر گذران کرتے تھے - ایک مرتبہ یہ بیمار ہوئے تو لوگ اطباء خلیفہ مین سے ایک شخص کو بُلا لائے اور انکو اسکی خبر نہ تھی مگر جب اُسنے جانیکا ارادہ کیا تو لوگون نے انکو خبر کی - انہون نے پوچھا کہ انکی فیس کیا ہے معلوم ہوا کہ ایک دینار - اسپر کہا کہ انکو یہ تھیلی دیدو لوگون نے اُسے کھولکر جو دیکھا تو اُسمین پندرہ دینار نکلے انہون نے کہا کہ یہ سب انکو دیدو اور لوگون سے بیان کیا کہ مینے صرف اسی لئے کیا ہے کہ انکو یہ اعتقاد نہ ہے کہ خلیفہ مین فقیرون سے زیادہ مروت ہے - انکا قول ہے کہ مین تو سمجھتا ہون کہ جو شخص بُرائی سے بھاگتا ہے وہ اُس سے سخت تر برائی مین پڑتا ہے اسلئے جبتک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہبر نہ دے صبر کرنا چاہیئے - اور جسنے قرآن پڑہا اور دنیا کی محبت پر جُھکا اُسنے اللہ کی آیتون کو ہنسی کھیل بنایا - اور عالم کو اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ کہین اُسکے بہترین اعمال اُسکے گناہون سے اُسکے حق مین زیادہ تر مضر نہ ثابت ہون - یہ کہتے ہین کہ مین مصیصہ (جو ملک شام کا ایک شہر ہے) پہونچا تو

تو وہان کے لوگ میری طرف جھکے اور اسکی وجہ سے میرا قلب بجھ گیا دو سال کے بعد ملا سنہ ۱۹۰ ایکسو نوے ہجری کے کچھ بعد گھر دنیا کے پنجہ سے چھوٹے اور انکی حالت یہ تھی کہ جسم پر تولہ بھر بھی گوشت نہ تھا۔

(۱۰۵) حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ واللہ اگر کوئی قسم سے کہے کہ تیرا عمل اُس شخص جیسا نہین ہے جسکو یوم الحساب پر ایمان ہو تو مین اُس سے کہون کہ تو سچ کہتا ہے تو اپنی قسم کا کفارہ نہ دے۔ اور انکا قول تھا کہ اگر تجکو اسکا خوف نہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے بہترین اعمال پر تجھپر عذاب کریگا تو تو ہلاک ہونے والا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ اگر مجھے اسکا اندیشہ نہوتا کہ مین اپنے فلان بھائی کے لئے بناوٹ کرون گا تو ضرور اُس سے ملتا لیکن اُسکو میرا سلام کہہ دینا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اچھے اعمال مین سے مجھے کوئی چیز گھر مین بیٹھے رہنے سے افضل نہین معلوم ہوتی اور اگر میرے پاس کوئی تدبیر ایسی ہوتی کہ فرائض کے لئے باہر نکلنے سے چھوٹ جاتا تو مین ضرور اُسکو عمل مین لاتا سنہ ۲۰۷ دو سو سات ہجری مین ہمیشہ کے لئے بیت رضوان مین گوشہ نشین ہو گئے۔

(۱۰۶) یمان ابن معاویۃ الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ میرے سب بھائی مجھسے بہتر ہین کیونکہ وہ سب کے سب مجھے اپنے آپ سے افضل سمجھتے ہین۔ اور جسکو قرآن آتا ہو اُسکے لئے برا ہے کہ جو چیز بال اینٹھ سے بھی کم ہو اُسکے حاصل کرنے کے لئے دوڑا پھرے یا اُسکے لئے لوگون سے

دہینگا منتی کرے۔ انکی بینائی چلی گئی تھی مگر جب قرآن کو دیکھکر تلاوت کرنا چاہتے تو اللہ تعالیٰ انکی بینائی دے دیتا تھا اور جب قرآن کو بند کر دیتے تھے تو پھر بینائی غائب ہو جاتی تھی۔ ایک شخص نے انکی آبرو پر دست درازی کی اور لوگون نے اُسے منع کیا تو انہون نے کہا کہ اسے چھوڑ دو بدبخت ہونے دو اسکے بعد خدا سے دعا کی کہ خداوندا جس گناہ کے باعث تو نے اسکو مجھپر مسلط کیا ہے اُسکو بخشدے۔ یہ گھورون پر سے چیتھڑے چن لاتے اور اُنکو جوڑ جاڑ کے شرمگاہ چھپاتے اور کہتے کہ اگر خدا نے چاہا تو دار البقا مین ہمارے سامنے پوشاک رکھی ہوئی ہوگی۔

(۱۰۷) مسلم بن میمون خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہون نے طبریہ (جو ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے) مین وفات پائی۔ اُن کا قول ہے کہ مین قرآن پڑہا کرتا تھا تو مجھے اُسکی کوئی حلاوت معلوم نہوتی تھی تب مینے اپنے نفس سے کہا کہ اسے ایسا پڑہ کہ گویا تو اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رہا ہے تب اُسکی حلاوت معلوم ہوئی پھر مینے اس سے بھی زیادہ کا ارادہ کیا تو کہا کہ ایسا پڑہ کہ گویا تو اُسے جبرائیل علیہ السلام کی زبانی سن رہا ہے جس وقت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکر اُترے ہین تب اور حلاوت بڑہی پھر مینے کہا کہ ایسا پڑہ کہ گویا تو رب العالمین سے سن رہا ہے اُس سے ساری حلاوتین آگئین۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص حلال کی جستجو کرے گا اُسکو ایک روٹی بھی ایسی ملیگی جسکو وہ مہمان کیلئے نکال لائے۔

---

(۱۰۸) ابو عبیدہ خواص رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ انھون نے اپنے بھائیون کو لکھہ بھیجا کہ تم ایسے زمانہ مین ہو جسمین پرہیزگاری کم ہوگئی ہے اور جسمین صاحب علم ہونا فساد کی جڑ ہے اور علم والے چاہتے ہین کہ صاحب علم ہونے کے ذریعہ سے پہچانے جائین اور نہین چاہتے کہ انکا اُسپر عمل نہ کرنا لوگون کو معلوم ہو اسلیے خطاؤن کی جس حالت مین وہ ہین اُسکو اچھا ثابت کرنے کے لیے اپنی رائے سے گفتگو کرتے ہین اسوجہ سے انکے گناہ ایسے گناہ ہین جو معاف نہوسکے۔ ستر برس تک انھون نے اللہ عزوجل سے شرم کرنے کے باعث آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائی سورۃ القارعہ کو نہ خود پڑھنے کی تاب لا سکتے تھے اور نہ اور ون سے سننے کی۔

(۱۰۹) ابو بکر بن عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ کہا کرتے تھے کہ عجب دنیادار کا ایک درہم جاتا رہتا ہے تو دن بھر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا کرتا ہے اور اُسکی عمر اور اُسکا دین گھٹتا جاتا ہے تو اُسپر افسوس نہین کرتا۔ اور بولنے کا ادنی ضرر شہرت ہے جسکے سامنے اور بلائین گرد ہین۔ یہ زاہد و پرہیزگار تھے۔ یہ کہتے ہین کہ مینے ایک کبڑی ڈھڈو بڑھیا کو دیکھا کہ دونون ہاتھون سے تالیان بجاتی جاتی تھی اور اُسکے اردگرد بہت سے لوگ تھے کہ وہ بھی تالیان بجاتے تھے پس جب میرے پاس گزری تو میری طرف منہ کرکے کہنے لگی کہ آہ اگر مین تجھے پاجاتی تو تیرا بھی یہی حال کرتی جو مینے ان لوگون کا کر رکھا ہے اسکے بعد یہ رونے

لگے۔ انکا بیان ہے کہ میننے اٹھائیس ہزار ختم کئے ہین اور مین جی چاہتا ہون کہ اے کاش یہ اُن لغزشون مین سے ایک کی ہی معافی کا ذریعہ ہون جو مجھسے اُن ختمون مین واقع ہوئی ہین۔ ۲۶۱ھ ایکسو تیرانوے ہجری مین اُنکی تیرانوے سال کی عمر ختم ہوگئی۔

(۱۱۰) ابو علی الحسین بن یحییٰ نخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ جہنم مین کوئی گھر کوئی گڑھا کوئی بیڑی کوئی اور کوئی زنجیر ایسی نہین ہے جسپر اُس شخص کا نام لکھا ہوا نہو جسکے لئے وہ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور کہتے تھے کہ لقمان کی حکمت مین سے ہے کہ تیرے فرش پر رغبت رکھنے والے یا ڈرانے والے کے سوا کوئی قدم نہ رکھے۔ پس جو شخص تجھسے ڈرنیوالا ہے اُسکو اپنے قریب بٹھلاؤ اور اُسکے سامنے خندہ رو رہو اور اُسکے پس پشت چشمک زنی نہ کرو۔ اور جو تمہاری طرف رغبت رکھنے والا ہے اُس سے صاف دلی کیساتھ بشاشت ظاہر کرو اور سوال کرنے سے پہلے اُسکی حاجت روائی کرو اسلئے کہ جب تمنے اُسکو سوال پر مجبور کیا تو جسقدر تمنے اُسکو دیا اُس کا دونا اُسکی آبرو مین سے تمنے ضائع کردیا۔

(۱۱۱) وکیع بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ زہد تو حلال ہی مین ہوا کرتا ہے اور حلال مفقود ہوگیا اسلئے دنیا بمنزلہ مردہ کے ٹھیری اور اس سے اسیقدر لو جس سے تم زندہ رہ سکو کیونکہ اگر وہ حلال ہے تو تم زاہد ٹھیرے اور اگر حرام ہے تو تمنے جان ہی بچانے بھر لیا اور اُسیقدر اُسمین سے حلال ہی تھا اور اگر اُسمین شبہے ہین تو عتاب مین کمی ہوجائیگی مین کہتا ہون کہ انکا یہ کہنا

کہ حلال مفقود ہو گیا اپنے حال اور اپنے مقام کے اعتبار سے ہے کیونکہ یہ لوگ
اُس چیز کی نسبت جو ضروریات زندگی میں سے ہاتھ میں آئے پہلے جہان میں کر لیناواجبات
مین سے شمار کرتے ہیں اور جو یہ نہیں کرتا اُسکا کھانا ایسے لوگ نہیں کھاتے واللہ اعلم
یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کا طریق ایک سودا ہے جسمین سچا ہی نفع حاصل کرتا ہے ۔ یہ صائم الدہر
تھے اور ہر رات کو قرآن ختم کرتے تھے ۔ اور جب کوئی شخص انکو ستاتا تو یہ خود اپنے ہی
سر پر خاک اُٹھا کر ڈالتے اور کہتے تھے کہ اگر میرا گناہ نہوتا تو یہ مجھپر مسلط نکیا جاتا پھر وہ کثرت کے
ساتھ استغفار کرتے یہانتک کہ وہ موذی ان سے دستکش ہو جاتا ۔ ۱۲۹ھ ایکسو انتیس
ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷ھ ایکسو ستانوے ہجری میں حج سے واپس آ رہے تھے
کہ عراق کی راہ میں جبکہ ان کی عمر چھیاسٹھ سال کی تھی عقبیٰ کا سفر اختیار کیا اور وہین دفن ہوئے
رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۲) عبدالرحمٰن بن مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر شب قرآن ختم کراتے اور نصف قرآن تہجد میں پڑھتے تھے ۔ انکے بھائی جب انکے
پاس بیٹھتے تو سب دم بخود رہتے تھے ایک دن ان میں سے ایک شخص انکے حلقہ میں
ہنسا تو انہوں نے کہا کہ تم علم حاصل کرنے کو آتے ہو اور ہنستے ہو یہ شخص دو مہینے تک
میرے ساتھ نہ بیٹھے چنانچہ دو مہینے تک اُسکا آنا روکدیا بعدہٗ اُسنے معافی چاہی تو کہا کہ
آدمی کو چاہیے کہ جب علم حاصل کرتا ہو تو روے کیونکہ وہ اپنے نفس پر حجت قائم کرنا چاہتا ہے
اور اُسپر عمل کرنیکا ارادہ تو بہت ہی کم ہوتا ہے ۔ یہ کہا کرتے تھے کہ آج میں کسی پر رشک
نہیں کرتا مگر اُس مومن پر جو قبر میں ہے ۱۳۵ھ ایکسو پینتیس ہجری میں انکی ولادت اور ۱۹۸ھ
ایکسو اٹھانوے ہجری میں انکی رحلت واقع ہوئی ۔

(۱۱۳) محمد بن اسلم طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ "سواد اعظم" کی پیروی کو لازم سمجھو۔ لوگون نے پوچھا کہ "سواد اعظم" سے کونسے لوگ مراد ہین اُنھون نے کہا کہ ایک شخص یا دو شخص عالم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ پر مضبوطی سے چلنے والے ہون اور اس سے مراد مطلق مسلمان نہین ہین۔ پس جو شخص ایسے دو شخصون یا ایک شخص اور اُسکے پیروون کے ساتھ ہوگا تو وہ جماعت کے ساتھ ہوگا اور جو اُنکی مخالفت کرے گا وہ جماعت کی مخالفت کریگا۔ وہ اپنے عمل کو جو نفل ہوتا پوشیدہ رکھتے اور کہتے تھے کہ اگر دونون فرشتون سے مخفی رکھنا میرے امکان مین ہوتا تو ضرور مین ان سے بھی چھپاتا۔ اور جب اپنے گھر کے اندر آتے تو اسقدر روتے کہ انکے پڑوسیون کو انپر رحم آتا تھا۔ اور جب باہر نکلتے تو مُنہ دھو لیتے اور آنکھون مین سرمہ لگا لیتے تھے۔ اور خیرات کرنے کو رات کے وقت مُنہ پر نقاب ڈالکر نکلتے تھے تاکہ کوئی پہچانے نہین۔ اور کالے جو کہا کرتے اور کہتے تھے کہ یہ بیت الخلا کو جانے والا ہے۔ اور انکا قول تھا کہ اگر تم مین سے کوئی آدمی کھانے کی کوئی چیز خریدے اور اُسکو خوش ذائقہ اور خوشبودار بنانے مین بڑا اہتمام کرے اور اسکے بعد اُسکو پاخانے مین پھینکدے تو تم سب اُسکو سڑی کہوگے حالانکہ تم سب رات دن کھانون کو پاخانون ہی مین پھینکتے ہو مگر اپنے آپ پر کوئی بھی نہین ہنستا۔ ۲۲۶ھ دو سو چھبیس ہجری مین روضۂ رضوان کو سدھارے۔

(۱۱۴) محمد بن اسمٰعیل بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اُن علماء باعمل مین سے تھے جنکے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے
صائم الدہر تھے اور بوجہ پرہیزگاری کے اور بیت الخلا کی آمد و رفت مین اللہ تعالیٰ سے
شرم آنے کے باعث بیوک کے رہتے تھے یہانتک کہ ہر روز ایک کھجور یا ایک بادام
انکی خوراک رہگئی تہی۔ سنہ ۱۹۴ھ ایکسو چورانوے ہجری مین بخارا مین پیدا ہوئے اور سنہ ۲۵۶ھ
دوسو چھپن ہجری کی شب عید الفطر کو اس دارمحن سے رخصت ہوئے اور خرتنگ مین
جو سمرقند سے دو فرسخ پر ایک گانون تہا مدفون ہوئے۔ انکا قول تہا کہ میرے نزدیک
مدح کرنے والے اور مذمت کرنے والے دونون برابر ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے
امید ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور مین حاضر ہونگا تو مجھسے یہ مواخذہ نہوگا کہ
مینے کسی شخص کی غیبت کی تہی۔ انہون نے کبھی کوئی چیز خریدی نہ بیچی۔ یہ پرہیزگار
و زاہد تھے۔ رات کو اندھیرے مین ہوتے۔ اور اکثر راتون کو بیس بیس بار اُٹھکر
چقماق سے چراغ جلاتے اور حدیثین لکھتے اور سو جاتے تھے۔ ہر شب کے آخر حصہ
مین تیرہ رکعتین پڑہتے جنمین سے ایک وتر ہوتی تہی۔ اور رمضان کی راتون مین اپنے
یارون کے ہمراہ تہائی قرآن کے ساتھ نمازین پڑہتے اور ہر تیسرے دن ختم کرتے
اور کہتے تھے کہ ہر ختم کے وقت ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ انہون نے اپنی صحیح مین
جو حدیث درج کی ہے اُسکے بعد اللہ عزوجل کے شکرانہ کی دو رکعتین پڑہی ہین۔ یہ اپنے
والد کے مال مین سے کہاتے تھے کیونکہ وہ حلال تہا اور اُنکے والد کا قول تہا کہ مین اپنے
مال مین سے ایک درہم کو بہی حرام یا شبہہ کا نہین جانتا۔ انکے مناقب بہت اور مشہور ہین

(۱۱۵) یزید بن ہارون واسطی رضی اللہ عنہ

احمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے کبھی کسی عالم کو ان سے بہتر نماز پڑھتے نہ دیکھی نماز کو کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا کہ ایک ستون کھڑا ہوا ہے - انکا قول ہے کہ جسنے غیر وقت مین ریاست چاہی وہ اُسوقت محروم رہا جب اُسکا وقت آیا - یہ کچھ اوپر چالیس برس تک جب عشا پڑھتے تو چاشت تک کھڑے ہوئے نمازین ہی پڑھا کرتے تھے - انکی آنکھین بہت خوبصورت تھین مگر ہمیشہ روتے روتے ایک چوپٹ اور ایک چندہی ہوگئی - ایکمرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ وہ خوبصورت آنکھین کہان ہین تو کہا کہ نور کے تڑکے مین غم کے رونے سے چلی گئین - ۲۰۶ھ دوسو چھیاسی ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے -

(۱۱۶) یونس بن عبید رضی اللہ تعالی عنہ

انکا قول تھا کہ جب آدمی بات کرتا ہے تو اُسکے کلام سے اُسکی پرہیزگاری کا پتہ لگ جاتا ہے - اور جتنی نیکیان ہین سب مین کچھ نہ کچھ آمیزش ہوتی ہے اور نہین ہوتی تو زبان کی نگہداشت مین اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ کوئی کثرت سے نمازین پڑھتا اور روزے رکھتا ہے اور حرام سے افطار کرتا ہے اور رات کو کھڑا ہوا عبادت کرتا ہے اور اُسکو دکھلاتا ہے اور لغو اور جھوٹی گواہی مین پڑ جاتا ہے لیکن جب زبان کی نگہداشت کرتا ہے تو مین امید کرتا ہون کہ اُسکا سارا عمل نیک ہوگا - اور کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے حلال سے ایک درہم ملجائے تو اُسکا گیہون خرید کر ستو بناؤ اور چار دن کو پلایا کرو

پس جو بیمار اُس مین سے کچھہ بھی پی لے اُسکو اللہ عزوجل شفا بخشے - اور جب آدمی کے دو معاملے درست ہو گئے تو اور سب باتین درست ہو گئین ایک اُسکی نماز کا معاملہ اور دوسرا اُسکی زبان کا - اور جسکی زبان درست ہوئی اُسکے سب اعمال درست ہو گئے - اور نیکیون مین سے سو باتین ایسی جانتا ہون جنمین سے ایک بھی مجھہ مین نہین ہے - ۱۳۹ھ ایکسو انتالیس ہجری مین رہگرا اے عالم قدس ہوے -

(۱۱۷) عبداللہ بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بکار رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ابن عون کہا کرتے تھے کہ ہمارے اس زمانہ مین عاقل کو چاہیے کہ کسی پر عتاب کرے کیونکہ اگر عتاب کرے گا تو جس بات پر عتاب کیا ہے اُس سے زیادہ سخت وہ کر بیٹھے گا - اور بکار کہتے ہین کہ مینے ابن عون کو اپنی ذات مین دہیان جاتا تھا اُسمین مشغول رہنے کے باعث کبھی کسی سے مذاق کرتے نہ دیکھا - اُن کا معمول تھا کہ صبح کی نماز پڑھکر اور اپنی جگہہ مین قبلہ رُخ بیٹھکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے اور جب آفتاب نکل آتا تو اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوتے تھے - اپنی زبان کے مالک تھے - ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہین رکھتے تھے - اُنکے بدن سے خوشبو آتی تھی اور خوش پوشاک بھی تھے - اور اپنے گھر مین تنہا خاموش فکر مین ڈوبے ہوئے رہتے تھے - کبھی حمام مین نہ گئے اور اس امر کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اُنکے نیک اعمال و اخلاق سے واقف ہو - ابن مہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین چوبیس برس عبداللہ بن عون کی صحبت مین رہا مگر مین نہین جانتا کہ فرشتون نے اس عرصہ مین اُنکا ایک گناہ بھی لکھا ہو - اپنے والدین سے نیکی کے ساتھہ پیش آتے تھے - انہون نے

کبھی انکے سامنہ ایک برتن مین نکمایا اور اسکی وجہ جو پوچھی گئی تو کہا کہ مجھے یہ اندیشہ رہتا ہے کہ شاید انکی نگاہین پہلے سے کسی لقمہ پر ہون اور مین اُسکو لے لون - ایک دن کسی کام کے لئے انکی ان نے انکو بلایا تو انہون نے بلند آواز سے جواب دیا اسکے کفارہ مین اُسی دن انہون نے دو غلام آزاد کئے - انکے بہت سے مکان تھے جنکو رہنے والون کے لئے مباح کر دیا تھا اور اس خوف سے کہ کرایہ مانگتے وقت خوف زدہ نہو جائین کسی مسلمان سے کرایہ نہ لیتے تھے ۲۱۸ھ دو سو اٹھارہ ہجری مین قید ہستی سے آزاد ہو گئے -

(۱۱۸) عبد الله صوری الله تعالیٰ عنہ

انکا قول ہے کہ سچون کے اعمال دل سے ہوتے ہین اور ریاکارون کے ظاہری اعضا سے - یہ کہا کرتے تھے کہ دل مین ایک درد ہوا کرتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ کی محبت ہی اچھا کرتی ہے اور جس شخص نے اپنے آپ کو ایسی چیز کا پابند کیا جسکی اُسکو حاجت نہین ہے اُسنے اپنے احوال مین سے اُس شے کو ضائع کیا جسکی اُسکو احتیاج ہے - اور جب تیرے کلام سے تجھی کو فائدہ نہوا تو دوسرے کو اُس سے کیونکر فائدہ ہو سکتا ہے اور جسنے سنتون کی پابندی مین سستی کی وہ بدعتون مین مبتلا ہوا - اور جسنے اہل طریقت مین سے ہونے کا دعویٰ کیا وہ اُسکے آداب بجالانے مین کمزور ہوا اور رسوا ہو کر مرا اور جسنے اہل طریقت مین سے اپنا نام سنا دیا وہ نہ مرے گا جبتک کہ دور دور کے لوگون کا مرجع نہونے گا - اور بہت ایسے ہین جنکے دلون مین عبودیت کے دعوے چھپے ہوئے مگر ربوبیت ہی کے اوصاف اُن سے ظاہر ہوتے ہین اور مردون کے

سب سے بڑے اخلاق مین سے یہ ہے کہ لوگ اُسکی بدگمانی سے بچے رہین۔

(۱۱۹) عبداللہ بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بڑے عابد تھے قبرستان مین رہا کرتے اور لوگونکی صحبت چھوڑ بیٹھے تھے اور انکا قول تھا کہ مینے قبر سے بہتر نصیحت کرنے والا اور تنہائی سے بڑھکر دین کا بچانے والا نہ دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے غافل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تم ایسی چیز کے پاس سے گذرو جو اللہ عزوجل کو ناراض کرتی ہے اور تم اُس سے لوگون کے خوف کے باعث منع نہ کرو۔ اور جسنے مخلوق سے ڈر کر امر بالمعروف کو ترک کیا اُس سے اللہ عزوجل کی ہیبت چھین لی گئی۔ اور جو آدمی کہ اپنے مال مین فضول خرچی کرتا ہے وہ تو اُس سے روکے جانے کا سزاوار ہے پھر اُسکا کیا حال ہوگا جو مسلمانون کے مال کو بیجا خرچ کرتا ہے ۱۸۴ھ ایک سو چوراسی ہجری مین چھیاسٹھ برس کے ہوکر مدینہ طیبہ سے ہمیشہ کے لئے قبر کی تنہائی مین جا سوئے۔

(۱۲۰) ابو اسحٰق ابراہیم ھروی رضی اللہ عنہ

ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی صحبت اُٹھائے ہوئے اور اہل توکل و تجربہ مین سے تھے۔ قزوین سے خلد برین کو سدھارے۔ ہرات والے انکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے لیکن جب انہون نے بکہ و تہا حج کیا تو اُس حج مین یہ دعا مانگی کہ خدایا میری روزی ہرات والون کے مال سے موقوف رکھنا اور میرے حق مین انکو بیزار بنا چنانچہ جب وہ حج سے واپس آئے تو بغیر کچھ کمائے ہوئے کتنے ہی دن گذر جاتے تھے

مگر جب ہرات کے بازار سے گذرتے تھے تو لوگ ان کو گالیان دیتے اور کہتے تھے
کہ یہ تو ہر روز اتنے اتنے درہم خرچ کیا کرتا ہے ۔ یہ کہتے تھے کہ مین بیابان مین کچہ
دنون اسطرح پر رہا کہ نہ کچہ کہاتا تھا اور نہ پیتا تھا اور نہ کسی چیز کی خواہش ہوتی تھی اسپر میرے
نفس مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری بہی کچہ منزلت ہے بس اس
خیال کا آنا ہی تہا کہ میرے داہنی جانب سے ایک شخص نے کہا کہ ابراہیم! تو اپنے
دل مین اللہ عزوجل سے ریا کرتا ہے!! پہر اُسنے کہا کہ تجہے خبر بہی ہے کہ مجہے یہان
کتنے دن ہو گئے ہین کہ مینے نہ کچہ کہایا نہ پیا اور نہ خواہش کی ہے حالانکہ مین اپاہج
بے حس وحرکت پڑا ہوا ہون۔ مینے کہا کہ خدا بہتر جانتا ہے ۔ اُسنے کہا کہ اتنی دن
اور پہر بہی مجہے اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ تیرا جیسا خیال میرے دل مین گذرے
حالانکہ اگر مین اللہ تعالیٰ کو قسم دون کہ میری خاطر سے اس درخت کو سونے کا بنا دے
تو وہ ضرور کرے ۔ بس میری یہ تنبیہ ہوئی ۔

(۱۲۱) ابو نعیم اصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حلیہ اور طبقات وغیرہا کتابون کے مصنف ۳۳۶ھ تین سو چہتیس ہجری
مین اس دار محن مین آئے اور چورانوے سال کی عمر مین ۴۳۰ھ چار سو تیس ہجری مین
نعیم جنت کے شوق مین اصفہان سے عقبیٰ کی راہ لی ۔ اصفہان والون نے ان کو
نکال دیا اور جامع مسجد مین بیٹہنے سے روک دیا تہا ۔ پس سلطان محمود بن سبکتگین نے
اصفہان پر قبضہ اور اپنی جانب سے وہان حاکم مقرر کر کے وہان سے کوچ کیا محمود کا پیٹہہ پہیرنا تہا
کہ ان لوگون نے حملہ کر کے اُس حاکم کو قتل کر ڈالا ۔ محمود دوبارہ وہان پہونچا اور

لوگونکو اوسنے امان دی جس سے وہ مطمئن ہوگئے لیکن پہر اون کو قتل کرنا شروع کیا تو اوپر
سے زیادہ آدمی صاف ہوگئے۔ لوگون نے اس واقعہ کو ابونعیم کی کرامات مین شمار کیا۔ اور اُنکی
اسّی سے کچھ زیادہ عمر ہو چکی تہی اُسوقت حلیہ علم سینہ سے لکھوائی تہی بسفینہ سے۔

فصل عابدہ عورتون کے تذکرہ مین

(۱۲۲) انہین سے ایک معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا ہین

انکی عادت تہی کہ جہان دن نکلا اور انہون نے کہا کہ بس آج ہی کا دن تو میرے
مرنے کا ہے اسلئے دن بہر سوتی تہین یہانتک کہ شام ہو جاتی تہی۔ اور جب رات آتی
تو کہتی تہین کہ اسی رات مین تو مین مرنے والی ہون اسلئے صبح تک نہ سوتی تہین۔ اور جب
نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھکر گہر مین دوڑتین اور کہتین کہ اے نفس نیند تو سامنے ہی ہے۔
پہر صبح تک گہر مین پہرتی رہتین اور انکو ہر دم یہ اندیشہ رہتا تہا کہ کہین غفلت اور نیند مین موت
نہ آجائے۔ یہ رات دن مین چہ سو رکعتین پڑہتی تہین اور چالیس سال تک انہون نے
نگاہ اُٹہاکر آسمان کی طرف نہ دیکہا۔ اور جب انکے شوہر نے قضا کی تو مرتے دم تک
تکیہ لگاکر بچہونے پر نہ لیٹین۔ یہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملی تہین
اور اُنسے حدیث روایت کرتی تہین۔

(۱۲۳) رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کثرت سے رونے والی اور غمگین رہنے والی تہین اور جب دوزخ کا ذکر سنتین تو

رحمہا اللہ

عرصہ تک بیہوش رہتی تہین۔ انکا قول ہے کہ ہماری استغفار استغفار کے محتاج ہی
اور جو کچھ لوگ انکو لا کر دیتے اُسکو واپس کر دیتی اور کہتی تہین کہ مجھے دنیا کی کچھ حاجت نہین
ہے۔ اور اسّی برس کی عمر مین ہوکر پُرانی مشک جیسی ہوگئی تہین اور چلنے مین گری پڑتی
تہین اور ہمیشہ انکا کفن اونکے سامنے سجدہ کرنیکی جگہ مین کہا رہتا تہا اور اُنکے سجدہ کی جگہ اون کے
آنسوون سے ایسی تر رہتی تہی گویا پانی بہایا گیا ہے۔ انہون نے سُفیان کو واغماہ کا نعرہ مارتے سُنا تو کہا کہ ہائے
غم کی کمی، اگر تم غمگین ہوتے تو تمکو زندگی اچہی نہ معلوم ہوتی۔ انکے مناقب بہت اور
مشہور ہین۔

(۱۲۴) ماجدہ قرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتی تہین کہ جہان کوئی کہٹکا ہوا اور کسیکی آہٹ مینے پائی تو مجھے یہی گمان
ہوتا ہے کہ بس اسکے بعد ہی میرا خاتمہ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ایسے گہر کے رہنے والے
کیسے کم عقل ہین جنکو حکم دیا گیا ہے کہ یہان سے کوچ کرو اور وہ ہین کہ اطمینان سے
ٹھہرے ہوئے ہین گویا انکے سوا کسی اور کو کہا گیا ہے اور انکو جانے کی اجازت
ہی نہین ہے اور اُس حکم سے کوئی اور مراد ہے۔ اور کہا کرتی تہین کہ فرمانبردارون کو
جو کچھ نصیب ہوا ہے یعنی جنت مین جانا اور خدا کا راضی ہونا سب بدن کو تہکا کر
حاصل ہوا ہے۔

(۱۲۵) سیدہ عائشہ بنت حضرت جعفر صادق رحمہا اللہ

مصر مین قرافہ کے بہاٹک پر مدفون ہین۔ یہ کہا کرتی تہین کہ تیری ہی عزت وجلال

کی قسم ہے کہ اگر تو نے مجھے دوزخ مین بھیجا تو مین اپنی توحید کو ہاتھ مین لیکر دوزخیون مین پھرون گی اور اُن سے کہونگی کہ مینے تو اُسکی توحید کی اور اُسنے مجھے عذاب دیا۔ سنہ ۱۲۵ ایکسو پینتالیس ہجری مین جنت کو سدہارین۔

(۱۲۶) رباح قیسی کی بیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ساری رات کھڑی ہوئی عبادت کیا کرتی تہین۔ اور انکا معمول تھا کہ جب چوتھائی رات گذر جاتی تو رباح سے کہتین کہ نماز کے لیے اُٹھو اگر وہ نہ اُٹھتا تو پھر نماز کو کھڑی ہو جاتین اور دوسری چوتھائی بھی ختم کرکے آتین اور کہتین کہ اے رباح اُٹھو لیکن وہ نہ اُٹھتا تو اس چوتھائی کو بھی تمام کرتین اور آکر اُسے اُٹھاتین اور اُسکے نہ اُٹھنے پر ساری رات گذار کر آتین اور کہتین کہ اے رباح رات کا لشکر چلا گیا اور تو سوتا رہا مین نہین جانتی کہ تیری نسبت مجھے کسنے دہوکا دیا تو خاصہ ظالم و سرکش ہے۔ یہ زمین سے کوئی تنکا اُٹھالیتین اور کہتی تہین کہ واللہ دنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اور یہ عشاء کی نماز پڑھکر خوشبو ملتین اور کپڑے پہنکر اپنے شوہر سے کہتین کہ تمکو مجھ سے کوئی ضرورت تو نہین ہے پس اگر وہ نہین کہتا تو آرائشی لباس اُتار ڈالتین اور فجر تک نماز مین مشغول رہتین۔

(۱۲۷) فاطمہ نیشاپوریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ فاطمہ میری پیر ہین۔ انکا قول ہے کہ جسنے ہر حال مین اللہ تعالیٰ کو پیش نظر نہ رکہا وہ ہر میدان مین اُترے گا اور ہر زبان

سے باتین کرے گا اور جسنے ہر حال مین اللہ تعالیٰ کو پیش نظر رکھا اُسکو وہ سچائی کے سوا
اور باتون مین گونگا کر دے گا اور اپنے سے حیا کرنا اور خلوص کے ساتھہ پیش آنا لازم
کر دے گا۔ اور کہتی تھین کہ جسنے ایسی حالت مین عمل کیا کہ اللہؔ اُسکو دیکھہ رہا ہے
وہی خلوص والا ہے۔ ابو یزید بسطامیؒ انکی نسبت کہتے تھے کہ مینے فاطمہ جیسی
عورت نہین دیکھی مینے مقامات مین سے کسی مقام کو ایسا نہین پایا جو انپر منکشف
نہ ہو چکا ہو۔ ۲۲۳ھ دو سو تیئیس ۲۲۳ ہجری مین مکہ معظمہ مین عمرہ کے راستہ سے جنت پہنچین

(۱۲۸) رابعہ بنت اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابتداے عمر سے انتہا تک عبادت مین رہتی تھین۔ انکا قول ہے کہ جب
بندہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُسکے بُرے اعمال پر مطلع فرماتا ہے
پس وہ خلق اللہ کو چھوڑ کر انہین مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ روزہ رکھتی اور کہا کرتی تھین
کہ مجھہ جیسی کو دنیا مین بے روزہ رہنا نہین چاہیے۔ یہ اپنے شوہر سے کہا کرتی تھین کہ
مین تمکو شوہرون کی طرح نہین بلکہ بھائیون کیطرح دوست رکھتی ہون۔ اور کہتی تھین کہ
جب کبھی میرے کانون مین اذان کی آواز پہونچی تو مجھے قیامت کا پکارنے والا یاد
آیا۔ اور جب برف پر نظر پڑی تو نامۂ اعمال کا اوڑنا یاد آیا۔ اور جب گرمی معلوم ہوئی
تو حشر کا سماں آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ یہ کہا کرتی تھین کہ مین نے بارہا جنون
کو آتے جاتے اور حورون کو اپنی آستینون سے مجھسے پردہ کرتے ہوئے دیکھا ہے
اور ان کے مناقب بہت ہین۔

(۱۲۹) ام ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خدا ترس عبادت کرنے والیوں میں سے تھیں - اور صرف روٹی کھاتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ میں تو رات ہی کے آنے سے شگفتہ ہوتی ہوں اور جب دن نکلتا ہے تو مجھپر اُداسی چھا جاتی ہے - ساری رات نماز میں کھڑی رہتیں اور جب تڑکا ہوتا تو کہتیں کہ اب میری جان میں جان آئی - ایک مرتبہ یہ باہر نکلیں تو انہوں نے کسیکو کہتے سنا کہ "اسکو پکڑو" اسپر غش کھا کر گر پڑیں - بیس برس تک انہوں نے اپنے بالوں میں تیل نہیں ڈالا تھا مگر جب سر کھولتیں تو اپنے بالوں کو تمام عورتوں کے بالوں سے بہتر پاتیں - اور جب کبھی جنگل میں انکو شیر ملتا تو اُس سے کہتیں کہ اگر میں ہی تیرا رزق ہوں تو مجھے کھالے وہ فوراً ان سے مُنہ پھیر کر لوٹ جاتا -

(۱۳۰) حبیب کی بیوی عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رات بھر عبادت میں کھڑی رہتیں اور جب صبح ہوتی تو اپنے میاں سے کہتی تھیں کہ اے مردوے! اُٹھہ رات جا چکی دن نکلا اور طارا علی کے تارے ٹوٹے اور نیکوں کے قافلے چلے گئے اور تو پیچھے رہ گیا اُن کو نہیں پائے گا - ایک مرتبہ انکی آنکھیں دُکھنے کو آئیں تو کسی نے پوچھا کہ تمہاری آنکھوں کے درد کا کیا حال ہے تو کہا کہ میرے دل کا درد اس سے زیادہ سخت ہے -

(۱۳۱) امۃ الجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں - ایک مرتبہ عابدوں میں "ولایت" کی تعریف کے متعلق

اختلاف ہوا۔ بہت سے قول پیش ہوئے۔ آخر سب نے کہا کہ ابن الجلیل کے پاس چلو۔ عابدون نے ان سے آکر پوچھا کہ تمہارے نزدیک "ولایت" کی تعریف کیا ہے۔ انہون نے کہا کہ ولی وہ ہے جو ہر وقت دنیا سے روگردان اور خدا کی طرف مشغول ہو اور اُسکی ایک گھڑی بھی ایسی نہو جسمین وہ غیر خدا کے لئے فارغ ہو۔ بعدہٗ اُن مین سے ایک نے کہا کہ جو کوئی تمسے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ولی کا شغل اللہ عزوجل کے سوا کچھ اور ہے تو اُسکو جھوٹا سمجھو۔

(۱۳۲) عبیدہ بنت ابی کلاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مالک بن دینار کے پاس آیا جایا کرتی تھین۔ ایک مرتبہ انہون نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ متقی اُسوقت تک تقوی کی حقیقت تک نہین پہونچتا جبتک کہ اللہ عزوجل کے پاس جانا اسکے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نہو" تو یہ غش کھا کر گر پڑین۔ اور کہا کرتی تھین کہ مین کچھ پروا نہین کرتی کہ کس حال مین میری صبح ہوئی اور کس حال مین شام۔ لوگ انکو رابعہ رضی اللہ عنہا پر ترجیح دیتے تھے۔

(۱۳۳) عفیرہ عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ایک دن چند عابد انکی زیارت کو پہونچے تو انہون نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے عابدون نے کہا کہ ہم آپکی دعا چاہتے ہین انہون نے کہا کہ اگر خطا کارون کی زبانین بند ہوگئی ہوتین تو تمہاری بڑھیا گونگی ہے جو بات بھی نہ کر سکتی لیکن خیر دعا کرنا سنت ہے۔ اسکے بعد کہا کہ اللہ جنت کے بیرون سے تمہاری جدائی فرمائے اور میرے اور تمہارے

دلون مین موت کی یاد ڈالے اور مرتے دم تک ہمارے ایمان کو محفوظ رکھے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے -

(۱۳۴) شعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کبھی رونے سے تھکتی نہ تھین اسپر لوگون نے ان سے کہا کہ اسقدر نہ رویا کرو تو کہنے لگین کہ واللہ مین تو چاہتی ہون کہ اسقدر روون کہ میرے آنسو خشک ہو جائین تب اتنا خون روون کہ میرے جسم کے کسی جزو مین خون باقی نہ رہے - اور کہا کرتی تھین کہ جو رو نہ سکتا ہو اُسکو رونے والون پر رحم کرنا چاہیئے کیونکہ جو شخص روتا ہے وہ اپنے نفس سے اور جو گناہ اُسنے کئی ہین اور جسطرف وہ جا رہا ہے اُس سے واقف ہونے کی وجہ سے روتا ہے - اور کہتی تھین کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ تیری محبت کا پیاسا کبھی سیراب نہین ہوتا - اور جو عورت انکی خدمت کرتی تھی وہ کہتی تھی کہ جب سے میری نظر شعوانہ پر پڑی اُنکی برکت سے مین کبھی دنیا کی طرف نہ مائل ہوئی اور نہ میری آنکھ مین کوئی مسلمان چھوٹا نظر آیا - فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ انکے پاس آتے جاتے اور ان سے پوچھا کرتے اور دعا چاہا کرتے تھے

(۱۳۵) آمنہ رملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بشر بن حارث رضی اللہ عنہ ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے ایکمرتبہ بشر بیمار ہوئے تو یہ رملہ سے اونکی بیمار پرسی کو آئین - اور اون کے پاس تھین کہ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ بھی عیادت کو آئے - اور آمنہ رضی اللہ عنہا کو دیکھکر بشر سے پوچھنے لگے کہ یہ کون ہین - بشر نے کہا کہ

یہ آمنہ رملہ کی رہنے والی ہین میری بیماری کی خبر سُنکر رملہ سے میری عیادت کو آئی ہین۔ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے بشر سے کہا کہ آپ ان سے درخواست کیجیے کہ ہمارے لئے دعا کرین۔ چنانچہ بشر نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجیے۔ انہون نے کہا کہ خدایا بشیر بن الحارث اور احمد بن حنبل دوزخ سے تیری پناہ کے طالب ہین اے سب سے بڑے رحم کرنے والے ان دونو کو پناہ دے۔ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب رات ہوئی تو ایک پرچہ جسمین بعد بسم اللہ کے یہ لکھا ہوا تھا کہ ہمنے یہ کر دیا اور ہمارے یہان اس سے بھی زیادہ ہے" ہوا سے میری طرف گرا۔

(۱۳۶) منفوسہ بنت زید بن ابی الفوارس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

انکی عادت تھی کہ جب انکا بچہ مرتا تو اُسکو اپنی گود مین رکھتین اور کہتین کہ واللہ تیرا مجھسے آگے جانا میرے نزدیک تیرے مجھسے بعد جانے سے بہتر ہے اور تجھپر رونے پیٹنے سے میرا صبر کرنا اچھا ہے اور اگر تیری جدائی حسرت کا باعث ہوتی تو تیرے ثواب کی امید اُس سے عمدہ تھی۔ پھر عمرو بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر جسکا مضمون یہ ہے پڑھتین ؎

اپنے مردون پہ نہین روتے ہین ہم	بارِ غم سے ہو اگر بیٹھے بھی جسم

(۱۳۷) سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن علیؓ بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ ۱۴۵ھ ایکسو پینتالیس ہجری مین مکہ معظمہ مین پیدا ہوئین۔ زہد و عبادت مین

بڑی ہوئین اور اسحق مؤتمن سے آپکی شادی ہوئی - اور قاسم و اُم کلثوم آپکی دو اولادین تھین - سات سال تک آپکی اقامت سے مصر نے برکت حاصل کی - اور ۲۰۸ھ دوسو آٹھ ہجری مین داخل خلد برین ہوئین - انکے شوہر دونون بچون کو لیکر مصر سے چلے گئے اور سب نے بقیع مین ہمیشہ کے لئے آرام کیا مگر اسمین اختلاف بھی ہے جیسا کہ ابن الملقن نے لکھا ہے - جب امام شافعی مصر مین آئے تو انکی خدمت مین حاضر ہوا کرتے اور رمضان مین تراویح انہین کی مسجد مین پڑھتے تھے -

اب ہم پھر اُن اولیاء اللہ کا تذکرہ لکھتے ہین جو مرد تھے -

(۱۳۸) سعدون مجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چھ مہینے جذب اور چھ مہینے سلوک کی حالت مین رہتے تھے اور جب ان کو جوش آتا تھا تو چھت پر چڑھ جاتے اور بلند آواز سے پکارتے کہ اے سونے والو قبل اسکے کہ مہلت ختم ہو جائے خواب غفلت سے چونکو کیونکہ تمہاری موت ناگہاں آجائیگی -

(۱۳۹) بہلول مجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہارون الرشید نے ان سے ملاقات کی اور کہا کہ مین ایک زمانہ سے تمہاری ملاقات کا آرزومند تھا - انہون نے کہا کہ مگر مجھے تو تم سے ملنے کا کبھی شوق نہ ہوا - پھر ہارون رشید نے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کیجیے - انہون نے کہا کہ کس ذریعہ سے نصیحت کرون دیکھو یہ اُنکے محل ہین اور یہ اُنکی قبرین ہین - پھر کہا کہ اے امیر المومنین اُسوقت تمپر کیسی بنے گی جب اللہ تعالیٰ تمکو اپنے حضور مین کھڑا کرے گا اور چھوٹی سی چھوٹی چیزون تک کا

حساب تمسے لے گا اور اُسوقت تم بھوکے پیاسے اور ننگے ہو گے اور اُس دربار کبریائی کے لوگ تمھاری طرف دیکھکر ہنستے ہونگے - یہ سنکر روتے روتے اُونکی گگھی بندھگئی - بہلول مستجاب الدعوات تھے - ایک مرتبہ رشید نے انکے پاس نذرانہ بھیجا - انہون نے واپس کردیا اور کہلا بھیجا کہ جن لوگون سے تمنے لیا ہے اُنکو قبل اسکے کہ وہ آخرت مین تمسے اسکا مطالبہ کرین اور اُنکے راضی کرنے کو تمین کوئی چیز ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملے - لوٹادو - اسکو سُنکر رشید پر جوش گریہ طاری ہوا - بہلول رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند اشعار جنکا مضمون یہ ہے پڑھا کرتے تھے ؎

حرص دنیا سے ہاتھ اُٹھاؤ تم	عیش کی یہان امید ہے بیجا
کسلئے مال جمع کرتے ہو	کیا خبر - کون اسکو کھائے گا
رزق پہلے سے ہوچکا مقسوم	سوء ظن کا ہے فائدہ ہی کیا
اصل مین ہین حریص ہی محتاج	ہین جو قانع وہی ہین اہل غنا

(۱۴۰) ابو علی فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے دادا مسعود بن بشر تمیمی بعدہ یربوعی تھے - مرو علاقہ خراسان کے ایک گانون مین جسکا نام فندین تھا نشوونما پایا - اور ۱۸۱ھ اکیاسی ہجری مین حرم شریف سے فردوس برین کی راہ لی - انکے کلمات عبرت آیات مین سے ہے کہ - اہل فضل اُسی وقت تک اہل فضل ہین کہ اپنے فضل کو نہ دیکھین جس شخص کو یہ پسند ہو کہ جب وہ باتین کرے تو لوگ انکو سُنین وہ زاہد نہین ہے - جب کوئی دشمن تمہاری غیبت کرے تو وہ تمہارے لئے دوست سے زیادہ مفید ہے کیونکہ جب وہ تمہاری

غیبت کرے گا تو اُسکی نیکیاں تمہاری ہو جائینگی - آخر زمانہ مین قبیلہ کا سردار وہی گا جو
اُسمین منافق ہوگا اور اُسوقت ایسے لوگون سے پرہیز کرنا پڑے گا کیونکہ یہ مثل لاعلاج
مرض کے ہونگے - لوگون سے بھاگو مگر جماعت کو ترک نہ کرو - یہ زمانہ خوشی کا نہین بلکہ غم کا ہر
ہر چیز کا دیباچہ ہوا کرتا ہے اور مولویون کا دیباچہ غیبت چھوڑ دینا ہے یہ بادشاہون سے
ملنے کو اسلیے ناپسند کرتے تھے کہ مبادا اُنکی یا انکی طرف سے تصنع یا ظاہرداری کی نوبت
آئے - اور انکے اقوال مین سے ہے - جسنے قرآن کے معنی سمجھے اُسکو حدیث لکھنے
کی ضرورت نہ رہی - یہ ہمیشہ سقائی کرتے اور اسی سے اپنا اور اپنے عیال کا خرچ نکالتے
تھے - انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُسکی
روزی تنگ کر دیتا ہے اور جب کسی بندہ کو دشمن رکھتا ہے تو اُسپر دنیا کو وسیع کر دیتا
ہے - اور میرا اسباب پر قسم کھانا کہ مین ریاکار ہون مجھے اس سے زیادہ مرغوب ہے کہ
اپنے ریاکار نہونے کی قسم کھاؤن - اور قرآن جاننے والے کے یہ نشانی نہین ہے کہ
اُسکی کوئی ضرورت کسی امیر یا مالدار کے ہاتھ مین ہے بلکہ یہ سزاوار ہے کہ خلق اللہ
کی ضرورتین اسکے ہاتھ مین ہون - اور جہانتک ہو سکے مولویون سے دور ہی رہو کیونکہ
یہ اگر تمکو دوست رکھین گے تو تمہاری ایسی تعریف کرینگے جسکے تم سزاوار نہین ہو اور اگر
تمسے خفا ہونگے تو تمہارے خلاف مین جھوٹی گواہی دینگے اور وہ مان لی جائیگی - سفیان
بن عیینہ انکے پاس آکر بیٹھے تو انہون نے کہا کہ اے علماء ! تم پہلے شہرون کے چراغ تھے
جنسے لوگون کو روشنی پہونچتی تھی مگر اب تم تاریک ہو گئے - اور تم پہلے ستارے تھے
جنسے لوگ اپنا رستہ معلوم کرتے تھے مگر اب تم کالی گھٹا بنگئے کیا تممین سے کسی کو اُسوقت
اللہ سے شرم نہین آتی جب وہ ان حاکمون کے پاس جاتا اور انکے مال مین سے لیتا ہے

اور نہین جانتا کہ انہون نے اسکو کہان سے حاصل کیا ہے اور اسکے بعد اپنی مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھتا اور کہتا ہے کہ حدثنی فلان عن فلان - یہ سُنکر سفیان رو دیے اور کہنے لگے کہ ہم خدا سے بخشایش چاہتے اور توبہ کرتے ہین - اور کہا کرتے تھے کہ خدا کے مولوی منکسر اور رقیق القلب ہوتے ہین اور دنیا کے مولوی مغرور و تکبر والے اور عام لوگون کو بُرا سمجھنے والے - اور انکا مقولہ ہے کہ غیبت مولویون کا میوہ ہے - آنکا اور شعیب بن حرب کا طواف مین ساتھ ہوا تو انہون نے کہا کہ اے شعیب اگر تمھارا یہ گمان ہو کہ اس حج مین کوئی ایسا آدمی شریک ہوا ہے جو مجھسے اور تمسے بُرا ہے تو تمہارا گمان بہت ہی بد ہے - آنکے اقوال مین سے ہے کہ جو اپنے بھائی کا جویا ہوا جسمین کوئی عیب نہو وہ بلا بھائی کے رہا - آپس سے بھائی چارہ نہ کرو کہ جب تمسے خفا ہو تو تمپر جھوٹی تہمت لگائے - اس زمانہ مین بھائی چارہ نہ رہا پہلے لوگ اپنے بھائی کے بعد اُسکی اولاد کی نگہداشت اور پرورش اُسوقت تک کہ وہ سن رشد کو پہونچین اسطور پر کرتے تھے کہ گویا خود اُنہین کی اولاد ہین - وہ شخص تیرا بھائی نہین ہے جو اگر تجھسے کوئی چیز مانگے اور تو نہ دے تو وہ تجھسے رنجیدہ ہوجائے - لقمان باوجود اسکے کہ حبشی غلام تھے مگر چونکہ سچ بولتے تھے اور جس چیز سے اُنکو سروکار نہوتا اُسمین کبھی نہین پڑتے تھے اسلئے بنی اسرائیل کے قاضی تھے - پل صراط کی دوری پندرہ ہزار فرسخ کی ہوگی اس سبب سے اے میرے بھائی تو دیکھ لو کہ تمہاری کیا حالت ہوگی - اسحٰق بن ابراہیم نے ان سے درخواست کی کہ مجھے کوئی حدیث سنایئے فضیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو مجھسے دینار مانگتا تو مجھپر حدیث کی طلب سے زیادہ تر آسان ہوتا اور اے غافل جو کچھ تجھے معلوم ہے اگر تو اُسپر عمل کرتا تو تجھے حدیث سننے کی فرصت نہ ملتی - تجھنے قرآن پڑھا قیامت کے دن اُس سے اُسیطرح سوال

ہوگا جسطرح تبلیغ رسالت کے بارہ مین انبیا علیہم السلام سے کیونکہ وہ انکے وارث ہین
آخرتی عالم کا علم چھپا رہتا اور دنیاوی عالم کا علم کملا رہتا ہے اسلئے آخرتی عالم کی پیروی کرو
اور دنیاوی عالم کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرو کیونکہ تمکو دنیا کے زیب اور چمک دمک
مین پھنسا دے گا اور اسکا دعویٰ عمل کا بغیر عمل کے ہوا کرتا ہے یا ایسے عمل کی بنا پر جسمین
صدق نہین ہے - اگر علم والے دنیا کے متعلق زہد کرتے تو بڑے بڑے جابرون کی گردنین
انکے سامنے جھکتین اور لوگ انکے فرمانبردار ہوتے لیکن انہون نے تو اپنا علم دنیاداون
کو دیدیا تاکہ اُن سے مال اینٹھین اس سبب سے لوگون کے نزدیک ذلیل و خوار ہوئے -
زاہدون کی نشانی یہ ہے کہ جب حاکمون اور اُن سے سروکار رکھنے والون کے سامنے جاہل
قرار دیے جائین تو خوش ہون اور جو شخص اسکی خبر رکھے کہ کونسی چیز اُسکے پیٹ مین جاتی ہے
وہ خدا کے نزدیک صدیق ہے - اسلئے اے مسکین دیکھ کہ تیری خوراک کہان سے
آتی ہے -

(۱۴۱) ابو اسحٰق ابراہیم بن ادہم بن منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطۂ بلخ کے رہنے والے اور شاہون کی اولاد مین سے تھے - انکے اقوال
مین سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی سننے والے کی نشانی یہ ہے کہ سب سے بڑی فکر اسکو
نیکی اور عبادت کی ہو اور سب سے زیادہ اُسکا کلام میں حمد و ثنا ہو - اکثر ایک عربی شعر جسکا ترجمہ
درج ذیل ہے اُنکی زبان پر رہتا تھا ؎

روٹی خشک تلخ لقمہ مین کچھ بڑھ کے لذیذ		خرمائے تر سے جسمین ہین لپٹی ہوئی بھڑین

مین کہتا ہون کہ بھڑون کے لپٹے ہوئے رہنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکے باطن مین

علت ہو یعنی لوگ اُسکی دینداری اور نیکو کاری کے باعث وہ شے اُسے دیتے ہون
اور اگر ایسا نہوتا تو اُسے نہ دیتے اسلئے ایسی صورتمین مناسب یہ ہے کہ اُسکے مالک کو واپس
کر دی جاوے اور صرف ایسے ہی شخص کا ہدیہ قبول کیا جاوے جسکی نسبت معلوم ہو کہ اسکو
وہ ہر حال مین دوست رکھتا ہے بس ایسے ہی شخص کا لقمہ لیا ہے جسمین بہترین نیت یہی ہے۔ انعام
انکا قول ہے کہ میزان مین وہی عمل سب سے زیادہ بھاری ہوگا جو جسم پر سب سے زیادہ دشوار ہے جسنے
عمل مین جان لڑادی اُسکو پورا اجر ملے گا اور جسنے عمل نہین کیا وہ دنیا سے آخرت کی طرف خالی ہاتھ
گیا۔ یہ ایک شخص کے ہمراہ رہے اور جب اُس سے جدا ہونے لگے تو اس شخص نے
ان سے کہا کہ اگر آپ نے مجھ مین کوئی عیب دیکھا ہو تو مجھے اُس سے آگاہ کر دیجیے۔
ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھائی جان مینے تم مین کوئی عیب نہ پایا کیونکہ مینے تمکو محبت کی
نگاہ سے دیکھا اسلئے جو بات تمہاری مینے دیکھی وہ مجھے اچھی ہی نظر آئی اس سبب سے آپ کسی
اور سے پوچھیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مین اسلئے بیمار ہونے کی آرزو کرتا ہون کہ مجھپر جماعت کی
نماز واجب نہو تاکہ نہ مین لوگون کو دیکھون اور نہ وہ مجھے دیکھین۔ یہ باہر سے دروازہ کو بند
کر دیا کرتے تھے اور لوگ اُسے بند پاکر واپس چلے جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اس
قول تِلْكَ[1] الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ
کی تفسیر مین کہتے تھے کہ اگر تم اپنے جوتے کے تسمے کو اپنے بھائی کے جوتے کے تسمے
سے بہتر سمجھو تو یہ بھی شیخی ہے اور انکے اقوال مین سے ہے کہ تین شخصون کی بیقراری
قابل ملامت نہین۔ بیمار۔ اور مسافر۔ روزہ دار۔ مینے سنا ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے

---

[1] یہ آخرت کا گھر ہے جسکو ہمنے ان لوگون کے لئے خاص کر رکھا ہے جو دنیا مین کسیطرح کی شیخی
نہین کرنی چاہتے ۱ھ (آیت ۸۳ سورہ عنکبوت)

ایسے لوگون کے روبرو محاسبہ ہوگا جو اُسکو پہچانتے ہون تاکہ اُسکی اچھی طرح رسوائی ہو۔ جس شخص کو علم یا عمل یا بخشش کے ذریعہ سے شہرت پسند ہوئی اُسنے اللہ کی تصدیق نہین کی۔ انکو جب حلال کھانا نہین ملتا تو مٹی کھاتے اور ایک مہینے تک اُسی کو کھا کر رہتے اور کہتے تے کہ اگر مجھے اپنے نفس کی اہانت کا اندیشہ نہوتا تو جبتک مجھے حلال نہ ملتا مردو تمہارے مٹی کے سوا اور کوئی چیز میری خوراک ہی نہوتی جہانتک انسے ہوسکتا تھا کھانا نہین کھایا کرتے تھے۔ اور کہتے تے کہ حلال مین فضول خرچی کی گنجایش ہی نہین ہے یہانتک کہ ایک وضو سے پندرہ نمازین ادا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ عمل کرنے کے لئے علم کی جستجو کرو کیونکہ بہت سے آدمی غلطی مین پڑ گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکے علم پہاڑون کے برابر ہین اور اُنکا عمل چیونٹی کے برابر۔ انکو اگر کوئی دیکھتا تو کہتا کہ انہین گویا جان ہی نہین اور اگر ہوا کا جھونکا لگتا تو گر جاتے۔ ان سے ایک عالم نے کہا کہ مجھے نصیحت کیجیے تو اُس سے کہا کہ دُم بننا سر نہ بننا کیونکہ دُم بچ جاتی ہے اور سر چلا جاتا ہے۔ اور اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انکو لکھا کہ اے ابراہیم مین تمہاری صحبت مین رہنا چاہتا ہون۔ اُسکے جواب مین انہون نے انکو لکھ بھیجا کہ چڑیا جب دوسرے جنس کے پرندون مین ملنا چاہتی ہے تو وہ پرندے اُڑ جاتے ہین اور اُسکو چھوڑ دیتے ہین۔ واللہ اعلم

(۱۴۲) ابوالفیض ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نام ثوبان بن ابراہیم تھا اور انکے والد نوبہ کے رہنے والے تھے ۲۴۵ھ دو سو پینتالیس ہجری مین اس دار المحن سے رخصت ہوئے۔ بہت دُبلے تھے رنگت پر سرخی غالب تھی اور ڈاڑھی سفید نہین ہوئی تھی۔ جب جیزہ کا مین انہون نے وفات پائی تو اس خوف سے کہ لوگون کی کثرت کے باعث کہین پل نہ ٹوٹ جائے انکی لاش کو کشتی مین لیگئے

اور لوگون نے نسبت سے سبز پرندون کو انکی لاش کے اوپر قبر کے پاس ہو پہنچنے تک منڈلاتے
دیکھا - انکے کلام خلوص التیام مین سے یہ ہے کہ خبردار معرفت کا دعویٰ نہ کرنا - زہد کو پیشہ
نہ بنانا عبادت پر گھمنڈ نہ کرنا اور ہر چیز سے اپنے پروردگار کی طرف بھاگنا - ہر دعویٰ کرنیوالا
حق کے شہود سے اپنے دعوے کے پردے مین رہتا ہے کیونکہ اہل حق کا حق ہی اعلیٰ
پر شاہد ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اُسیکا قول حق ہے اور جسکا شاہد حق تعالیٰ ہو اوہ دعوے
کا محتاج نہین ہے اسلئے دعویٰ حق سے حجاب مین رہنے کی علامت ہے - علمار سے
کہتے تھے کہ مین ایسے لوگون کا زمانہ پا چکا ہون کہ اُن مین سے ہر ایک کا جسقدر علم
بڑھتا تھا اُسیقدر اُسکا دنیا سے پرہیز اور بغض زیادہ ہوتا تھا اور آج تمھارا یہ حال ہے کہ تم مین
سے جس کسیکا جیسے جیسے علم بڑھتا ہے اُسیقدر دنیا کی محبت وطلب و حرص بڑھتی جاتی ہے
اور مینے ایسے لوگ دیکھے ہین کہ علم حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرتے تھے اور تم آج
مال حاصل کرنیکے لئے علم کو خرچ کرتے ہو - اور کہا کرتے تھے کہ اے مریدون کے گروہ
تم مین سے جو شخص طریقت کا طالب ہو اُسکو لازم ہے کہ علمار سے جہل کا اظہار کرے
اور زاہدون سے رغبت کا اظہار کرے اور عارفون سے خموشی کے ساتھ ملے مین کہتا
ہون کہ یہ اسلئے کہ عالمون سے اُسکو زیادہ علم زاہدون سے زہد اور عارفون سے
معرفت حاصل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین
کلامہ خیرات تو بس فقیرون کا حق ہے اور محتاجون کا (آیت ۶۰ سورہ توبہ) ان سے کسی نے
پوچھا کہ خلق مین سبسے کون ہین تو کہا کہ وہ لوگ کہ جو اللہ تعالیٰ کا رستہ نہ جانتے ہون اور نہ اُسکو
جاننے کی کوشش کرتے ہون - اور کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جسمین
احمقون کی حکومت عقلمندون پر ہوگی مین کہتا ہون کہ احمق وہ ہے جسنے اپنے آپ کو

اپنی خواہشون کا پیرو بنایا اور خدا سے دور از کار آرزوئین کین اور عقلمند وہ جسنے اپنے نفس
کو زیر اور آخرت کے لئے عمل کیا - اور انکا قول ہے کہ لوگ ہمیشہ ہر زمانے مین فقیرون پر
ٹھٹھے کرتے آئے ہین تاکہ فقرا رضی اللہ عنہم انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے نمونے نہین -
اور کہتے تھے کہ ایک عورت نے مجھسے آکر کہا کہ میرے بچہ کو گھڑیال گھسیٹ لے گیا ہے
مینے بچہ کے لئے جو اُسکی بے چینی دیکھی تو دریا سے نیل پر آیا اور کہا کہ خداوندا اُس گھڑیال
کو نمودار کر دے - چنانچہ وہ نکلکر میرے پاس آیا اور مینے اُسکے پیٹ کو پھاڑا اور وہ بچہ
صحیح سلامت نکل آیا - وہ عورت اُس بچہ کو لے کر چلی اور کہنے لگی کہ آپ مجھے معاف
کر دیجئے مین جب آپ کو دیکھتی تھی تو آپ سے ٹھٹھے کرتی تھی اور اب مین اللہ تعالیٰ سے
توبہ کرتی ہون - اور انکا قول ہے کہ بندہ سے اللہ تعالیٰ کے غصہ ہونے کی نشانیون مین
سے یہ ہے کہ اُسکو محتاجی کا اندیشہ ہو - اور کہتے تھے کہ ہر چیز کی علامت ہوا کرتی ہے
اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے عارف کے نکالے جانے کی علامت اللہ عزوجل کے ذکر سے
الگ ہوجانا ہے - اور جب غمگین کا غم کمال کو پہونچ جاتا ہے تو اُسمین آنسو نہین باقی رہتے
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب قلب رقیق ہوگا تو پھوٹ بہے گا اور جب خشک ہوجائے گا
تو کیونکر پسیجے گا - ایک دن فقیرون نے انکے سامنے آپس مین محبت کا ذکر کیا تو انھون
نے اُن سے کہا کہ اس مسئلے سے باز رہو مبادا نفوس سن پائین اور محبت کا دعوے کرنے
لگین - اور انکا قول ہے کہ دلون مین سے بعض ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہ کرنے سے پہلے
مغفرت چاہتا ہے اسلئے اطاعت کرنے سے پہلے ثواب پاتا ہے - اور اللہ تعالیٰ
نے زبان کو بیان کے ساتھہ گویا کیا اور اُسکو کلام سے کھولا ہے اور دلون کو علم کا ظرف
بنایا ہے اور اگر یہ نہوتا تو آدمی بھی چوپایہ جیسا ہوتا سر اور ہاتھہ سے اشارہ کیا کرتا - اور ہم جب کسی

نوجوان کو مجلس مین کلام کرتے دیکھتے تھے تو اُسکی بھلائی سے نااُمید ہوجاتے تھے۔ اور جسنے
حلال کی دو روٹیون کی نسبت جہان مین نہ کی اُسنے اللہ عزوجل کی راہ مین فلاح نہ پائی۔
ایک شخص نے ان سے کہا کہ میری بیوی آپ کو سلام کہتی ہے تو کہا کہ ہمکو عورتون کا سلام
نہ پہنچایا کرو۔ اور دوستون اور ملاقاتیون کی کثرت سے بچتے رہو۔ اور جب ہم عمل مین سچے ہے
اور صرف طرز کلام کو ہمنے پکا کر لیا تو پھر ہم کیونکر فلاح پا سکتے ہین مین کہتا ہون کہ اسی
طرح سے ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب سے
مانوس فرمایا اُسکو بغیر جستجو کے علم عطا کیا۔ حضرت ذوالنون کا قول ہے کہ جسنے علم سیکھا اور
اُسمین مشہور ہوا اور اسکے بعد اُسنے اپنی خواہش کو علم پر مقدم رکھا وہ عقل والا نہین ہے
اور نہ وہ عاقل ہے جسنے اپنے لئے تو غیر سے انصاف چاہا اور اپنی ذات سے غیر کا انصاف
نہ چاہا۔ اور نہ وہ عقلمند ہے جو اللہ تعالیٰ کو اُسکی طاعت مین بھول گیا اور اللہ تعالیٰ کو ضرورت
وحاجت کے موقعون مین یاد کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی سب مخلوقات سے عاجزی کرو مگر اُس
سے ہرگز عاجزی نہ کرو جو تمسے عاجزی کا خواہان ہو اسلئے کہ اُسکا خواہان ہونا اُس کے
اندرونی غرور پر دلالت کرتا ہے اور اگر تم اُسکے ساتھ عاجزی کرو گے تو تم غرور مین اُسکے
معین ہو گے۔ اور جسنے لوگون کے عیب پر نظر کی وہ اپنے عیبون سے اندھا ہوا۔
اور جسنے روٹی کے ساتھ نمک طلب کیا اُسکو صوفیون کے راستہ مین فلاح نہوئی۔
ان سے کسی نے پوچھا کہ عقل کا کمال اور معرفت کا کمال کیا ہے تو کہا کہ جس چیز کا حکم ہے
جب تم اُسکے پابند رہو اور جس چیز کی ممانعت ہے اُسکو چھوڑ دو تو تم کامل عقل والے ہو
اور جب تمہارا اسرور کا اللہ عزوجل سے ہو اور تم اُسکے سوا اپنے احوال اور اپنے اعمال
پر غور نہ کرو تو تم کامل معرفت والے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اس زمانہ مین عابدون زاہدون

اور سولویون نے گناہ کو ایک معمولی بات سمجھ لیا ہے یہانتک کہ اپنے پیٹون اور شرمگاہون
کی خواہشون مین ڈوب گئے ہین اور اپنے عیبون کے مشاہدہ سے روک دیے گئے ہین اس لئے
وہ ہلاک ہو گئے ہین مگر اُنہین خبر نہین وہ حرام کمانے پر جھک پڑے ہین اور حلال کی جستجو
کو چھوڑ بیٹھے ہین اور عمل کے بدلے صرف علم پر اکتفا کر بیٹھے ہین جو چیز انکو نہین آتی
اُسمین یہ کہتے ہوئے کہ "مین نہین جانتا" شرماتے ہین یہ لوگ دنیا کے غلام ہین شریعت کے
علماء نہین ہین کیونکہ اگر یہ شریعت جانتے ہوتے تو وہ انکو برائیون سے روکتی اگر یہ سوال
کرین تو اصرار سے کام لیتے اور ان سے سوال کیا جائے تو بخل برتین انکا اول تو در اصل
بھیڑیون کے سے ہین مگر انہون نے اپنے آپ کو انسانی پوشاک کے غلاف مین چھپا
رکھا ہے اور اللہ کی مسجدون کو جہان اُسکا مقدس نام لیا جاتا ہے انہون نے اپنی بیہودہ
باتون اور لڑائی جھگڑون اور اپنے شور و غل کا اکھاڑا بنا رکھا ہے۔ اور علم کو دنیا کے پھانسنے
کا جال بنایا ہے پس انکی صحبت سے حذر کرو۔ آن سے کسی نے سوال کیا کہ آپ حدیث مین
کیون نہین مشغول ہوتے تو کہا کہ حدیث کے لئے اور لوگ ہین اور مجکو تو جو شغل اپنے نفس
کے ساتھ ہے اُسی مین میرا سارا وقت گذر جاتا ہے اور حدیث دین کے ارکان مین سے
ہے اور اگر حدیث اور فقہ جاننے والون مین نقص نہ آجاتا تو اپنے زمانہ مین سب سے افضل وہی
ہوتے کیا تم انہین نہین دیکھتے کہ انہون نے اپنا علم دنیا دارون کو عطا کر دیا تاکہ اُسکے ذریعہ سے انکی
دنیا کو اپنی طرف کھینچین اور اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دنیا دار انکی روک کے لئے پہرے بٹھاتے ہین
اور اسنے نفس کے ساتھ پیش آتے ہین اور دنیا کے بارہ مین علم والون اور فقہ جاننے والونکا
رجحان دیکھکر دنیا کے ذریعہ سے انکو فریب اور دھوکے دیتے ہین اسلئے یہ لوگ اللہ اور
رسول کی خیانت کرتے ہین اور جو لوگ انکی پیروی کرتے ہین اُنکا گناہ بھی انہین کے سر جاتا ہے

ان لوگون نے علم کو دنیا کے لئے دام اور اُسکے حاصل کرنے کا سلاح بنایا ہے حالانکہ
پہلے یہ دین کے چراغ تھے جنسے روشنی حاصل کی جاتی تھی - ان سے ایک شخص نے
پوچھا کہ قرآن کے عالم کون ہین اسکے جواب مین کہا کہ وہ لوگ ہین جنہون نے سواریون اور
جسمون کو تہکایا اور گلے جسمون سو کے بون آمنڈے انکھون اور بندا ہون کے ساتھ
قرآن کو اپنا صاحب بنایا ہے انہین کے لئے امن ہے اور یہی سیدہی راہ پر ہین آور یہ کہا کرتے
تھے کہ ان عالمون سے نہایت تعجب ہے کہ خالق کو چھوڑ کر انہون نے مخلوق کے سامنے
گردنین جہکائی ہین حالانکہ انکا دعوی یہ ہے کہ سارے خلائق سے انکا درجہ بلند تر ہے
اور بندہ سے اللہ تعالی کے منہ پہیر لینے کی نشانی یہ ہے کہ تم بندہ کو عیش وعشرت اور لغو
وبیہودہ باتونمین دل لگائے اور اللہ تعالی کے ذکر کو بھلائے اور اُس سے منہ موڑے ہوئے دیکھو- آور انکا
قول ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے دشمنون کو جو اپنی محبت سے محروم فرمایا ہے تو بخل کی وجہ
سے نہین بلکہ صرف اسلئے کہ اپنے دوستون کو جنہون نے اُسکی اطاعت کی ہے اُنسے
بچاوے اور اُنہین اپنے دشمنون کے ساتھ جنہون نے اسکی نافرمانی کی ہے ایکجا نہو نیدے
اور عارف ہمیشہ غم مین رہتا ہے اور وہ ہمیشہ مسرور ہین پہر کہا کہ اس دنیا مین عارف کی مثال اُس شخص کی سی ہے
جسکو بزرگی کا تاج پہنا اُسکے گھر مین ایک تخت پر بیٹھا دیا ہو اور ایک تلوار باسے باندہکر اُسکے
سر پر لٹکادی ہو اور اُسکے دروازہ پر دو خونخوار درندے چھوڑ دیے گئے ہون پس وہ
ساعت بساعت ہلاکت کے قریب پہونچتا ہو پہر اُسکے لئے خوشی کہان اور غم کہان
بعضون نے کہا ہے کہ سر پر لٹکی ہوئی تلوار تو احکام ہین اور دروازہ پر کے دو خونخوار
درندے امر ونہی ہین- آور انکا مقولہ ہے کہ جسنے اپنی جان گنوا کر اللہ تعالی کا قرب
حاصل کیا اللہ نے اُسکی جان کو محفوظ رکہا- انکا بیان ہے کہ جب مجھے بربریان ڈالکر

مصر سے بغداد لیچلے تو راستہ مین ایک اپاہج عورت ملی اور اُسنے مجھ سے کہا کہ جب تو خلیفہ متوکل کے سامنے حاضر ہو تو اُس سے خوف نہ کہانا اور نہ یہ سمجھنا کہ وہ تجھسے بالا ہے اور اپنے آپ کو برسر حق ثابت کرنے کے لئے کوئی حجت نہ پیش کرنا خواہ تو برسر حق ہو خواہ تجھپر تہمت لگائی گئی ہو کیونکہ اگر تو اُس سے ڈریگا تو اللہ تعالیٰ اُسکو تجھپر مسلط کر دیگا اور اگر تو اپنی ذات کی طرف سے حجت پیش کریگا تو اس سے وبال زیادہ ہونے کے سوا اور کچھ نہوگا اسلئے کہ جس چیز کو اللہ جانتا ہے اُسمین تو اُسپر سبقت لیجانی چاہے گا اسلئے تجھکو چاہیئے کہ خدا سے اپنی مدد کی دعا کرے اور اپنی مدد آپ نہ کرے ورنہ اللہ بھی تجھے تیرے ہی حوالہ کر دے گا۔ مینے اس سے کہا کہ بسر وچشم۔ چنانچہ جب مین متوکل کے روبرو گیا تو خلافت کی حیثیت سے مینے اُسکو سلام کیا۔ اسکے بعد اُسنے مجھسے پوچھا کہ تجھپر کا فروزندیق ہونے کا جو الزام لگایا گیا ہے اُسکی نسبت تو کیا کہتا ہے۔ مین چپکا رہا لیکن وزیر نے کہا کہ اسکے بارہ مین جو کچھ کہا گیا ہے میرے نزدیک وہ درست معلوم ہوتا ہے۔ پھر مجھسے کہا کہ تو کیون نہین بولتا۔ مینے کہا کہ اے امیر المومنین اگر مین "نہین" کہتا ہون تو مسلمانون کو جھٹلاتا ہون اور اگر مین "ہان" کہتا ہون تو اپنے نفس کی نسبت ایسا جھوٹ کہتا ہون جسکا علم اللہ تعالیٰ کو میری نسبت نہین ہے۔ اسلئے جو کچھ آپ مناسب سمجھین وہ کرین مین تو اپنی مدد آپ نہین کرتا۔ اسپر متوکل نے کہا کہ اسکی نسبت جو الزام ہے اُس سے یہ شخص بری ہے۔ مین وہان سے نکلکر ڑبی لی کے پاس پہونچا اور مینے ان سے کہا کہ خدا انکو میری طرف سے جزائے خیر دے۔ مینے وہی کہا جو تمنے کہا تہا مگر یہ تو بتاؤ کہ تمنے کہان سے سیکہا۔ اُسنے کہا کہ قرآن مجید[عـه] کے اُس مقام سے جہان ہُدہُد نے آکر سلیمان علیہ السلام

[عـه] دیکہو انیسوین پارہ کا سترہوان رکوع (سورہ نمل کی آیات ۱۷ تا ۴۴)

سے باتین کی ہین۔ اس واقعہ کے بعد ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص
بے لاگ توحید اور خالص توکل سیکھنا چاہے اُسکو بغداد کی اپاہج عورتون کے پاس ڈیہی دینا
چاہیئے۔ انکا قول ہے کہ مینے جب کبھی آسودہ ہوکر کہانا کہایا تو گناہ کیا یا گناہ کا ارادہ کیا۔ اور
کہا کرتے تھے کہ عارف خوف زدہ ہو عارف ستایشگر ہو۔

(۱۴۳) ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی رضی اللہ عنہ

یہ اُن پیران طریقت مین سے ہین جو زہد۔ پرہیزگاری اور فتوت مین مشہور تھے۔
مستجاب الدعوات تھے اور ان کا واسطہ دیکر باران رحمت کی دعا کیجاتی ہے۔ یہ علی بن
موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کیے ہوئے تھے۔ داؤد طائی رضی اللہ عنہ کی صحبت
مین رہے اور بغداد مین وفات پائی اور سنہ ۲۰۰ دو سو ہجری مین وہین دفن ہوئے۔ انکا مزار روزِ اِن
مشہور و معروف ہے اور رات دن لوگ اسکی زیارت کو جایا کرتے ہین۔ انکے کلام
برکت نظام مین سے ہے کہ جب اللہ کسی بندہ کا بہلا چاہتا ہے تو اُسپر عمل کا دروازہ
کہول دیتا اور جدل کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جب کسی بندہ کا بُرا چاہتا ہے تو اُسپر
عمل کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جدل کا دروازہ کہولدیتا ہے۔ نیکوکار تو بہت ہین مگر اُن مین
صدق والے بہت ہی تہوڑے ہین۔ اگر عارفون کے دلون سے دنیا کی محبت نکل جاتی
تو وہ طاعت کے کام کرنہین سکتے تھے۔ اور اگر ذرہ کے برابر بھی دنیا کی محبت اُنکے دل مین
ہوتی تو انکا ایک سجدہ بھی درست نہوتا۔ عارف بلا اختیار دنیا کیطرف رجوع کرتا ہے اور دُنیا کا مبتلا با اختیار۔
جب علما نے علم پر عمل کیا تو مومنون کے دل اونکے لئے ہموار ہو گئے اور اُسکو دنیا بہا بار جسکے لئے مین بیماری کے سبب
اللہ تعالیٰ کسی بندہ کا بہلا چاہتا ہے تو اپنے سے اسکو دور گردان نہین ہونے دیتا اور سچے فقیرون مین جگہ دیتا ہے

اور جب کسی بندہ کا برا چاہتا ہے تو اسکو نیک اعمال سے بیکار کر دیتا ہے یہانتک کہ وہ اُسکے دل پر پہاڑون سے بہی زیادہ بہاری معلوم ہوتے ہین اور اُسکو مالدارون مین رکہتا ہے۔

(۱۴۴) ابو نصر بشر بن الحارث حافی رضی اللہ عنہ

اصل مین مرو کے تہے اور بغداد مین انہون نے سکونت اختیار کی تہی اور دسوین محرم سنہ ۲۲۷ دو سو ستائیس ہجری مین ہمین سے دار آخرت کی راہ لی۔ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی صحبت اُٹہائی تہی۔ عالم پرہیزگار بڑی شان والے علم وحال مین اپنے زمانہ کے یکتا تہے انکے اقوال آئینۂ احوال مین سے یہ ہے کہ جو شخص اسکو دوست رکہتا ہے کہ لوگ اُسے پہچانین یعنی جسکو یہ بات پسند ہو کہ اُسکے کمال سے لوگ واقف ہون اُسکو آخرت کی حلاوت نصیب نہین ہوتی۔ عنقریب لوگون پر وہ زمانہ آنے والا ہے جسمین احمقون اور کم رتبہ لوگون کی حکومت عاقلون اور بڑے لوگون پر ہوگی انکا بیان ہے کہ ایک دن مین اپنے گہر آیا تو ایک شخص کو مینے وہان بیٹہا پاکر اُس سے پوچہا کہ تم میری اجازت کے بغیر میرے گہر کے اندر کیونکر چلے آگئے۔ اُسنے کہا کہ مین تمہارا بہائی خضر ہون۔ مینے ان سے کہا کہ آپ میرے لئے خدا سے دعا کیجیے خضر علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی طاعت تمپر آسان کر دے۔ مینے کہا کہ کچہ اور۔ انہون نے کہا کہ اور اُسپر تمکو گہمنڈ نہو نے دے انکا قول ہے کہ مجہسے ایک صوفی نے کہا کہ ابو نصر تو نے لوگون سے خیرات یعنی اپنی وقعت قائم کرنے کے لئے موقوف کی ہے پہر اُسنے کہا کہ اگر تو حقیقت مین زاہد اور دنیا سے منہ موڑے ہوئے ہے تو لوگون کے ہاتہون سے لے تاکہ اُنکے نزدیک تیری وقعت نہ رہے اور جو کچہ وہ تجہے دین وہ محتاجون کو دیدے اور انہین پر اسکو خرچ کر اور خود اسمین سے زبان

پربھی نہ رکھ۔ اور اپنی روزی غیر سے لینے کے بارہ مین توکل پر مضبوط رہ۔ یہ قول میرے یارون کو
گران گزرا۔ لیکن بیٹے اُس سے کہا کہ خدا تجھکو میری طرف سے جزاے خیر عطا فرمائے اب
میرا جواب سن۔ اُسنے کہا کہ اچھا کہو۔ بیٹے کہا کہ فقیرون کی تین قسمین ہین۔ ایک تو وہ ہین
جو سوال نہین کرتے اور اگر انکو دیا بھی جائے تو نہین لیتے یہ تو روحانی لوگ ہین۔ اور دوسری قسم
کے وہ ہین جو سوال نہین کرتے اور اگر انکو دیا جاے تو لے لیتے ہین یہ متوسط درجہ کے
لوگ ہین۔ اور تیسری قسم کے وہ ہین جو صبر کیے بیٹھے ہین اور وقت کو ٹالتے ہین مگر جب
اُنکو حاجت مجبور کرتی ہے تو نکلکر خدا کے بندون کی طرف سوال کرنے کو جاتے ہین مگر اُنکے
قلب اللہ کیطرف ہوتے ہین اور انکے سوال کرنے کا کفارہ انکے سوال کی سچائی ہوا کرتی ہے
اسکو سُنکر اُس صوفی نے کہا کہ مین تمسے راضی ہوگیا خدا تمسے راضی رہے۔ انکا قول ہے
کہ تمکو وہ مرے ہوئے آدمی بس کرتے ہین جنکے ذکر سے دل زندہ ہوتے ہین اور بہت سے
زندہ آدمی ایسے ہین جنکے دیکھنے سے سنگدلی آتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے علم کے
طالب تو تو علم کو نقل بنتا اور اُسے مرے دیتا ہے تیرا صرف یہ کام ہے کہ سنتا ہے اور
نقل کر دیتا ہے اور جو کچھ بھی نہین حالانکہ جو کچھ تو نے سیکھا ہے اگر تو اُسپر عمل کرتا تو تجھے علم
کی تلخی معلوم ہوتی ارے کم بخت علم سے مقصود صرف عمل ہے اسلئے سن اور سیکھ پھر عمل کر
اور نکل بھاگ کیا تو سفیان ثوری کو نہین دیکھتا کہ اُنہون نے کیونکر علم کی جستجو کی اُسکو سیکھا
اور نکل بھاگے اسلئے جو کچھ مین تجھسے کہتا ہون اُسکو سُن کیونکہ علم کی تلاش دنیا سے
بھاگنے کی راہ بتاتی ہے نہ کہ اُسکی محبت کی۔ اور انکا قول ہے کہ خیرات جہاد و حج وغیرہ
سے افضل ہے کیونکہ ان کامون کے کرنے والے سوار ہوکر آتے ہین اور لوگ انکو دیکھتے
ہین اور خیرات کرنیوالا چپ چاپ دیتا ہے اسلئے اُسکو خدائے عزوجل کے سوا کوئی

نہین دیکھتا - اور کہا کرتے تھے کہ مین اللہ تعالیٰ کو اس سے بدرجہا بزرگ سمجھتا ہون کہ اُسکا
ذکر ایسے شخص کے سامنے کرون جو نہ اُسکو پہچانتا ہو اور نہ اُسکے پہچاننے کا قصد کرتا ہو - اور
"کل" تو رہنے دو اور "آج" جہان کندنی مین ہے اور "کل" ابھی پیدا نہین ہوئی ہے اسلئے
نیک اعمال کیطرف دوڑو - اور جب کسی شخص سے خط و کتابت کرو تو اسکو عمدہ لفظون سے آراستہ کرو کیونکہ اکثر تجربہ مینے
ایک خط لکھا اسوقت مجھے ایک ایسی بات سوجھی کہ اگر مین اسکو لکھدیتا تو خط مین حسن آجاتا مگر تھی وہ جھوٹ اور اگر
مین اسکو چھوڑ دیتا تو خط بدنما ہوتا مگر وہ سچی تھی آخر مین نے فیصلہ کیا کہ سچی ہی بات لکھون گا چاہے
خط کی عبارت بدنما ہی کیون نہو اسنے مین خانۂ کعبہ کی طرف سے ایک ہاتف نے آواز
دی يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ [1]
اور اُنکا قول ہے کہ جو شخص دنیا مین عزت کے ساتھ اور آخرت مین سلامتی کے ساتھ رہنا
چاہیے وہ نہ حدیث بیان کرے نہ گواہی دے نہ کسی قوم کا امام بنے اور نہ کسی کا کھانا
کھائے - محمد بن یوسف کہتے ہین کہ مینے ایک شخص کو دیکھا کہ بشر بن حارث سے سوال
کر رہا ہے کہ مجھے حدیث سنایئے انھون نے انکار کیا تب وہ شخص الحاح و اصرار کرنے لگا
مگر انھون نے نہ مانا - اور جب وہ اُنسے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا کہ اے ابو نصر جب تم
قیامت کے دن اللہ سے ملو گے اور وہ تمسے پوچھے گا کہ تمنے لوگون کو حدیثین کیون
نہ سنائین تو تم کیا جواب دو گے - بشر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین کہونگا کہ اے میرے
پروردگار تو نے مجھے نفس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا تھا اور میرا نفس حدیثین بیان کرنے
اور سردار بن بیٹھنے کو چاہتا تھا اسلئے مینے اُسکی مخالفت کی اور اُسکی منہ مانگی مراد اُسکو

---

[1] جو لوگ ایمان لائے ہین اُنکو پکی بات (یعنی کلمۂ توحید) کی برکت سے اللہ دنیا مین بھی ثابت قدم رکھتا
ہے اور آخرت مین (بھی ثابت قدم رکھیگا) ۱۲

ندی - یہ مریدون سے کہا کرتے تھے کہ ترک تعلقات کو ہی ہر چیز پر مقدم سمجھو کیونکہ میرا نفس
جیسے کہانے اور جیسی پوشاکین چاہتا ہے - اگر مین اوسے دون تو مجھے اندیشہ ہے کہ
کہین مین مُنا جنگی وصول کرنے والا یا پولس کا سپاہی نہ ہو جاؤن - اور انکا قول ہے کہ جو
شخص عورتون سے علیحدہ رہنے پر قادر ہو اوسکو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے اور انکی پاس
نہ پھٹکے - اور اگر کوئی شخص جو اونکی احتیاج سے مجبور ہو چار عورتین جمع کرے تو وہ حد
سے تجاوز کرنے والا نہین ہے - آنسے کہا گیا کہ آپ شادی کیون نہین کرتے اور سنت کی
مخالفت سے کیون نہین نکلتے ہین - انہون نے کہا کہ مجھے فرض کی مشغولی سے سنت کی
فرصت نہین ہے - فرض سے انکی مراد نفس کا مجاہدہ اور برے اخلاق سے اوس کا
صاف کرنا ہے - ان کا قول ہے کہ بدون کی صحبت سے نیکون کی نسبت بدگمانی پیدا ہوتی
ہے اور نیکون کی صحبت سے بدون کی نسبت حسن ظن پیدا ہوتا ہے اور اللہ عز و جل کسی بندہ
سے کبھی یہ سوال نہ فرمائیگا کہ تو نے میرے بندون کی نسبت حسن ظن کیون رکھا تھا - یہ اپنے
مرض الموت کی حالت مین اکثر کہا کرتے تھے کہ خدایا جتنی میری قدر تھی اُس سے زیادہ تو نے
مجھے بڑھایا اور میرا نام بلند کیا اور لوگون مین مجھے شہرت دی اس لئے تیری ہی بزرگ ذات کا
واسطہ دیکر تجھسے دعا مانگتا ہون کہ کل قیامت کے دن مجھے رسوا نہ فرمایے جب کسی فقیر کو غفلت
کی حالت مین ہنستے ہوئے دیکھتے تو اوس سے کہتے تھے کہ بچ دیکھہ کہین اسی حال مین
تجکو خدا تعالی پکڑ نہ لے - اور ان کا قول تھا کہ فقیر کی غنیمت اِس زمانہ مین لوگون کا اوس سے
غافل ہونا اور اُسکی جگہ کا اونسے پوشیدہ رہنا ہے کیونکہ اکثر آدمیون کا ملنا ملانا ہے اون کے
لئے نقصان کا موجب ہے - ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مین اپنے گھر کے اندر گیا تو مین نے
ایک لانبے آدمی کو دیکھا کہ وہان نماز پڑھ رہا ہے مین ڈر گیا کیونکہ گھر کے دروازہ کی کنجی میرے پاس

تھی۔ اُس شخص نے نماز ختم کر کے مجھسے کہا کہ ڈرو نہین مین تمہارا بھائی خضر ہون۔ مین نے اونسے
کہا کہ مجھے کچھ تعلیم کیجئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے۔ چنانچہ انھون نے کہا کہ کہو مین بخشایش
چاہتا ہون خدائے عزوجل سے اور اس سے توبہ چاہتا ہون ہر ایسے گناہ سے جسکو مینے توبہ کے بعد
پھر کیا۔ اور بخشایش چاہتا ہون خدائے عزوجل سے اور اُس سے توبہ چاہتا ہون ہر ایسے
عہد سے جو مین نے خدا کے لئے اپنی ذات سے کیا اور اُسکو توڑ دیا اور اوسکو پورا نہ کیا۔ اور
بخشایش چاہتا ہون خدائے عزوجل سے اور اُس سے توبہ چاہتا ہون ہر ایسی نعمت کے
بارہ مین جو اوسنے مجھے میری عمر بھر عطا فرمائی اور اُس سے مینے اُسکی نافرمانی مین مدد لی
اور اُس سے ان باتون سے حفاظت ونگہداشت کی درخواست کرتا ہون " اُن کے اقوال
مین سے ہے کہ اُس فقیر کو کبھی فلاح نہوگی جو یہ کہے کہ مین روٹی کس چیز سے کھاؤن۔ اور نفس
کا اپنی ہیچ کے قبول کر لینے پر مطمئن ہو جانا گناہ کی ذلت سے اوسپر زیادہ گران گذرتا ہے اور
جس شخص نے اپنے نفس کو پہچان لیا ہے اُسکو ستایش ضرر نہین کرتی۔ اور کہا کرتے تھے
کہ علمار رضی اللہ عنہم مین تین صفتین پائی جاتی تھین۔ راست گفتاری۔ حلال خواری اور دنیا
کے بارے مین سخت پرہیزگاری۔ اور آج مین ان مین سے ایک صفت بھی کسی مین نہین
پاتا پھر کیونکر مین انکی پروا کرون اور کیونکر ان کو دیکھ کر بشاش ہون اور کیونکر یہ عالم ہونے کا
دعوے کرتے ہین یہ تو دنیا کے بارہ مین ایک دوسکر پر رشک وحسد کرتے اور حکمرن
کے نزدیک اپنے اقران کو برا ثابت کرتے اور اونکی غیبت کرتے ہین اور یہ سب باتین اس
اندیشہ کی وجہ سے کرتے ہین کہ کہین حکام اپنے حرام وناچیز مال کے ساتھ انکے سوا اور انکی
طرف نہ جھکین۔ اے بگڑے ہوئے عالمو! تم نبیون کے وارث ہو اور تمہین کو انھون نے
علم کا وارث بتایا۔ مگر تمنے اُسکو حاصل کر کے کبھی اختیار کی اور اوسپر عمل نہ کیا اور تم نے اپنے علم کو

اپنی روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیا۔ کیا تم اس سے بھی نہیں ڈرتے کہ دوزخ کی آگ سب سے پہلے
جس چیرے سے سلگائی جائے گی وہ تمہیں ہوگے۔ اور کہتے تھے کہ جو شخص دین کے ذریعہ سے دنیا
حاصل کرتا ہے اوسکی مثال اوس شخص کیسی ہے جو اپنی بسانده ہاتھون کو اُس پانی سے دہوے
جسمین مچھلی دہوئی گئی ہے یا اوس شخص کی ہے جو گہاس پھوس سے آگ بجہاتا ہو مین کہتا ہون
کہ دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنے کی پہچان یہ ہے کہ تم اپنی ہر ایک صفت کو غور سے دیکھو
کہ اوسکے نہ رہنے کی صورت مین تمہاری وہی تعظیم و توقیر جواب ہوتی ہے ہوگی یا نہیں۔ پس جس
صفت کے نہ رہنے کی صورت مین تمہاری تعظیم و توقیر اپنی حالت پر رہے وہ اگر دینداری ہے
تو تم خلوص والے ہو اور نہیں تو نہیں۔ اور انہی کا قول ہے کہ جو معاملہ کہ اللہ تعالی اور بندہ کے درمیان
ہے جب بندہ نے اوسمین کوتاہی کی تو اوس سے وہ شے لے لیجائیگی جس سے وہ مانوس
ہے۔ ابو جعفر مغازلی کہتے ہین کہ مین نے بشر بن حارث کو پرانا بوسیدہ کرتہ پہنے ہوے دیکھکر
اُن سے کہا کہ اس کرتہ کو آزاد کر دیجیے تو کہا کہ جب اسکا پہننے والا آزاد ہوگا تو یہ بھی ہوگا۔
اور بشر رضی اللہ عنہ سے تصوف کی نسبت پوچھا گیا تو اونہون نے کہا کہ یہ تین باتون کا نام ہے
ایک یہ کہ عارف کی معرفت کا نور اوسکی پرہیزگاری کے نور کو نہ ڈہانکے اور دوسرے یہ کہ علم باطن
مین ایسی گفتگو نہ کرے جسکو ظاہری کتاب و سنت باطل کردے اور تیسرے کرامات اوس سے
اسکے محارم کے پردے فاش نہ کرائین۔

(۱۳۵) ابوالحسن سری بن مغلس سقطی رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت جنید کے ماموں اور پیر تھے۔ حضرت معروف کرخی کی صحبت مین رہے اور پرہیزگاری
اور اعلی احوال و علم توحید مین اپنے زمانہ کے یکتا تھے۔ یہی پہلے شخص ہین جنہون نے بغداد

مین علم توحید پر گفتگو کی ہے اور بغداد کے اکثر پیران طریقت کی نسبت انہین تک پہونچتی ہے۔ یہین
سنہ ۲۵۱ھ دو سو اکاون ہجری مین انھون نے قضا کی۔ ان کی قبر شونیزیہ مین مشہور
اور لوگون کی زیارت گاہ ہے۔ انکے اقوال مین سے ہے کہ جو شخص اپنے دین کو سلامت
رکھنا۔ اپنے جسم کو راحت دینا اور ایسے کلام کے سننے سے جو رنج و درد مین ڈالتا ہے
محفوظ رہنا چاہے اوسکو لوگون سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ یہ زمانہ کنارہ کشی اور
تنہا رہنے کا ہے اور سب سے بڑی قوت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو مغلوب کرے اور جو شخص
اپنے آپ کو ادب دینے سے عاجز رہا وہ غیر کو ادب دینے سے عاجز تر ہے اور بندہ کے
استدراج کی علامت یہ ہے کہ اپنے عیب سے اندھا اور دوسرے کے عیبون سے آگاہ
ہو اور اُن کا قول ہے کہ اُس فقیر کا دل کیونکر روشن ہو سکتا ہے جو اپنے لین دین مین خیانت
کرنیوالے اور ظالمون و رشوت خوارون سے معاملہ رکھنے والے کے مال مین سے کھاتا ہے
خصوصاً اگر یہ فقیر ایسے لوگون سے خواری و زاری کے ساتھ اپنے ہاتھ مین کوئی ہنر نہ رہنے کی وجہ
سے مانگا کرتا ہو۔ علی بن الحسین کہتے ہین کہ میرے والد نے کھانسی کی کچھ گولیان لیکر سری
رضی اللہ عنہ کے پاس اس وجہ سے مجھے بھیجا کہ اونکو کھانسی تھی۔ انھون نے مجھسے پوچھا
کہ انکے کیا دام ہین۔ مینے کہا کہ مجھے کچھ نہین بتایا ہے۔ اسپر انھون نے کہا کہ اونکو میری
طرف سے سلام اور یہ پیام پہونچاؤ کہ ہم پچاس برس سے لوگون کو یہ تعلیم دے رہے ہین کہ
اپنے دین کو معاش کا ذریعہ نہ بناؤ تو کیا آج تم یہ سمجھتے ہو کہ مین دین کے ذریعہ سے کچھ
کماؤنگا۔ یہ کہکر گولیان واپس کردین اور اُن مین سے کچھ بھی نہ لین اور اِن کا قول ہے کہ
جو شخص لوگون کے ولی اللہ کہنے پر مطمئن ہو جائے وہ اپنے نفس کے ہاتھ مین قید
ہے۔ اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا گھر مین بیٹھا رہنا میرے مسجد کی طرف جانے

سے افضل ہے تو مین باہر نہ نکلون اور اگر مجھے معلوم ہو جاے کہ میرا لوگون سے الگ رہنا افضل
ہے تو مین اونکے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دون۔ اور تین باتین بندہ سے اللہ تعالی کے ناراض ہونے
کی نشانیان ہین کثرت سے کھیلنا ٹھٹھے کرنا او غیبت کرنی اور دیکھو خبردار مالدارون اور بازارون
مین پڑہنے والون اور حاکمون کے پاس بہی نہ پھٹکنا کیونکہ جو اونکے پاس بیٹھیگا وہ بگڑے گا
اور دو کے درمیان اوسوقت تک محبت صحیح نہین ہوتی جب تک کہ ایک دوسرے کو آوا مین نہ
کہے۔ اور مین نے کوئی چیز اپنے نفس کی قلت معرفت اور دوسرون کے عیبون پر نظر رکھنے سے
بڑہکر اعمال کی میٹنے والی دلون کو بگاڑنے والی۔ بندہ کو ہلاکی تک جلد پہونچانے والی۔ رنجون
کو ٹھیرانے والی غضب الہی سے قریب کرنے والی ریا و خودپسندی و ریاست کی محبت کو پائدار
کرنے والی نہ دیکھی خصوصًا اگر ایسا شخص عبادت مین مشہور و معروف ہو اور اوسکا شہرہ دور دور
پہونچا ہو یہانتک کہ اوسکی امید سے زیادہ اوسکی ستایش ہوتی ہو اور اپنے نفس کے ساتھ
چپتے ہوے مقامات مین رہتا ہو اور لوگون کی نسبت اوسکی بری یا اچھی راے مقبول ہو
کسی نے کہا کہ فلان عابد فلان شخص کی تعظیم کرتا اور اوس سے اعتقاد رکہتا ہے اور فلان حاکم
فلان فقیر پر کسی کو ترجیح نہین دیتا اور اوسکے شہر والے بالاتفاق اوس سے عقیدہ رکھتے ہین اسپر
انہون نے کہا کہ ہلاک ہونیوالون کے ساتھ یہ بہی ہلاک ہوگا۔ اور کہا کرتے تھے کہ دنیا علماء
کے دلون کیلئے زہریلے سانپ کیطرح ہے اور عابدون اور مولویون کے دلون کیلئے لٹو کیطرح جسکو
دنیا اوسیطرح مشغول رکھتی ہے جسطرح لٹو لڑکون کو۔ اور دو باتین بندہ کو اللہ تعالی سے دور
کرتی ہین ایک فریضہ کو ضائع کرکے نفل ادا کرنا اور دوسری بغیر صدق دل کے اعضاء سے عمل
کرنا۔ یہ رویا کرتے اور کہتے تھے کہ نیکوکارون کی راہ دشوار گذار ہوگئی اور اوسپر چلنے والے کم
ہوگئے اور اعمال چھوٹ گئے اور اوسکی رغبت کرنے والے تھوڑے رہگئے اور حق متروک ہوگیا

اور یہ امر سٹ گیا مین اسکو نہین پاتا مگر بیہودہ گویون کی زبان پر جو حکمت کی باتین کرتے ہین اور اعمال نیک کو چھوڑے بیٹھے ہین رخصتون کو پھیلاے ہوے ہین اور تاویلون کو مہیا کئے ہوے ہین اوگنہگارون کو اوسمین پھنسائے ہوئے ہین اس کے بعد کہتے تھے کہ ہائے غم علمائے کے فتنہ سے ہائے مصیبت رہنماؤن کی حیرت سے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو تاریکیون مین اپنے پروردگار سے مانوس ہوا۔ قیامت کے دن اوسی کا نام بلند و روشن ہوگا۔ یہ اکثر دو شعر پڑھا کرتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے ؎

نہ دن کو چین نہ راتون کو ہے مجھے آرام	گھٹا جڑھا کر مین راتین نہین مجھے کچھ کام
مین رات بھر تو پڑا ایڑیان رگڑتا ہون	جو دن نکلتا ہے آنکھین دکھاتے ہین آلام

(۱۴۶) ابو عبد اللہ حارث بن اسید محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان صوفیہ مین سے علوم ظاہری و علوم اصول و علوم معاملات کے عالم تھے انکی تصنیفین مشہور ہین۔ اپنے زمانہ مین بے مثل اور اکثر بغداد والون کے پیر تھے۔ بصرہ کے رہنے والے تھے اور ۲۴۳ھ دو سو تینتالیس ہجری مین بغداد سے باغ جنت کو سدھارے۔ انکا قول ہے کہ جسنے مراقبہ اور خلاص سے اپنے باطن کو درست کیا اللہ تعالیٰ نے مجاہدہ وسنت کی پیروی سے اوسکے ظاہر کو آراستہ کیا۔ اور اس امت کے نکوکار وہی لوگ ہین جنکی آخرت اونھین دنیا سے باز رکھتی نہ اونکی دنیا اونکی آخرت سے اونکو روکتی ہے۔ ایک مرتبہ انکے سامنے اس مضمون کے شعر پڑھے گئے ؎

اشک اتنے بہے ہین غربت مین	شمع سان خود پگھل رہا ہون مین
کیون نکالے وطن سے باہر پانون	کف افسوس مل رہا ہون مین

جسین محبوب تھا وہ گھر چھوڑا		آپ اپنے سے جل رہا ہون مین

بس یہ اوٹھ کھڑے ہوے اور اس قدر وجد کرنے لگے کہ حاضرین کو اُنکی حالت پر افسوس آنے
لگا۔ انسے توکل کرنے والے کی نسبت پوچھا گیا کہ آیا ایسے شخص کو بمقتضاے طبیعت طمع بھی
لاحق ہوتی ہے تو کہا کہ خطرات ہوتے مین جو اُسکو کچھ ضرر نہین کرتے۔ ان کا بیان ہے کہ
مین نے معرفت مین ایک کتاب تصنیف کی اور مجھے اوسپر ناز ہوا ایک دن مین اوسے
پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا کہ پھٹے کپڑے پہنے ہوے ایک نوجوان نے میرے
پاس آکر مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے ابو عبداللہ معرفت خدا کا حق مخلوق پر ہے یا مخلوق کا
حق خدا پر ہے۔ مینے کہا کہ خدا کا حق مخلوق پر ہے۔ اُسنے کہا کہ تب تو اللہ کو بطریق اولیٰ اُن
لوگون پر اُسکا کھول دینا مناسب تھا۔ جنکے ذمہ اُسکا حق تھا۔ مین نے کہا کہ نہین مخلوق کا حق
خدا پر ہے۔ اوسنے کہا کہ وہ ایسا انصاف ور نہین ہے کہ اونپر ظلم کرے۔ یہ کہکر اوسنے مجھے
سلام کیا اور اپنی راہ لی۔ حارث کہتے ہین کہ مین نے فوراً وہ کتاب لیکر جلا دی اور عہد کیا کہ آیندہ
سے پھر معرفت مین گفتگو نہ کرونگا۔ اور اُن کا قول ہے کہ بندہ پر سب سے پہلی بلا یہ آتی ہے کہ
اوس کا دل آخرت کی یاد سے معطل ہو جاتا ہے اور اسوقت دل مین غفلت پیدا ہوتی ہے
امام احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ حارث محاسبی صوفیہ کے علوم بیان کرنے اور انپر آیات
واحادیث سے دلیل لاتے ہین آپ اوسکو ایسے مقام سے کہ اون کو خبر نہو سُننا چاہتے ہین
امام صاحب نے کہا کہ ہان۔ چنانچہ ایک رات کو وہ صبح تک حاضر رہے اور اُنکے
یارون کے احوال مین سے کسی بات کو اُنھون نے ناپسند نہ کیا اور کہا کہ مین نے دیکھا کہ جب
مغرب کی اذان ہوئی تو حارث نے پیشقدمی کرکے نماز پڑھی۔ پھر کھانا آیا تو وہ کھاتے بھی رہے
یارون سے باتین بھی کرتے جاتے تھے۔ اور یہ سنت ہے۔ اور جب وہ اور انکے ہمراہی

کہانے سے فارغ ہوے اور سب نے ہاتھ دہوے تو آکر بیٹھے اور اونکے ہمراہی سامنے بیٹھے اور اونھون نے کہا کہ تم مین سے جو کوئی کچھ پوچھنا چاہے پوچھے۔ چنانچہ لوگون نے ریا روا خلاص کی نسبت اور اسکے علاوہ اور بہت سے مسائل پوچھے۔ انھون نے سبکے جواب دے اور آیات واحادیث سے سبکے شواہد بیان کئے۔ اور جب رات کا ایک حصہ گذر گیا حارث نے ایک قاری کو قرآن پڑہنے کا حکم دیا اوس نے قرآن پڑہا تو لوگ روے اور نالہ وچیون کی آواز بلند ہوئی۔ بعدہ قاری نے پڑھنا موقوف کیا اور حارث نے مختصر دعایئن کین اس کے بعد وہ نماز کو کہڑے ہوے۔ صبح ہوئی تو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اونکی بزرگی کا اقرار کیا اور کہا کہ مین صوفیون سے اسکے خلاف سنا کرتا تھا مین خداے عظیم سے استغفار کرتا ہون۔ خدا اُن سے راضی وخوشنود ہو۔

(۱۴۷) ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی رضی اللہ عنہ

زہد و ورع مین کبیر الشان تھے یہانتک کہ انکے مرض الموت مین جو لوگ انکے گھر گئے انھون نے اوس مین ان چیزون کے سوا کچھ بھی نہ پایا چھوٹا سا مٹکا جسمین سوکھی روٹیان تھین ایک بدہنہ اور ایک بڑی سی کچی اینٹ جس سے وہ تکیہ کا کام لیتے تھے اور بس یہ اپنے یارون سے کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار تم مین سے کوئی شخص اپنے گھر مین اوس سے زیادہ اسباب نہ رکھے جس قدر کہ دور جانیوالے سوار رکھتے ہین۔ ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ کوئی ایسا آدمی بتائے جسکے پاس بیٹھکر ہم فائدہ حاصل کرین۔ اسکے جواب مین انھون نے کہا کہ یہ چیز گم ہوگئی اب ہاتھ نہین آتی۔ اِن کا قول ہے کہ علم تو اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ جہانتک جلد ہوسکے اوسپر عمل کیا جاے اور جب طالب علم نے اسکو جمع کرنے ہی مین عمر گنوا دی تو اوسپر عمل کب کریگا۔ انھون نے چونسٹھ

سال تجرد مین گذار دئے لوگون نے انسے پوچھا کہ آپنے کیونکر صبر کیا۔ انہون نے کہا کہ ایکسال تک مینے عورت کی خواہش کو دشواری کے ساتھ برداشت کیا بعدہ میرے دل سے یہ خواہش ہی چلی گئی۔ کو جنت مانگتے ہوئے خدا سے شرم آتی تھی اور کہتے تھے کہ مین تو چاہتا ہون کہ آگ سے چھوٹون اور خاکستر ہوجاؤن اور کہا کرتے تے کہ چونکہ ہم کثرت سے گناہ کرتے ہین اِس لئے زندگی سے بیزار ہوگئے ہین۔ اور انکا قول تھا کہ مرید کی نشانی یہ ہے کہ دنیا سے بے لگاؤ ہو اور اُسکے جتنے دوست و آشنا دنیا کے راغب ہون سب کو ایکدم سے چھوڑ دے نہ اون کے ساتھ بیٹھے اور نہ اونکی عیادت کرے۔

(۱۴۸) ابو علی شقیق بن ابراہیم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خراسان کے پیران طریقت مین سے تھے۔ توکل کے بیان مین انکو خاص ملکہ تھا انکی باتین خوش آیند ہوتی تھین۔ اور کہا گیا ہے کہ خطۂ خراسان مین علم احوال پر گفتگو کرنیوالے پہلے شخص یہی ہین۔ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی صحبت مین رہے اور اونسے اُن کا طریقہ سیکھا۔ یہ حاتم اصم رضی اللہ عنہ کے پیر ہین۔ انکا قول ہے کہ مینے بیس برس تک قرآن مین محنت کی تب دنیا کو مین نے آخرت سے تمیز کیا اور اسکو مین نے دو حرفون مین پایا اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول مقدس ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى[1]۔ اور کہا کرتے تھے کہ زاہد وہ ہے جو اپنے

[1] اور جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کے چند فائدے ہین اور یہین کی زینت ہے اور جو اللہ کے یہان ہے وہ کہین بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ آیت ۶۱۔ سورہ قصص۔ پارہ ۲۰۔ مترجم

فعل سے اپنے زہد کو قائم رکھے اور زاہد غنا وہ ہے جو اپنی زبان سے اپنا زہد ثابت کرے۔ اور مالدارون سے بچتے رہو کیونکہ جہان تمنے اُن سے دل لگایا اور تم کو اُن سے اُمید بندہی کہ تمنے خدا کو چھوڑ کرا ورون کو اپنا مالک بنالیا۔ انسے کسی نے پوچھا کہ کیونکر اسکی شناخت ہوسکتی ہے کہ بندہ کے نفس نے مالداری پر محتاجی کو ترجیح دی ہے انھون نے کہا کہ جب مالداری کے حاصل ہونے سے اوسیطرح ڈرنے لگے جسطرح محتاجی سے ڈرتا تھا تو اوسنے غنا کو چھوڑ کر فقر اختیار کیا اور انسے پوچھا گیا کہ زاہد کے صدق کی کیا علامت ہے تو کہا کہ دنیا کی کسی چیز کے چلے جانے سے خوش ہونا اور اُس کے حاصل ہونے سے غمگین ہونا اور ان کا قول ہے کہ مومن کی مثال اوس شخص کی ہو جو کھجور کا درخت لگائے اور اس خوف مین رہے کہ شاید اسمین کانٹے پیدا ہون اور منافق کی مثال اوس شخص کی ہے جو کانٹے بوئے اور تر و تازہ کھجورون کی امید رکھے مگر وہ کہان ہاتھ آتی ہین۔ انکا بیان ہے کہ مین ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ سے مکہ مین ملا تو انھون نے مجھ سے کہا کہ خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی اُنھون نے ایک سبز پیالہ میری طرف بڑہایا جسمین سکباج[لہ] کی بوتھی اور مجھسے اُنھون نے کہا کہ ابراہیم اسکو کھاؤ۔ لیکن مینے اُسکو اُنکی طرف لوٹا دیا۔ اسپر انھون نے کہا کہ مین نے فرشتون کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس شخص کو کوئی شے عطا ہو اور نہ لے وہ اگر درخواست کریگا تو نہ پائے گا۔ اُن کا قول ہے کہ جب عالم لالچی اور مال کا خزانچی ہوا تو جاہل کسکی پیروی

[لہ] بکسر اول وسکون ثانی وباے موحدہ وجیم عربی ایک قسم کی آش ہے جو سرکہ اور اجوائن یا اور خلون کے ولیہ سے تیار کیجاتی ہے۔ ۱۲ مترجم

کریگا۔ اور جب وہ فقیر جسکے فقر کی شہرت ہو دنیا اور عیش و آرام کی طرف راغب اور پوشاکون

اور کھانون کا طالب ہو تو آخرت کا آرزومند کس کی اقتدا کرے کہ اوسکی آرزو پوری ہو

اور جب خود رکھوالا ہی بھیڑیا ہو تو بکریون کی رکھوالی کون کرے۔

(۱۴۹) ابویزید طیفور بن عیسی البسطامی رضی اللہ تعالی عنہ

سلـ۲۶۱ـہ۔ دو سو اکسٹھ ہجری مین دار فانی سے عالم جاودانی کو گئے۔ ان کا بیان ہے

کہ ایک شب مین نے اپنی محراب مین پاؤن پھیلائے تو فوراً مجھے غیب سے آواز آئی

کہ جو بادشاہون کے ساتھ بیٹھے اوسکو چاہیئے کہ حسن ادب کے ساتھ ہمنشینی کرے

یہ کہا کرتے تھے کہ علماء کا اختلاف رحمت ہے مگر توحید کی تجرید مین۔ اور مین نے تیس

سال تک مجاہدہ کیا مگر بندہ پر کوئی چیز زیادہ تر دشوار علم اور اوسکی پیروی سے نہ دیکھی۔ اور مینے

اللہ کو اللہ ہی کے ذریعہ سے پہچانا اور غیر اللہ کو اللہ کے نور سے اور اللہ تعالی نے

بندون کو نعمتین اس لئے عطا فرمائین کہ انکے ذریعہ سے اوسکی طرف رجوع ہون مگر وہ اون

مین پھنسکر اوسکو بھول بیٹھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا تو نے ان مخلوقات کو بغیر

اونکی واقفیت کے پیدا کیا اور بغیر انکے ارادہ کے ایک امانت انکے گلے ڈال پھر اگر تو ہی

انکی مدد نہ فرمائیگا تو کون مدد کریگا۔ سنت اور فریضہ کے بارہ مین ان سے پوچھا گیا تو کہا

کہ سنت تو دنیا کو بتمامہا چھوڑ دینا ہے اور فریضہ اللہ تعالی کے ساتھ صحبت رکھنا ہے

اور اسکی وجہ یہ ہے کہ سنتین سب کی سب ترکِ دنیا بتاتی ہین اور کتاب مجید وجوہ صحبت

مولی کی ہدایت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالی کا کلام اوسکی ایک صفت ہے اور نعمتین ازلی

ہین اس لئے اون کا شکر بھی ازلی ہونا چاہیئے۔ اور ان کا بیان ہے کہ مین نے

رب العزت کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ اے پروردگار مین تجھے کیونکر پاؤن تو ارشاد ہوا
کہ اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف چلا آ۔ ان سے سوال کیا گیا کہ عارف کی کیا صفت ہے
تو کہا کہ جو دوزخیون کی صفت ہے کہ آ سمین نہ مرتے ہین نہ جیتے ہین۔ اور کسی نے
انسے پوچھا کہ آدمی کب متواضع ہوتا ہے تو کہا کہ جب اوسکی نگاہ مین خود اپنا کوئی مقام
اور کوئی حال نہو اور نہ یہ سمجھے کہ خلق اللہ مین اوس سے کوئی برا ہے انکا قول ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے اولیا اوسکے پاس اُنس کے بہشت مین پردہ کے اندر ہین کوئی شخص
اون کو نہ دنیا مین دیکھتا ہے اور نہ آخرت مین اور ان کا قول ہے کہ ولیون کی کرامتین
کے حصے مختلف طور پر چار اسمون سے ملا کرتے ہین جل الاول۔ ہُوَ الآخر۔ الظاہر اور
الباطن اور ولیون مین سے ہر فریق کے لئے ان مین سے ایک اسم مخصوص ہوتا
ہے۔ لیکن جو شخص ان اسمار کی ملابست کے بعد انسے فنا ہو گیا وہی پورا کامل ہے پس
جو الظاہر کے اصحاب ہین وہ قدرت کے عجائبات دیکھا کرتے ہین اور جو الباطن
والے ہین وہ جو کچھ دلون کے اندر گذرتا ہے اوسکو ملاحظہ کرتے ہین۔ اور الاول
جنکے حصہ مین ہے اونکا شغل گذشتہ واقعات ہین اور الآخر والے آیندہ واقعات
کو پیش نظر رکھتے ہین پس اوس شخص کے سوا جسکی تدبیر کا کفیل حق تعالیٰ ہوتا ہے
ہر ایک کا مکاشفہ اوسکی طاقت کے انداز سے ہوتا ہے۔ معرفت کے بارہ مین ان
سے پوچھا گیا تو کہا کہ مخلوقات کے احوال ہین اور عارف کا کوئی حال ہی نہین ہے کیونکہ
اسکے سارے آثار میٹ دئے گئے ہین اور غیر کی ہویت کے لئے اوسکی ہویت ثبت
کر دی گئی ہے اور غیر کی نشانیون کے لئے اسکی نشانیان مٹادیگئی ہین پس عارف اڑنیوالا
ہے اور زاہد چلنے والا یحییٰ بن معاذ نے ابو یزید رحمہ اللہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے

اس کثرت سے اوسکی محبت کا جام نوش کیا کہ مجھے نشہ ہوگیا۔ اسکے جواب مین ابو یزید
رضی اللہ عنہ نے انکو لکھ بھیجا کہ اورون نے آسمانون اور زمینون کے سمندرون سے
پیا اور اسپر بھی سیراب نہوے اور اونکی زبانین هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ "کچھ اور بھی ہے"
کہتی ہوئی باہر نکلی پڑتی ہین۔ ایک دن ابراہیم بن شیبہ ہروی ابو یزید کے پاس آئے
تو اونسے ابو یزید نے کہا کہ میرے دل مین آتا ہے کہ اپنے پروردگار عزوجل سے تمہارے
لئے سفارش کرون۔ اسپر انہون نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو کل مخلوقات کا سفارشی بنادے
توبھی یہ کوئی بڑی چیز نہین ہے وہ تو مٹی کے ایک ٹکڑے سے زیادہ نہین ہین۔ اِس
جواب کو سنکر ابو یزید کو حیرت ہوگئی۔ ایک روز ابو یزید رضی اللہ عنہ کے پاس اونکے شہر
کے عالم وفقیہ نے آکر کہا کہ اے ابو یزید تمہارے اِس علم کا ماخذ کیا ہے اور سکھانیوالا
کون ہے اور کہانسے آیا ہے۔ ابو یزید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی بخشش اسکا ماخذ
ہے اور خدا سکھانیوالا ہے اور وہان سے آیا ہے جہان کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ عَمِلَ بِمَا يَعْلَمُ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (جس
شخص نے اوسپر عمل کیا جسکو وہ جانتا ہے اوسکو اللہ اوس علم کا وارث بنائے گا جو
اوسکو معلوم نہین ہے۔ یہ سنکر فقیہ خاموش ہوگیا۔ ابو علی جوزجانی رضی اللہ عنہ سے
اُن الفاظ کے بارہ مین پوچھا گیا جو ابو یزید رضی اللہ عنہ کی نسبت منقول ہین انہون نے
کہا کہ ہم ابو یزید کے صاحب حال ہونے کو تسلیم کرتے ہین اور شاید انہون نے انتہائے
غلبہ یا سکر کی حالت مین وہ الفاظ کہے ہون اور جو شخص ابو یزید کے مقام تک پہونچنا
چاہے اوسکو ابو یزید جیسا مجاہدہ کرنا چاہیے اوسوقت وہ اونکے کلام کو سمجھ سکتا ہے
واللہ اعلم

(١٥٠) ابو محمد سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن یونس بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رفیع تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس فرقہ کے امامون اور علوم اخلاص و ریاضات وغیرہ کے بڑے علما متکلمین مین سے تھے۔ خالد و محمد بن سوار کی صحبت مین رہے اور مکہ کی طرف جاتے ہوے ۲۷۳ھ دو سو تہتر ہجری مین ذوالنون مصری کو دیکھا اور اونھون نے ۲۸۳ھ دو سو تراسی ہجری مین قضا کی۔ انکے کلمات مین سے ہے کہ لوگ پڑے سوتے ہین اور جب مرینگے تو بیدار ہونگے اور جب بیدار ہونگے تو پچھتائینگے اور جب پچھتائینگے تو ان کو پچھتاوا فائدہ نہ دیگا۔ اہل زمین پر جب آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے تو اوس شخص کے سوا جو اپنی جان اپنی بیوی اپنی دنیا اور اپنی آخرت پر اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھتا ہے سب اللہ تعالیٰ سے ناواقف ہوتے ہین ادنی ادب یہ ہے کہ نہ معلوم ہونے کی صورت مین ٹھہر جاے اور آخر ادب یہ ہے کہ شبہہ کی صورت مین ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ کو رات اور دن کی گھڑیون مین دلون کی اطلاع ہوتی رہتی ہے پس جس دل مین اپنے سوا اور کی طرف احتیاج دیکھتا ہے اوس پر ابلیس کو مسلط کر دیتا ہے۔ صوفی کو تین چیزون کی پابندی لازمی ہے اپنے راز کی نگہداشت اپنے فقر کی حفاظت اور اپنے فرض کا ادا کرنا۔ اللہ نیت کا قبلہ ہے اور نیت قلب کا قبلہ ہے اور قلب بدن کا قبلہ ہے اور بدن اعضا کا قبلہ ہے اور اعضا دنیا کے قبلہ ہین۔ جو گمان سے بچا وہ تجسس سے بچا اور جو تجسس سے بچا وہ غیبت سے بچا اور جو غیبت سے بچا وہ زور سے بچا اور جو زور سے بچا وہ بہتان سے بچا۔ آدمی ریاست کا مستحق نہین ہوتا۔ جبتک کہ اپنی ناواقفیت کو

لوگون کیطرف سے پھیر دے اور اونکی جہالت کو برداشت نہ کرے اور اونکے قبضہ
کی چیزون کو چھوڑ نہ دے اور اپنے قبضہ کی چیزون کو اونکے لئے خرچ نہ کرے
صدیقون کے اخلاق مین سے ہے کہ وہ اللہ کی قسم نہین کہاتے نہ جھوٹ نہ
سچ اور غیبت نہین کرتے اور نہ اونکے سامنے غیبت کیجاتی ہے اور سیر ہوکر
نہین کہاتے اور جب وعدہ کرین تو خلاف نہ کرین۔ فتنے تین قسم کے ہین۔
عوام کا فتنہ جو علم کی وجہ سے آنہین آیا ہے۔ خواص کا فتنہ جو رخصتون اور تاویلون
سے اونہین پیدا ہوا ہے اور عارفون کا فتنہ جو واجب حق مین دوسرے وقت تک
دیر کرنے کی وجہ سے اونہین آیا ہے۔ ہمارے اصول سات ہین اللہ کی کتاب پر
مضبوط رہنا رسول اللہ کی سنت کی پیروی کرنی۔ حلال کہانا ستانے سے باز رہنا
گناہون سے بچنا۔ توبہ کرنی۔ اور حقوق ادا کرنا۔ جو شخص اس امر کو دوست رکھتا ہو
کہ اوسکے اور اللہ کے درمیان جو معاملہ ہے اوس سے لوگ واقف ہون وہ غافل
ہے۔ ہمارے اس زمانہ مین علما تین باتون سے مایوس ہوگئے ہین۔ توبہ کی برابر
پابندی سے سنت کی پیروی سے اور ترک مرسوم آثاری سے زندگی چار قسم کی
ہے فرشتون کی زندگی طاعت مین ہے نبیون کی زندگی علم اور وحی کے انتظار مین
صدیقون کی زندگی اقتدا مین اور باقی لوگون کی زندگی خواہ وہ عالم ہون یا جاہل زاہد
ہون یا عابد کہانے پینے مین۔ اور ضرورت نبیون کے لئے ہے۔ قوام صدیقون
کے لئے۔ قوت مومنون کے لئے اور راتب چوپایون کے لئے۔ جو شخص کہ معاملات
کے بگڑ جانے زمانے کے خراب ہوجانے اور لوگون کی رائے مین اختلاف واقع ہونے
کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کریگا اللہ تعالیٰ اوسکو امام مقتدی اور راہ راست پر

پے چلنے والا ہادی بنائیگا اور اپنے زمانہ مین کس مپرسی کی حالت مین رہیگا ۔ انسے سوال ہوا
کہ ولی کس کو کہتے ہین ۔ انھون نے جواب دیا کہ ولی وہی ہے جس کے افعال پے در پے
موافقت پر ہون اور انسے کسی نے اللہ عز وجل کی ذات کے بارہ مین پوچھا تو کہا کہ
ایک ذات ہے علم سے موصوف جو احاطہ کے ساتھ ادراک مین نہین آسکتی اور دار
دنیا مین آنکھون سے دیکھی نہین جاسکتی اور وہ حقایق ایمانی کی رو سے بغیر حد و حلول
کے موجود ہے اور عقبیٰ مین اوسکو آنکھین بلا کسی روک کے اوسکی سلطنت و قدرت
کے جلال مین دیکھین گی ۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی ذات کی کنہ کی شناخت
سے محجوب کر دیا اور اپنی نشانیون کے ذریعہ سے اوسکی راہ بنا دی ہے پس دل انکو
پہچانتے ہین اور نگاہین اوسکو نہین پاتی ہین ۔ ایمان والے بغیر اسکے کہ اوسکو احاطہ
کرین یا اوسکی ابتدا و انتہا کو پائین نگاہون سے اوسکی طرف دیکھتے ہین ۔ ان کا قول ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا اور ان کو اپنے آپ سے محجوب نہ رکھا اور پردہ تو اونہر
اللہ کے ساتھ انکی اپنی تدبیر و اختیار سے آیا ہے اور اسی چیز نے خلق کی زندگی کو
مکدر کر دیا ہے ۔ ولی کا لوگون سے میل جول کرنا ذلت ہے اور اُس کا اُنسے الگ
رہنا عزت ہے اور ہمنے بہت ہی کم ولی اللہ دیکھے ہین جو لوگون سے الگ نہون
کوئی ولی اللہ جسکی ولایت صحیح ہو ایسا نہین ہے جو ہر شب جمعہ کو مکہ معظمہ مین حاضر ہوتا
ہو یا اسمین کوتاہی کرتا ہو یہ کہا کرتے تھے کہ مین خلق پر اللہ کی حجت ہون اور مین اپنے
زمانہ کے اولیا پر حجت ہون ۔ یہ خبر ابو زکریا ساجی اور ابو عبد اللہ زبیری کو پہونچی ۔ یہ دونون
اُنکے پاس آئے اور ابو عبد اللہ زبیری نے جو نابینا اور اسی وجہ سے دلیر تھے کہا کہ ہم کو
آپ کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتے ہین کہ " مین خلق پر اللہ کی حجت ہون اور مین اپنے

زمانہ کے ولیون پر اللہ کی محبت ہون گے یہ رتبہ آپ کو کہان سے ملا کیا آپ نبی یا صدیق
ہین۔ اِس کے جواب مین سہل رضی نے کہا کہ میرا روئے سخن اس طرف نہین ہے
جس طرف آپ کا گمان پہنچا ہے اور نہ مین اس خیال مین ہون مین نے تو یہ صرف
اس وجہ سے کہا تھا کہ اکل حلال کا پاس ولحاظ جیسا مین نے کیا ہے اورون نے
نہین کیا۔ اس پر زبیری نے کہا کہ کیا تم کو اکل حلال کا پورا درجہ حاصل ہو گیا ہے انھون نے
کہا کہ ہان مین ہمیشہ حلال ہی کہاتا ہون زبیری نے پوچھا کہ بھلا اس کی کیا صورت ہے سہل نے کہا کہ
کہا کہ مین نے اپنی عقل ومعرفت وقوت کے سات حصے کر رکھے ہین پس جس وقت
تک ان کے چھ حصے جا چکتے ہین مین کہانا چھوڑ دیتا ہون اور جب ایک حصہ باقی رہ
جاتا اور مجھے یہ خوف ہوتا ہے کہ یہ حصہ بھی چلا جائیگا اور اوس کے ساتھ میری
جان بہی تلف ہو جائے گی اوس وقت مین اس خوف سے کہ اپنی ہلاکت کا
معین نہ ہون اور اس غرض سے کہ وہ چہ حصے واپس آجائین۔ بقدر سد رمق کہاتا
ہون پس اسلئے میرا حلال درست ہے۔ اِس کو سنکر زبیری نے کہا کہ ہم ہمیشہ اس
کے پابند رکہنے کی قدرت نہین رکھتے اور نہ ہم یہ جانتے ہین کہ اپنی عقلون ومعرفتون
وقوتون کو سات حصون پر تقسیم کرین اور سہل رضی اللہ کے فضل کا اعتراف کیا۔ سہل رضی
رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جس مین مالدارون کے ہاتون
سے حلال چلا جائیگا اور انکے مال حلال نہ ہون گے اوس وقت اللہ تعالی ایک کو
دوسرے کے خلاف مین کھڑا کر دے گا۔ یعنی ستانے معاملہ کو حکام تک پہنچانیکے
ذریعہ سے پس اُن کی زندگی کی لذت چلی جائیگی اور دنیا کی محتاجی کا کھٹکا اور دشمنون
کی شماتت کا اندیشہ ہمہ دم اُن کے دلون مین جاگزین رہیگا اور زندگی کی لذت

چلی جائیگی اور دنیا کی محتاجی کا انکو کھٹکا اور دشمنونکی شماتت کا اندیشہ ہمہ وقت انکو دامنگیر رہیگا اور زندگی کی لذت انکے غلامون اور چاکرون ہی کو حاصل ہوگی اور آقا تو رنج و بلا و بدبختی اور ظالمونکے خوف مین مبتلا رہینگے اور اس زمانہ مین زندگی سے صرف منافق لذت اٹھائیگا جسکو اسکی پروا نہوگی کہ اسنے کہانسے لیا اور کس مین خرچ کیا اور نہ اس کی فکر ہوگی کہ کیونکر اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا - اور ایسے زمانہ مین مولویون کا رتبہ جاہلون کا سا ہوگا اور اون کی زندگیان بدکارون کی زندگیان اور اُن کی موتین حیرت و گمراہی والون کی موتین ہون گی - ان کا بیان ہے کہ قوم عاد کے دیار مین مسیح علیہ السلام کے اصحاب مین سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی مین نے اوس کو سلام کیا اور اوس نے میرے سلام کا جواب دیا مین نے اوسکے بدن پر ایک جبّہ دیکھا جس مین عجب تازگی پائی جاتی تھی اور اوس نے مجھ سے کہا کہ یہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ سے میرے جسم پر ہے مجھے اِس پر تعجب ہوا تو اوس نے کہا کہ اے سہلؓ بدن کپڑون کو بوسیدہ نہین کرتے اونکو تو گناہون کی بو اور حرام کے کھانے بوسیدہ بنا دیتے ہین - اِس پر مین نے اُس سے پوچھا کہ اِس جبہ کو تمہارے جسم پر کتنے سال گذرے ہین - اُس نے کہا کہ سات سو برس - پھر مین نے اُس سے پوچھا کہ کیا تم ہمارے سیدنا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سے بھی ملے تھے - اُس نے کہا کہ ہان اور مین اوس وقت اون پر ایمان بھی لایا جس وقت اُن پر وہ جن ایمان لائے تھے جن کے متعلق اون پر یہ وحی آئی تھی قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ عـــہ - مین کہتا ہون کہ یہی وجہ ہے کہ خضر علیہ السلام کے کپڑے پرانے نہین ہوتے کیونکہ وہ

عـــہ - جناب رسول کے پاس وحی آئی ہے کہ جنات مین سے چند شخصون نے (دیکھے قرآن پڑھتے) سنا - سورہ جن - پارہ ۲۹ - رکوع ۱۱ - مترجم

نہ گناہ کرتے ہین اور نہ حرام کہاتے ہین اور جس طرح کہ حلال کہانے والونکے کپڑے بوسیدہ نہین ہوتے اوسی طرح مرنے کے بعد اون کے جسم بہی بوسیدہ نہین ہوتے جیسا کہ بعض ولیون کی لاشون کو ہم نے برسون کے بعد ویسا ہی پایا ہے جیسا اون کو رکہا تہا واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور یہ کہا کرتے تہے کہ دیکہو خبردار اوس شخص کے ساتہہ عداوت نہ کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے ولی مشہور کیا ہو۔ اور بصرہ مین ایک ولی اللہ تہے اون سے ایک گروہ نے دشمنی کی اور اون کو ستایا پس اللہ تعالیٰ نے اونپر غضب نازل فرمایا اور رات بہر مین سب کے سب کو ہلاک کر دیا۔ ان کا قول ہے کہ زہے نصیب اوس شخص کے جس نے ولیون سے شناسائی حاصل کی کیونکہ جب اس نے اون کو پہچانا تو جو کچہ طاعتین اس سے فوت ہوئی ہین اون کو پوری کرے گا اور اگر پوری نہ کریگا تو وہ اوسکی شفاعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین کرین گے کیونکہ وہ اہل فتوت ہوتے ہین جو لوگ خلق مین اللہ کے برگزیدہ ہین اون پر دنیا حرام ہے اور اون کے لئے دنیا مین سے کچہ بہی لینا اوسی طرح حرام کیا گیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے خلق پر حرم کے شکار کا کہانا حرام کر دیا ہے اور جو شخص اوس کو کہاتا ہے اوس پر فدیہ واجب ہوتا ہے اسیطرح اللہ کے برگزیدہ لوگون مین سے جو کوئی دنیا مین سے کچہ کہاتا ہے اوس کے لئے طاعتون کے ترک کے سوا اور کوئی فدیہ نہین ہے۔

جب بندہ اوس حق کے ادا کرنے مین مشغول ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا اوس پر ہے تو اللہ تعالیٰ مناسب تصور فرماتا ہے کہ جو کام بندہ خود اپنے لئے کرتا اوس کو وہ انجام فرمائے۔ جو حلال نہ کہاتا ہوگا۔ اوس کے قلب سے حجاب نہ اوٹہے گا اور جلد جلد اوس پر بلائین آتی رہین گی اور اوس کو نہ نماز فائدہ دے گی نہ روزہ اور نہ زکوۃ

خلق جوملکوت کے مشاہدے اور وصول سے رکی ہوئی ہے توصرف بُری خوراک اور خلق کی آزار دہی ہے۔ اپنے یارون سے کہا کرتے تھے کہ جبتک نفس تم سے معصیت کا مطالبہ کرے اوس وقت تک بہوک اور پیاس سے اوس کی تادیب کرو اور جب تم سے گناہ نہ چاہے تو جو کچھ چاہے اوس کو کہلاؤ اور جتنا چاہے اوس کو سونے دو۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ جو لوگ بہت دنون تک کہانا نہین کہاتے اون کی بہوک کی آگ کہان جاتی ہے۔ انہون نے جواب دیا کہ دل کا نور اوس کو بجہا دیتا ہے۔ اِن کے اقوال مین سے ہے کہ مرنے والے دلون کی زندگی اُس زندہ جاوید کے ذکر سے ہے جو نہ مریگا۔ جس کا ایمان کامل ہوا وہ اللہ تعالی کے سوا کسی چیز سے نہ ڈرے گا اور سب سے اچھے لوگ ڈرنے والے علما ہین اور سب سے اچھے ڈرنے والے وہ صاحب خلوص ہین جنہون نے اپنے اخلاص کو موت سے ملا دیا ہے۔

(۱۵۱) ابوسلیمان عبدالرحمن بن عطیہ دارانی رضی اللہ تعالی عنہ

داریا[عـــه] دمشق کا ایک گاون تہا۔ یہ بنی عبس[عـــه۲] مین سے اور علوم حقایق اور پرہیزگاری مین بلند شان تھے ۲۱۵ھ دوسو پندرہ ہجری مین راہی عالم بقا ہوئے انکے کلمات مین سے ہے کہ کسی فقیر کو سزاوار نہین ہے کہ اپنے دل سے اپنے کپڑون کو زیادہ

عـــه داریا دہیست بشام و دارانی منسوبست بوی بر غیر قیاس ۱۲ منتہی الارب

عـــه۲ عبس بن بغیض بن ریث پدر قبیلہ است از قیس غیلان و نیز قبیلہ ایست یمنی از قضاعہ از اولاد عبس بن خولانی۔ ۱۲۔ منتہی الارب۔

صاف ستھرا رکھے بلکہ اپنے ظاہر کو اپنے باطن کے ہمشکل رکھے۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ ایک دن مین نے ابوسلیمان کو کہتے سُنا کہ اے کاش میرا دل دلو مین ویسا ہی ہوتا جیسا کپڑون مین میرا کپڑا ہے۔ احمد کہتے ہین کہ "اور اُن کے کپڑے متوسط درجہ کے تھے" اور اُن کا قول ہے کہ جو دنیا سے کُشتی لڑا دنیا نے اوس کو دے مارا۔ اور جب دنیا نے کسی دل مین گھر بنالیا تو آخرت نے اوس سے کوچ کیا۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ مین نے ابوسلیمانی سے کہا کہ کل مین نے خلوت مین نماز پڑھی تھی اُس مین مجھے عجیب مزا آیا۔ اس پر اُنھون نے کہا کہ اس سے اور کون سی چیز مین زیادہ مزا ہے۔ مین نے کہا کہ اس مین کہ مجھے کسی نے نہ دیکھا ہو۔ اس پر انھون نے کہا کہ اے احمد بیشک تو کمزور ہے اس لیے کہ تیرے دل مین خلق اللہ کا خیال آیا۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ جن چیزون کے ذریعہ سے بندہ اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے اُن مین سب سے قریب کون سی چیز ہے۔ انھون نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ اللہ تیرے قلب پر مطلع ہو اور تو دونون جہان مین اوس کے سوا کسی کو نہ چاہتا ہو۔ دنیا اپنے تلاش کرنیوالے سے بھاگتی ہے اور اپنے سے بھاگنے والے کو تلاش کرتی ہے پس اگر اپنے سے بھاگنے والے کو پالیتی ہے تو اوس کو چرکے لگاتی ہے اور اگر تلاش کرنے والا اُس کو پالیتا ہے تو اوس کو مار ڈالتی ہے۔ اپنے عمل پر غرور تو قدر یہی کرتے ہین جو سمجھتے ہین کہ اپنے عمل کے کرنے والے خود وہ ہین مگر جس کا یقین یہ ہے کہ اُس سے کام لیا جاتا ہے وہ کس چیز پر غرور کرے گا۔ اگر سب لوگ متفق ہوکر چاہین کہ مجھے میرے نفس کے سامنے اُس قدر ذلیل کرین جس قدر کہ مین نے اپنے آپ

کو کر کہا ہے تو ممکن نہین ہے۔ جو اپنے نفس کی کوئی قیمت سمجھا اوسکو خدمت
کی حلاوت نہ ملی۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ ابو سلیمان دارانی نے مجھسے کہا
کہ اے احمد جو مقبول ہوا وہ مقبول ہو اگر تعلیم کرنے والون کی قبولیت سے۔ اور
مین تجھسے کہتا ہون کہ اپنی انگلیان پیالہ مین نکھول۔ اے احمد مینے ایسے لوگ
دیکھے ہین جو اپنی بہوک کو اسی طرح غنیمت جانتے ہین جس طرح تم اور تمھارے یاران
طریقت سیری کو۔ اے احمد کیونکر اون کے دل منور ہوسکتے ہین اُن کی تو یہ حالت
ہے کہ جو چیز شبہ کی پاتے ہین اوس کو کہا جاتے ہین مگر میری یہ حالت ہے کہ اگر شبہ
کی چیز کہا لیتا ہون تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک دل مین ایک آگ سی
محسوس ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عارف کے لئے بچھونے پر وہ کشایش کرتا ہے جو کھڑے ہو کر نماز پڑہنے
کی حالت مین نہین کرتا۔ ابو سلیمان رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد ایک شخص
نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے ساتھ کیا کیا۔ انہون نے کہا
کہ مجھے بخشدیا اور قوم صوفیہ کے اشارات سے میرے لئے کوئی چیز زیادہ مضر
ثابت ہوئی اس لئے کہ دقایق علوم مین گفتگو کرنا اقران مین اپنے آپ کو ممتیز بنانا
ہے۔ احمد بن ربی الحواری کہتے ہین کہ مجھسے ابو سلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس
شخص نے اپنے بہائی کا کہانا اس لئے کہایا کہ اپنے کہانے سے اُس کو خوش
کرے اُس کو اوس کہانے سے کوئی ضرر نہ پہونچے گا ضرر تو اُسی وقت پہونچے گا
جب اپنے نفس کی خواہش سے کہانے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز جس سے
بندہ کا مقصود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے باعتبار نتیجہ کے عمدہ ہے۔ اونکے اقوال

مین سے ہے کہ جس کی آنکھ مین مومن حقیر دکھائی دیا اوس نے اوس کی حرمت کو خفیف تصور کیا اور جس نے اپنے دل سے ہر ایسی چیز کی یاد نہ مٹائی جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مخالف ہے اوس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی صفائی نصیب نہ ہوئی۔ اور جب تم دنیا و آخرت کی کوئی حاجت چاہو تو بھوک کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اوس کے بعد اوسکا سوال کرو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کھانے سے عقل تمکانے نہیں رہتی

(۱۵۲) ابو محمد فتح بن سعید موصلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بشر بن حارث اور سری سقطی کے ہم رتبہ لوگون مین سے اور ورع و معاملات مین بلند شان تھے۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ جو شخص اپنے دل سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے گا اوس مین محبوب سے فرحت حاصل ہونے کی کیفیت پیدا ہوگی اور جو شخص اپنی ہوا وہوس پر اوس کو مقدم رکھے گا اوس مین اوس کو محبوب رکھنے کی کیفیت پیدا ہوگی اور جو شخص اللہ کا اشتیاق رکھے گا وہ اوس کے ماسوا سے پرہیزگار ہو جائے گا۔ اور قلب جب کھانے اور پینے سے روک دیا جاتا ہے تو وہ مرجاتا ہے گو دیر مین سہی۔ کسی شخص نے معافی بن عمران سے پوچھا کہ فتح موصلی کا کوئی بڑا عمل بھی تھا۔ انہون نے کہا کہ اون کا یہی عمل کافی تھا کہ انہون نے دنیا ترک کر دی تھی۔

(۱۵۳) ابو عبد الرحمٰن حاتم اصم بن علوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ خراسان کے قدیم مشائخ مین سے اور بلخ کے رہنے والے تھے۔ شقیق بلخی کی

صحبت مین رہے اور احمد بن حضرویہ کے پیر تھے ۲۳۷ سنہ ہجری مین واشگرد سے
اعلیٰ علیین کی راہ لی اور ایک مسافرخانہ کے پاس جس کو سروند کہتے ہین اور جو واشگرد
کے پہاڑ پر واقع ہے مدفون ہوئے۔ اِن کے کلمات مین سے ہے کہ جب تم مرید کو
اپنی مراد کے سوا کسی اور چیز کا ارادہ کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اوس نے اپنی ذلت کا اظہار
کیا اور وہ مکر مین مبتلا ہے۔ جو شخص تین چیزون کے بغیر تین چیزون کا دعویٰ کرے
وہ جھوٹا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے محرمات سے پرہیز کئے بغیر اوس سے ڈرنے کا دعویٰ
کرے وہ جھوٹا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طاعت مین مال خرچ کئے بغیر جنت
کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور جو شخص فقر کی محبت کئے بغیر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ عصام بن یوسف رحمۃ اللہ نے حاتم
رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چیز بھیجی اور انھون نے قبول کر لی اس پر ایک شخص نے
اِن سے کہا کہ آپ نے اس کو کیون قبول کر لیا؟ انھون نے کہا کہ میرے خیال مین یہ
بات آئی کہ اس کے قبول کرنے مین میرے نفس کی ذلت ہے اور واپس کر دینے
مین عزت۔ اِن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک راہب کے پاس سے میرا گزر ہوا
اوس نے مجھسے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو۔ مین نے کہا کہ بلخ کا۔ پھر اوسنے
پوچھا کہ تم کس کے پاس بیٹھتے تھے۔ مین نے کہا کہ مین شقیق بلخی کے پاس بیٹھا کرتا
تھا۔ اوس نے کہا کہ تم نے اُن سے کیا بات سُنی ہے۔ مین نے کہا کہ وہ کہتے تھے
کہ اگر آسمان تانبے کا اور زمین لوہے کی ہو جائے اور نہ آسمان سے ایک قطرہ مینہ برسے
اور نہ زمین سے ایک دانہ اوگے اور میرے بال بچے اسقدر ہون کہ دونون عالم اونسے
بھر جائین تب بھی مجھے کچھ پروا نہو۔ راہب نے کہا کہ یہ تو بُرا آدمی ہے اس کے پاس

بیٹھنا نہ چاہیے ۔ مین نے کہا کہ یہ کیون - اوس نے کہا اس لیے کہ وہ ایسی بات
کو سمجھتا ہے جو ہوئی نہین اور اگر ہو تو کیا ہوا وس کو ایسی چیز پر غور کرنا چاہیے جو ہو چکی
ہے کہ کیونکر ہوئی تم اوس کے ساتھ نہ بیٹھا کرو اس کی فکر درست نہین ہے - حاتمؒ
محمد بن مقاتل کے پاس جو رے کے عالم تھے عیادت کو گئے - انھون نے
دیکھا کہ اون کا گھر وسیع اور فرش سے آراستہ ہے اور بہت سے غلام و خادم
سامنے حاضر ہین - اس لیے اون کو سلام نہین کیا اور اون سے کہا کہ اے محمد
تم نے اپنے اس گھر کی تعمیر اور ان فرشون اور سامانون مین کس کی پیروی کی ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین اور ائمہ و صالحین کی یا فرعون و نمرود کی محمد نے
سکوت اختیار کیا پھر حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے برے عالمون تمھاری
مثال تو اُن جاہلون کی ہے جو دنیا مین پھنسے ہوئے اور اُس کی رغبت
رکھنے والے ہین نہ کہ علماے باعمل کی - تم عوام کے بگاڑنے والے ہو کیون کہ وہ
کہین گے کہ جب محمدؐ کا جو عالم ہے یہ حال ہے تو ہم تو اون کے پیرو ہین - حاتمؓ
کے اس کلام سے محمد بن مقاتل کی بیماریون مین ایک اور بیماری زیادہ ہو گئی - اس
کے بعد حاتم رضی اللہ عنہ نے عالم سے کہا کہ مین عجمی آدمی ہون چاہتا ہون کہ تم مجھے
نماز کے لیے وضو کرنا سکھا دو - عالم نے کہا کہ تم وضو کرو مین دیکھتا ہون چنانچہ حاتمؓ
نے تین تین بار کلیان کین ناک مین پانی دیا اور داہنا ہاتھ دھوتا مگر جب بائین
ہاتھ کی باری آئی تو اوسکو چار مرتبہ دھویا عالم نے کہا کہ تم نے جو چار مرتبہ ہاتھ دھویا تو
فضول خرچی کی - اس پر حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سبحان اللہ ایک چلو پانی مین تو
میری فضول خرچی کو تم نے ناپسند کیا اور ان سب چیزون مین جو فضول خرچی خود تم نے

کی ہے اوس کو تمنے ناپسند کیا۔ اس سے وہ سمجھ گئے کہ تعلیم وضو کی درخواست ان کا مقصود صرف یہی جتلانا تھا اس سے ان کو ہوش ہوا اور گھر بار نوکر چاکر سب کو انہون نے چھوڑ دیا اور فقیرون مین شامل ہو گئے۔

(۱۵۴) ابو زکریا یحییٰ بن معاذ بن جعفر واعظ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے زمانہ مین یکتا ئے روزگار تھے۔ معرفت خصوصاً رجا کے بیان مین اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص زبان دی تھی۔ مدت تک بلخ مین رہے بعدہ نیشاپور واپس آئے اور یہین ۲۵۸ھ دو سو اٹھاون ہجری مین ان کو سفر آخرت پیش آیا۔ ان کے کلمات مین سے ہے کہ جس مین ورع نہین ہے وہ زاہد کیونکر ہو سکتا ہے جو چیز تمہاری نہین ہے اوس مین تورع کرو پھر جو تمہاری ہے اوس مین زہد کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جسقدر تمہاری مشغولی ہوگی اوسی انداز سے خلق اللہ کو تمہارے کام مین دلچسپی ہوگی۔ ساری دنیا اول سے آخر تک ایک ساعت کے غم کی برابری نہین کر سکتی پھر باوجود اس کے کہ اوس مین تمہارا بہت ہی تھوڑا حصہ ہے کیونکر تم اوس کے غم مین اپنی تمام عمر صرف کر دیتے ہو۔ زاہد دنیا مین پردیسی ہین اور عارف آخرت مین پردیسی ہین۔ اپنے یارون سے کہا کرتے تھے کہ تین قسم کے آدمیون کی صحبت سے بچتے رہو غافل عالمون سہل انکار مولویون اور ایسے جاہل صوفیون کی صحبت سے جو اپنے دین کے فرائض سیکھنے سے پہلے عابد بنجاتے ہین۔ اور ان کے اقوال مین سے ہے کہ جس شخص نے اپنے پیر کے افعال سے فائدہ نہ اوٹھایا وہ اوس کے اقوال سے بھی فائدہ نہ اوٹھائے گا۔ بندہ کے دین کی ہمیشہ

دھجیان اوڑتی رہتی ہین جب تک کہ اوس کا دل دنیا کی محبت مین پہنسا رہتا ہے
بھوک نور ہے اور سیری نار ہے اور خواہش ایندہن ہے جو جلانے کا ذریعہ ہوتی
ہے۔ اس لئے جب تک کہ اپنے مالک کو نہ جلالے گی ٹھنڈی نہین ہو سکی۔
صوف پہننا دوکانداری ہے اور زہد کی باتین کرنی پیشہ وری ہے۔ ولی نہ دکہاوا کرتا
ہے اور نہ منافقت کرتا ہے اور ایسے صدیق جن کے اخلاق ایسے ہون کس قدر
تہوڑے ہین۔ ولی دنیا مین اللہ تعالیٰ کا پہول ہوتا ہے جس کو صدیق سونگھتے ہین۔
پس اوس کی خوشبو اون کے دلون تک پہنچتی ہے اور اس ذریعہ سے وہ اوسکے
آقا کے مشتاق ہوتے ہین اور اوس کے دیکھنے سے اون کی عبادت مین
زیادتی ہوتی ہے۔ برا بہائی وہ ہے جو تمہارے اس کہنے کا محتاج ہو کہ "میرے
لئے تم دعا کرو" اور برا بہائی وہ بہائی ہے جو تمہاری لغزش کے وقت اس کا محتاج
ہو کہ تم اوس سے معذرت کرو۔

علما سے باعمل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اون کے باپ اور ماں سے
زیادہ تر مہربان و شفیق ہوتے ہین اور اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہون نے کہا
کہ اس لئے کہ اون کے باپ اور ماں اون کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہین۔ اور
ایسے علما اون کو آخرت کی آگ اور اوس کی دہشتون سے بچاتے ہین۔ اور ان
کا قول ہے کہ جس نے خلوص کے ساتھ اولیا کی صحبت اختیار کی اوس کو یہ
صحبت اوس کے اہل و عیال مال و منال اور سب اشغال سے پہیر دیگی اور انکی
صحبت مین جب اوس کی یہ حالت درست ہو جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
مشغول رہنے کے مقام تک ترقی کر جائے گا۔ پس وہ ماسوا اللہ کو چہوڑ کر اوسمین

مشغول ہو جائے۔ اور اگر اولیا اللہ کی صحبت مین اوس کا یہ مقام درست نہوا تو اسکو کبھی اشتغال باللہ کی خوشبو نصیب نہوگی عوام دنیا کی طرح جنت مین بھی اہل علم کے محتاج ہون گے۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو اونہون نے کہا کہ جنت مین عوام سے ارشاد ہوگا کہ اپنی اپنی آرزو مین بیان کرو مگر اون کو معلوم نہوگا کہ کیا کہین اُسوقت وہ عرض کرین گے کہ ہم اہل علم کی طرف رجوع کرتے اور اُن سے پوچھتے ہین اور اس سے علم والون کی بڑی توقیر ہوگی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ خبردار دنیا کی طرف مائل نہونا یہ تو گندہ جانے کا گھر ہے ٹھیرنے کا گھر نہین ہے اس سے توشہ لیکر دوسری جگہ آرام لینا چاہیئے۔ اور کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص علم مین ابن عباس جیسا ہو مگر دنیا کیطرف راغب ہو تو مین لوگون کو اوس کے ساتھ بیٹھنے سے ضرور منع کرون کیونکہ جس نے اپنے نفس کے ساتھ خیانت کی وہ اورون کو کیا نصیحت کرے گا۔ ؎

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری
بخدا کہ لازم آمد ز تو احتراز کردن

اِن کا قول ہے کہ ولیون کی مثال شکاریون کی ہے کہ بندون کو شیطانون کے منہ سے چھڑا لیتے ہین اور اگر کوئی ولی عمر بھر مین ایک ہی شکار کرے تب بھی اوس نے بہت بڑی نیکی کی۔ کامون کی دشواری سے بھاگ کر زہد اختیار کرنا بیہودگی ہے اور نفس کو مارے بغیر صوف پہن لینا جہالت ہے اور باوجود ضرورت کے کسب کو چھوڑ دینا کاہلی ہے اور باوجود استغنا کے کسب کرنا کلفت ہے اور گوشہ نشینی پر صبر کرنا راستہ پالینے کی علامت ہے اور بال بچون کو ضائع کرکے عبادت مین مشغول

ہونا نادانی ہے۔ اوس شخص مین جو ولیمہ مین ولیمہ کے لئے شریک ہوا اور اوس شخص مین جو اوس مین محبوب سے ملنے کو شریک ہو بہت فرق ہے۔ صدیقون کی لڑائیان اپنے نفس کے خطرات سے اور ابدال کی اپنے افکار سے اور زاہدون کی نفسانی خواہشون سے اور تائبون کی اپنی لغزشون سے ہوتی ہین۔ یہ اپنی دعا مین کہا کرتے تھے کہ خداوندا توبہ کی شرطون کو پورا کرنے کی قوت مجھ مین نہین ہے مجھے بغیر توبہ کے بخشدے اور اِن کا قول ہے کہ آدمی اوس وقت تک حلیم نہین ہوتا جبتک کہ عورتون کو شہوت نہین بلکہ شفقت کی آنکھ سے نہ دیکھے اور ذاکرون کے ساتھ بیٹھا کرو۔ کیونکہ یہ بادشاہی ڈیوڑہی پڑھی دے ہوئے ہین۔

(۱۵۵) ابو حامد احمد بن خضرویہ بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان خراسان کے اکابر مین سے تھے ابوتراب نخشبی اور حاتم اصم رحمہا اللہ کی صحبتون مین رہے اور ابو یزید بسطامی کے پاس سفر کرکے گئے اور ابو حفص حداد کی انہون نے زیارت کی۔ یہ اون لوگون مین سے ہین جنہون نے فتوت مین شہرت پائی ہے۔ سنہ ۲۴۰ھ دوسو چالیس ہجری مین اعلیٰ علیین پہنچے۔

ان کے کلام مین سے ہے کہ اللہ کا ولی نہ اپنا کوئی نشان مقرر کرتا ہے۔ جس سے اس کا پتہ لگے اور نہ اوسکا کوئی نام ہوتا ہے جس سے موسوم ہو۔ صابر وہ ہے جو صبر پر صبر کرے۔ جو صبر کرے اور شکایت کرے۔ یہ بیان کرتے تھے کہ مین نے سنا ہے کہ ایک مالدار نے ایک زاہد سے ملنا چاہا۔ اور جب اوس کے پاس پہونچا تو رمضان کا روزہ جو کی روٹی اور نمک سے اوس کو افطار کرتے دیکھا۔ اُس

مالدار نے جو تجارت پیشہ تھا گھر واپس آکر ایک ہزار دینار زاہد کے پاس بھیج دیئے۔ زاہد نے اوس کو واپس کر دیا اور اوس کے غلام سے کہا کہ اپنے آقا سے کہدینا کہ جو شخص تم جیسے پر اپنا راز افشا کرتا ہے اوس کی یہی سزا ہے۔

(۱۵۶) ابوالحسین احمد بن ابی الحواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو الحواری کا نام میمون اور وطن دمشق تھا۔ صاحب ترجمہ ابو سلیمان دارانی و سفیان بن عیینہ اور بہت سے مشایخ کی صحبت مین رہے اور سنہ ۲۳۰ دوسو تیس ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے۔ جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے کہ احمد بن ابی الحواری ملک شام کے پھول ہین۔ ان کا قول ہے کہ دنیا کوڑے اور کتون کے لوٹنے کی جگہ ہے اور کتون سے بھی بدتر وہ لوگ ہین جنھون نے اوس مین پنجے گاڑے ہین اور اوس کے لئے اپنے یارون سے جھگڑے کر رکھے ہین کیونکہ کتا تو اپنا پیٹ بھر کر چلدیتا ہے اور دنیا کے دلدادہ کسی حال مین اوسے نہین چھوڑتے اور جب اُس سے ایک مقصد پورا ہو جاتا ہے تو دوسرے کی جستجو کرتے مین اون کا بیان ہے کہ خضر علیہ السلام نے درد کے لئے مجھے ایک دعا بتائی اور کہا کہ جب تمھارے کہین درد ہو تو اُس موقع پر ہاتھ رکھو اور کہو کہ "وبالحق انزلناہ وبالحق نزل" چنانچہ مین ہمیشہ درد کے مقام پر اس کو پڑھ کر پھونکتا ہون اور وہ فوراً چلا جاتا ہے جب کبھی کسی شخص کو ان کے کسی عمدہ اخلاق پر اطلاع ہو جاتی تھی تو یہ اپنے آپ کو ملامت کرتے اور کہتے تھے کہ یہ کیسی غفلت ہے انتہا ہو گئی کہ تیری خوبیان لوگون پر ظاہر ہو گئین۔

(۱۵۷) ابوحفص عمر بن سلم حداد نیشاپوری رضی اللہ عنہ

یہ گوروباد کے رہنے والے تھے جو شہر نیشاپور کے اوس دروازہ پر واقع تھا جس سے بخارا کو سڑک جاتی تھی۔ عبداللہ۔ مہدی اور نصرآبادی کی صحبتین پائین اور احمد بن حضرویہ بلخی کے رفیق رہے اور شاہ بن شجاع کرمانی انھین کے نام لیوا تھے۔ یہ یکتائے روزگار ائمہ وسادات اور بڑے رتبہ کے مشہور مشائخ مین سے تھے۔ ۲۶۵ھ دوسو پینسٹھ ہجری مین قید وحیات سے رہا ہوئے۔ یہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو ان کی حالت غیر ہو جاتی تھی یہان تک کہ سب حاضرین اس کو سمجھ جاتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ دنیا کو اپنے نزدیک ذلیل سمجھنے کی نشانی یہ ہے کہ اوس کے متعلق کسی سے بخل نہ کیا جائے۔ اِن سے کسی نے کہا کہ آپ کے یارون مین سے فلان شخص سماع کے لئے جابجا پڑا پھرتا ہو۔ اور جب گانا سُنتا ہے تو روتا چیختا اور کپڑے پھاڑتا ہے۔ اوس کے جواب مین اُنہون نے کہا کہ ڈرتا کیا نہین کرتا۔ ڈوبنے والا جس چیز مین نجات سمجھتا ہے اوسی کا سہارا پکڑتا ہے یہ کہا کرتے تھے کہ بیس برس تک دل کی نگہبانی کی اس کے بعد ایک حالت طاری ہوئی جس مین ہم سب کے سب محفوظ ہو گئے اِن کا قول ہے کہ جس نے بخشش کا ذکر کیا اور اپنے دل کی آنکھ سے اوس پر نگاہ کی وہ سخی کے نام کا سزاوار نہین ہے۔ اِن سے پوچھا گیا کہ ولی کس کو کہتے ہین تو انہون نے کہا کہ کرامات سے جس کی تائید کی گئی ہو اور جو بدعتون سے ہمیشہ کے لئے مبرا کر دیا گیا ہو۔ فقراء کے آداب ایک مرتبہ اِن سے پوچھے گئے تو انہون نے کہا کہ مشائخ کی حرمتو نگا

نگاہ رکھنا بھائیون کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چھوٹون کو نصیحت کرنا دنیاوی فوائد مین جھگڑون سے دست بردار ہوجانا ایثار کا پابند رہنا جمع کرنے سے سروکار نہ رکھنا جو اپنے طریقہ پر نہو اوس کی صحبت چھوڑ دینا اور بھائیون کی اون کے دینی و دنیاوی امور مین مدد کرنا۔ بس ان صفتون کا اپنے نفس سے مقابلہ کرو اگر تم انہین پورے نکلو تو تم فقیر ہو۔ ان کا قول ہے کہ احوال کی خرابیان بہت کچھ تین چیزون سے آئی ہین۔ عارفون کی بدکاری عاشقون کی خیانت اور مریدون کا جھوٹ۔

ابو عثمان حیری کہتے ہین کہ عارفون کی بدکاری آنکھون زبان اور کانون کا دنیا کے اسباب اور منافع کے لئے بے محابا چھوڑ دینا ہے اور عاشقون کی خیانت پیش آنے والی چیزون مین اپنی خواہشون کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ترجیح دینا ہے۔ اور مریدون کا جھوٹ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ذکر رویت سے مخلوق کی یاد اور اون کا دیکھنا اون کے دلون پر زیادہ تر غالب ہو۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ جب فقیر کی رونق اوسکے کپڑون مین دیکھو تو اوس کی بھلائی کی امید نہ رکھو۔

(۱۵۸) ابو تراب عسکر بن حسینی نخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاتم اصم و ابو حاتم عطار کی صحبت مین رہے اور خراسان کے اُن جلیل القدر و بزرگ مشایخ مین سے تھے جو علم فتوت زہد توکل و ورع مین مشہور ہوگئے ہین۔ ۲۴۵ھ دوسو پینتالیس ہجری مین ان کی روح پاک نے جنگل مین تن خاکی سے مفارقت اختیار کی اور اس لئے ان کا جسم بیکار ہوجانے پر درندون کے آذوقہ مین کام آیا۔ اُن کے اقوال یہ ہین۔ اللہ عزوجل ہر زمانہ مین علماء سے وہی

بلوا تا ہے جو اس زمانہ کے اعمال کے مناسب ہوتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ
مشغول رہنے کی حالت مین اوس سے روگردان ہو اوس پر فوراً وبال آتا ہے مین مریدون
کے لئے اس سے زیادہ مضر کسی شئے کو نہین پاتا کہ وہ اپنے پیر کی اجازت کے بغیر
اپنے نفس کی پیروی مین سفر کرتے پھرین اور کوئی مرید نہین بگڑا مگر ایسے سفرون اور مخالفون
کے ساتھ ملنے جلنے سے۔ کسی فقیر کو ہرگز نہ چاہیے کہ کسی مال کو کبھی اپنی طرف منسوب
کرے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو نہین دیکھتے کہ انہون نے کہا تھا کہ "یہ میرا عصا ہے"
اور اوس کے مالک ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ اسپر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ "تم اپنے عصا
کو ڈالدو" پس جب اودہر نگاہ دوڑائی تو گھبرائے اور بھاگے تب ارشاد ہوا کہ "لوٹ آو اور ڈرو
نہین" انکا بیان ہے کہ مین نے جنگل مین ایک شخص کو دیکھا اور اوس سے پوچھا کہ تم
کون ہو۔ اوس شخص نے کہا کہ مین خضر اولیا کے دلون پر تعینات ہون جب وہ اللہ عزوجل
سے بھاگتے ہین تو مین اون کو لوٹا لاتا ہون اے ابو تراب پہلے قدم مین بربادی اور دوسرے
قدم مین رستگاری ہے۔

(۱۵۹) ابو محمد عبداللہ بن حنیف انطاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوسف بن اسباط کی صحبت پائی اور اکل حلال مین موشگافی کرنیوالے زاہد اور صوفیون
اور کل احوال مین ورع برتنے والون مین سے تھے انکی اصل کوفہ سے تھی اور تصوف
مین ثوری رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر تھی۔ کیونکہ انہ کو انہین کے اصحاب کی صحبت رہی
تھی۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ جب قرآن جاننے والا گناہ کے پاس جاتا ہے
تو اوس کے سینہ سے قرآن اوس کو آواز دیتا ہے کہ واللہ تو نے مجھے اس لئے تو یاد

نہین کیا تہا پس اگر اوس گناہ کرنیوالے نے یہ آواز سُن لی تو اللہ تعالیٰ سے شرم آنے کے باعث اوس کی جان نکل گئی۔ مین نے سُنا ہے کہ علماء بنی اسرائیل مین سے ایک شخص کہا کرتا تہا کہ اے پروردگار کبتک مین تیرا گناہ کیا کرونگا اور تو مجہے سزا نہ دیگا۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کے پاس وحی بہیجی کہ فلان شخص سے کہدو کہ کبتک مین تجہے سزا دیا کرونگا اور تو نہ سمجہے گا کیا مینے تجہے اپنی مناجات کی حلاوت نہین چہینی ہے۔ اور یہ کہا کرتے تہے کہ جو تیرے ساتھ احسان کرتا ہے اوسکی اطاعت تُو تو کرتا ہی نہین ہے پہر تو اوس کے ساتھ کیونکر بہلائی کرے گا جو تیرے ساتھ برائی کرتا ہے۔

(۱۶۰) ابو علی احمد بن عاصم انطاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بشر حافی بن حارث سری سقطی اور حارث محاسبی رضی اللہ عنہم کے ہمسرون مین سے تہے۔ اِن کی فراست کی تیزی کے باعث ابو سلیمان دارانی نے انکا نام جاسوس القلوب رکہا تہا۔ یہ کہا کرتے تہے کہ مجہے یہ گمان نہ تہا کہ مین وہ زمانہ دیکہونگا جسمین اسلام پہر اجنبی ہو جائیگا۔ اسپر کسی نے پوچہا کہ کیا اسلام پہر اجنبی ہوگیا انہون نے کہا کہ ہان اس زمانہ مین اگر کسی عالم کی طرف رغبت کرو تو اُسکو حب ریاست اور بڑے سمجہے جانے کے لئے دنیا پر فریفتہ اور اپنے علم کے ذریعہ سے دنیا کہاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا پاؤگے کہ اورون سے زیادہ تر استحقاق دنیا کا مجہے ہے اور اگر کسی ایسے عابد کو ڈہونڈ و جو سب کو چہوڑ کر کسی پہاڑ مین بیٹہا ہو تو اوس کو فریب خوردہ عبادت مین جاہل اپنے نفس اور شیطان کے دہوکے مین مبتلا پاؤگے جو اعلیٰ درجہ کی عبادت تک پہنچا ہو اگر اونی درجہ

کی عبادت سے ناواقف ہوگا پھر اس کی اعلیٰ عبادت کس کام کی۔ خلاصہ یہ کہ علماء
وعباد وزندے جانور اور اوچک لینے والے بیٹریے ہو گئے ہین۔ بس تمہارے زمانہ
کے اہل علم واہل قرآن اور حکمت کے نگہبان اس طور کے ہو گئے ہین اس لئے
اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو۔ اور جب تم ایسے فقیرون کے ساتھ بیٹھو جو صدق
والے ہین تو صدق ہی کے ساتھ بیٹھا کرو یہ دلون کے جاسوس ہوا کرتے ہین تمہارے
دلون کے اندر جاتے اور اون سے باہر آتے ہین اور تمہین خبر بھی نہین ہوتی۔

(۱۶۱) منصور بن عمّار واعظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مرو کے تھے مگر بصرہ مین انہون نے اقامت اختیار کی تھی عمدہ ترین واعظین
وحکماء مشائخین مین سے تھے اور تقلل وتورع مین بلند پایہ رکھتے تھے۔ ان کا قول
ہے کہ جب شیطان کسی کو انگلیون پر نچاتا ہے تو اوس کو چغل خور بناتا اور اس سے
ایسی گندگیان اوٹھواتا ہے کہ اون سے خود بھی نفرت کرتا ہے۔ پاک ہے وہ
جس نے عارفون کے دلون کو ذکر کے اور دنیا دارون کے دلون کو طمع کے اور
فقیرون کے دلون کو قناعت کے ظروف بنائے۔ اور مجھے تعجب آتا ہے ہولوں
سے کہ ایک لغزش پر اپنے بھائیون کو برسون چھوڑ دیتے ہین اور اونکی نسبت قناعت
اور توبہ کا گمان نہین کرتے حالانکہ یہی لوگ جب کسی ظالم کو ناحق کوئی مال لیتے
دیکھتے ہین اور وہ ان سے ایک دیوار کی آڑ مین بھی ہوجاتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ
حلال ہے کیونکہ احتمال ہے کہ اوس نے اوس مال کو بدل دیا ہو اور اس احتمال
کو اپنے پاس پھٹکنے نہین دیتے کہ جس شخص سے لغزش واقع ہوئی تھی ممکن

ہے کہ ایک زمانہ کے بعد اوس نے توبہ کرلی ہو۔ دونون صورتون مین قاعدہ تو ایک ہی ہے۔

(۱۶۲) حمدون بن احمد قصار نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نیشاپور مین ملامتیون کے سرگروہ تھے اور انہین سے ملامتیہ مذہب پھیلا۔ ابو تراب نخشبی اور نصرآبادی رضی اللہ عنہم کی صحبتون مین رہے۔ فقیہ۔ عالم۔ اور ثوری رضی اللہ عنہ کے مذہب کے پیرو تھے۔ اور اِن کے اصحاب مین سے کسی نے عبداللہ بن محمد بن منازل کیطرح اِن کے طریقہ کو حاصل نہ کیا۔ حمدون رضی اللہ عنہ نے سنہ ۲۷۱ دوسو اکہتر ہجری مین نیشاپور مین دنیا کی ملامت سے نجات پائی۔ اور حیدہ کے مقبرے مین دفن ہوئے۔ اِن کے اقوال یہ ہین۔ جس نے یہ گمان کیا کہ فرعون کے نفس سے اوس کا نفس بہتر ہے اُس نے اظہار تکبر کیا۔ جو سلف کی سیرتون کو دیکھے گا وہ اپنی کمی اور مردانِ خدا کے درجہ سے پیچھے رہنے کو سمجھے گا۔ اِن سے کسی نے پوچھا کہ سلف کے قول ہماری قولون سے زیادہ مفید کیون ہین۔ انہون نے کہا اسلئے کہ اون کے کلام اسلام کی عزت۔ نفس کی نجات اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوتے تھے اور ہمارے کلام نفس کی عزت۔ دنیا کی طلب اور خلائق کو اپنا معتقد بنانے کے لئے ہوتے ہین اور فقہاء سے کہا کرتے تھے۔ کہ جب تم کو کسی علم مین کوئی اشکال پیش آئے تو اوسکو صوفیون سے پوچھا کرو مگر اپنے نفس کو ذلیل سمجھکر اور اپنی کمزوری ظاہر کرکے اور اپنے جہل کا اقرار کرکے وہ تمہاری ساری مشکلین آسان کردینگے۔ اِن کا قول ہے کہ فقیر کا جمال اوس کی تواضع مین ہے مگر جب اوس نے تکبر کیا تو غرور مین مالدارون سے بھی بڑھ گیا۔ اگر تم صحبت اوٹھانا چاہو تو صوفیون کی صحبت اوٹھاو کیونکہ بُرے کے لئے اُنکے یہان بہت سے عذر ہین اور اچھے

کی اون کے یہان کچہ ایسی وقعت نہین ہے جس سے وہ متکبر ہو جائے۔

(۱۶۳) ابوالحسن مقری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا قول ہے کہ اگر قرآن پڑہنے والا قرآن پر عمل کرے تو اوس کو دنیا کی آگ نہ جلائے۔ قرآن پڑہنے والے کے لئے خدا کا گناہ کرنا بدنما ہے گو عمر بہر مین ایک ہی بار کیون نہ ہو گناہ کبیرہ مین سب سے بڑا علماء کا بگڑنا ہے اور سب سے بڑی مصیبت قاریون کا زنا کرنا ہے۔ اور قیامت کے دن قرآن مجید آئیگا۔ اور اُسکے گرداگرد مجتی اونٹون کی طرح خلوص والے ہون گے اور ان کے گرد ایک اور گروہ ہوگا جنسے قرآن مجید کہیگا کہ دور ہو تم نے دنیا مین مجہے ضائع کیا اب آخرت مین میرے ساتہہ نہ ہو۔

(۱۶۴) سید عبداللہ ابراہیم بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد مین سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا بیان ہے کہ مین نے اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا تو مین نے پوچہا کہ یا رسول اللہ آپ کے اہل مین سے کون آپ سے قریب تر ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے دنیا کو اپنے پس پشت ڈالدیا اور آخرت کو اپنی آنکہون کے سامنے رکہا اور ایسی حالت مین مجہ سے ملا کہ اُسکا نامۂ اعمال گناہون سے پاک تہا۔ امام لیث رضی اللہ عنہ کے قرب مین مدفون ہین۔

(۱۶۵) سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بن محمد زجاج رضی اللہ عنہ

ان کے والد ماجد شیشے بیچتے تہے اسی لئے تو اریری (شیشہ والے) کہلاتے تہے۔ یہ اصل

مین نہاوند کے تھے مگر ان کا مولد و منشا عراق ہے ۔ فقیہ تھے اور ابو ثور کے مذہب پر جو امام شافعی کے ہمصحبت اور اون کے مذہب کے قدیم راوی تھے فتوی دیتے تھے ۔ اپنے ماموں سری سقطی رضی اللہ عنہ اور حارث محاسبی اور محمد بن علی قصاب کی صحبتین پائین ۔ اس فرقہ کے بہت بڑے اماموں اور سرداروں مین سے تھے ۔ اور ان کے اقوال سب کے نزدیک مقبول ہین ۔ ہفتہ کے دن ۲۹۷ء دوسو ستانوے ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے اور ان کی قبر بغداد مین مشہور اور خواص و عوام کی زیارتگاہ ہے ان کے اقوال مین سے ہے کہ ۔ اللہ تعالی دلون کی طرف اوسی قدر اپنی خالص بہلائی پہنچاتا ہے جسقدر دلون نے خلوص کے ساتھ اوسکا ذکر کیا ہے اس لئے دیکھا کرو کہ تمہارے دل مین کونسی چیز آکر مل گئی ہے ۔ تصوف اللہ تعالی کے ساتھ صاف معاملہ رکھنا ہے اور اس کی اصل دنیا سے پھر جانا ہے ۔ جیسا کہ حارثہ رضہ نے کہا ہے کہ مین نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا پس راتون کو جاگتا رہا اور دنون کو تشنگی مین کاٹا ۔ اللہ تعالی سے غافل ہونا ۔ دوزخ مین جانے سے زیادہ تر سخت ہے جب تم فقیر کو دیکھو تو ابتدا اوس سے علم کی گفتگو نہ کرو ملایمی کے ساتھ باتین کرو کیونکہ علم سے اوس کو وحشت اور نرمی سے موانست ہوتی ہے ۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن چیزون کی خبر دیتے ہین وہ اون کے سامنے حاضر رہتے ہین اور صدیقین دیکھی ہوئی چیزون کی طرف اشارہ کرتے ہین جس نے اللہ تعالی کی طرف اشارہ کیا اور اوس کے غیر کے پاس (باطناً) ٹھیرا ۔ اوسکو اللہ تعالی مصیبت مین مبتلا فرماتا اور اپنا ذکر اوسکے قلب سے روک دیتا اور اوس کی زبان پر جاری رکھتا ہے پس اگر وہ چونکا اور صرف اللہ ہی کا ہو رہا تو اللہ تعالی

اوس مصیبت کو اُس سے دور فرماتا ہے اور اگر برابر غیر ہی کے پاس ٹہیرا رہا تو خلائق کے دلون سے اوسپر رحم کرنیکا مادہ نکال لیتا ہے اور اوس کو لوگون سے اُمیدین رکھنے کا لباس پہنا دیتا ہے اور اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اِسکا سوال اُن سے بڑہتا جاتا ہے ۔ حالانکہ اُن کے دل اسپر رحم کرنے سے خالی ہوتے ہین پس اس کی زندگی بیکسی کی اور اس کی موت صعوبت کشی کی اور اسکی آخرت افسوس وحسرت کی ہوتی ہے ہم اللہ کے سوا کسی اور کی طرف مائل ہونے سے اللہ ہی کی پناہ چاہتے ہین ۔ جن لوگون کو سب سے زیادہ آفتون کا علم ہوتا ہے ۔ اونھین پر سب سے زیادہ آفتین آتی ہین ۔ اِن سے کسی نے عارف کے متعلق پوچہا تو انہون نے کہا کہ جو رنگ برتن کا وہی پانی کا یعنی وہ اپنے وقت کے تقضیٰ کے مطابق ہوتا ہے ۔ اور ان کا قول ہے کہ گوشہ نشینی کی تکلیفین میل جول کی مدارات سے آسان تر ہوتی ہین ۔ ان سے اللہ تعالیٰ کے قرب کی نسبت پوچہا گیا تو اِنہون نے کہا کہ وہ دور ہے بغیر نزدیکی کے اور نزدیک ہے بغیر چیکنے کے ۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے دین کو سلامت رکھنا اور اپنے جسم اور دل کو آرام دینا چاہے وہ لوگون سے نہ ملا کرے ۔ کیونکہ یہ وحشت کا زمانہ ہے اس لئے عاقل وہی ہے جو اس مین گوشہ گیری اختیار کرے ۔ ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس پانچسو دینار لایا اور اون کو اِن کے سامنے رکھکر اوس نے کہا کہ اِن کو اپنے لوگون مین تقسیم کر دیجیے ۔ انہون نے اس سے پوچہا کہ تمہارے پاس ان کے سوا اور دینار بہی ہین اوس نے کہا کہ ہان ۔ پھر پوچہا کہ جو کچہ تمہارے پاس ہے اون مین اضافہ بہی چاہتے ہو ۔ اوس نے کہا کہ ہان اسپر جنیدؒ نے اون کو قبول نہین کیا اور کہا کہ انکو لیجاؤ کیونکہ تم ہمسے زیادہ انکو ان کی احتیاج ہے

اِن کا قول ہے کہ شکر مین ایک علت لگی ہوئی ہے کیونکہ شکر کرنے والا اس کے ذریعہ سے اپنے لئے زیادتی کا طالب ہوتا ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شکر کے ذریعہ سے اپنے حظ نفس کو لیکر کھڑا ہوتا ہے البتہ شکر وہ ہے جس مین تم اپنے آپ کو رحمت کا سزاوار نہ سمجھو۔ سچے مرید کو علماء کے علم کی حاجت نہین ہے اور جب اللہ تعالیٰ مرید کی بھلائی چاہتا ہے تو اوسکو صوفیون کی طرف پہونچاتا ہے اور مولویون کی صحبت سے روکدیتا ہے۔ تصوف یہ ہے کہ بغیر کسی علاقہ کے تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو۔ اور کبھی کہتے تھے کہ تصوف تو زبردستی ہے اس مین صلح کہان اور کبھی کہتے تھے کہ تصوف والے گھر کے لوگ ہین ان کے ساتھ غیر اندر آنے نہین پاتا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تم صوفی کو اپنے ظاہر کی پرداخت کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اسکا باطن خراب ہے۔

مجھسے شیطان سے ملاقات ہوئی وہ بازار مین ننگا پھر رہا تھا اور اوس کے ہاتھ مین روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جسکو کھا رہا تھا مین نے اوس سے کہا کہ تجھے لوگون سے شرم نہین آتی۔ اوس نے کہا کہ اے ابوالقاسم کیا روے زمین پر اب کوئی ایسا ہے بھی جس سے شرم کیجائے۔ جنسے شرم آتی تھی وہ خاک کے نیچے ہین اور اُن کو مٹی کھا گئی۔ ایک مرتبہ اِن سے سوال ہوا کہ خالص توحید کس کو کہتے ہین۔ انہون نے کہا کہ اسکو کہتے ہین۔ کہ بندہ کا آخر اوسکے اول کی طرف لوٹ آئے پس ویسا ہوجائے جیسا ہونے کے قبل تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ وہ توحید جس مین صوفیہ منفرد ہین قدم کو حدوث سے الگ کرلینا وطنون سے باہر نکلنا۔ محبتون کا قطع کرنا معلوم و مجہول کا ترک کردینا اور سب کی جگہ مین ”حق“ کا قایم ہوجانا ہے۔ اور علم توحید کی بساط تو بیس برس سے تہ ہوچکی ہے اور اب لوگ اوس کے کنارون پر بیٹھے ہوئے کلام کرتے ہین۔ اِن سے پوچھا گیا کہ یہ کیا

بات ہے کہ آدمی سکون کی حالت مین رہتا ہے اور جب سماع سُنتا ہے تو بے چین ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب مین انھون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کی ذریت کو میثاق اول مین "الست بربکم" (کیا مین تمھارا رب نہین ہون) سے خطاب فرمایا تو روحون پر اس کلام کے سماع کی روشنی نے اثر کیا اس لئے جب سماع سُننے مین آتا ہے تو اوس کی یادداون کو حرکت مین لاتی ہے۔ اِن کا قول ہے کہ تین جگہون مین فقیر و نپر رحمت نازل ہوتی ہے سماع کے وقت اس لئے کہ یہ نہین سنتے مگر حق سے اور نہین کھڑے ہوتے مگر وجد سے۔ اور کھانے کے وقت کیونکہ یہ نہین کھاتے مگر فاقہ کے بعد۔ اور علمی تذکرہ کے وقت اسلئے کہ یہ ولیون ہی کا تذکرہ کرتے ہین۔ اِن کا بیان ہے کہ ایک روز مین سری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو اون کے پاس ایک شخص کو غشی کی حالت مین دیکھا۔ مین نے اُن سے دریافت کیا کہ اِس کو کیا ہوا ہے۔ سری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے قرآن مجید کی ایک آیت سُنی تھی۔ مین نے اون سے کہا کہ اِس کے سامنے پھر وہی آیت پڑھی جائے چنانچہ پڑھی گئی اور وہ شخص ہوش مین آگیا۔ اِس پر سری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کو یہ کہان سے معلوم ہوا۔ مین نے اُن سے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کی آنکھین یوسف علیہ السلام کے قمیص ہی کے سبب سے جاتی رہی تھین اور پھر اوسی کے سبب سے اون کی بینائی لوٹ بھی آئی تھی میری یہ بات اِن کو پسند آئی۔ اِن کا قول ہے کہ تصوف کی بنا آٹھ اخلاق پر ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پہونچے ہین (۱) سخاوت یہ ابراہیم علیہ السلام مین تھی۔ (۲) رضا یہ اسحاق علیہ السلام مین تھی (۳) صبر یہ ایوب علیہ السلام کا حصہ تھا۔ (۴) اس کا زکریا علیہ السلام مین ظہور ہوا۔ (۵) گھر بار چھٹنا۔ یہ یحییٰ علیہ السلام مین پایا گیا۔ (۶) صوف پہننا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا وصف تھا۔ (۷) سیاحت۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کی صفت تھی اور (۸) فقر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف تھا

نقل ہے کہ جب جنید رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انھون نے وصیت کی کہ جو
کچھ علم میری طرف منسوب ہے وہ بھی میرے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ لوگون نے اسکی
وجہ پوچھی تو انھون نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ جس حال مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
علم لوگون کے پاس موجود ہے مجھے اللہ تعالیٰ ایسی حالت مین نہ دیکھے کہ مین نے کوئی
ایسی چیز چھوڑی ہو جو میری طرف منسوب ہو۔ اور ان کا قول ہے کہ علم آخرت کے لئے دل
صرف اُسی صورت مین صاف ہوتے ہین۔ جب وہ دنیا سے خالی ہوتے ہین اس لئے
تمکو اپنی ابتدائی حالت مین دنیا کو اپنے دل کے اندر سے نکالنے پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔
اور ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اوس مین سے کچھ چھپا چھپایا اور دبا دبایا دل مین نہ رہ جائے ورنہ تم
کو وہ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے سے روکے گا اور جب تک تم اس حالت مین رہو گے
تمہارا پیر تمکو اُس سے ایک قدم بھی ہٹا نہ سکیگا۔ اس لئے اُس کی سُنتے اور پیروی کرتے رہو
اللہ کی معرفت کے متعلق ان سے پوچھا گیا کہ کسب سے حاصل ہوتی ہے یا بلا اختیار
اس کے جواب مین انھون نے کہا کہ مین نے دیکھا ہے کہ چیزین دو طرح سے دریافت
ہوتی ہین۔ جو چیزین کہ سامنے موجود ہوتی ہین وہ تو حواس سے اور جو غائب ہوتی ہین وہ
دلیل سے اور چونکہ حق تعالیٰ ہمارے حواس کے سامنے حاضر نہین ہے اس لئے اُس
کی معرفت دلیل و جستجو سے ہوگی کیونکہ ہم پوشیدہ اور غائب کو دلیل ہی سے جانتے ہین۔
اور حاضر کو حس ہی سے پہچانتے ہین۔ ان کا قول ہے کہ مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ اُس
نے دنیا کی عظمت کی ہو اور اوس مین کبھی اوس کی آنکھین ٹھنڈی ہوئی ہون اس مین تو
اُنھین کی آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین۔ جو اسکو حقیر سمجھتا اور اس سے مُنہ پھیر لیتا ہے۔ جو شخص
اپنے اوپر نیک نیتی کا دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اوسپر ہر دروازہ توفیق کے کھول دیتا

ہے اور جو شخص اپنے اوپر بدبختی کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالی اوس پر ستر دروازے رسوائی
کے ایسے مقام سے جس کی اوسے خبر بھی نہین ہوتی کھول دیتا ہے۔ کوئی شخص اپنے
ساتھی سے کسی ضرورت کی درخواست مین مضائقہ نہین کرتا مگر اوسی صورت مین کہ دونون
مین سے ایک مین کچھ نقص ہو۔ علم کی قیمت ہے اس لئے قیمت لئے بغیر کسی کو نہ دیا
کرو۔ اسپر پوچھا گیا کہ اوس کی قیمت کیا ہے۔ انہون نے کہا کہ اوسکا ایسے شخص کے پاس
رکھنا جو خوبی کے ساتھ اوس کا بار اوٹھائے اور اوس کو ضائع نہ کرے۔ ایکمرتبہ ان سے کہا
گیا کہ آپ کے اصحاب کیسے ہین یہ تو کھاتے بہت ہین۔ انہون نے کہا کہ اس لئے کہ
بھوکے بہت رہتے ہین۔ پھر پوچھا کہ قوتِ شہوت کیون نہین ان کو دباتی ہے۔ انہون نے
کہا کہ اس سبب سے کہ ان لوگون نے زنا کا مزہ نہین چکھا ہے۔ اور حلال کھاتے ہین۔
اس کے بعد پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ جب قرآن سنتے ہین تو خوشی نہین مناتے۔
انہون نے کہا کہ قرآن مین کونسی چیز دنیا مین خوش کرنیوالی ہے۔ قرآن حق ہے۔ حق
کے پاس سے اوترا ہے۔ مخلوق کی صفات کے سزاوار نہین ہے اوس کے ہر حرف
کے لحاظ سے مخلوق پر ایک نہ ایک چیز واجب ہے جس سے بجز اس کے کہ اللہ عزوجل
کے لئے اوس کو پورا کرے عہدہ برا نہین ہو سکتا۔ اس لئے جب اس کو آخرت مین اس کے
کہنے والے سے سنین گے تو خوشیان منائین گے۔ پھر پوچھا گیا کہ اچھا اس کا کیا باعث ہے
کہ یہ لوگ قیصدی اشعار اور راگ سن کر خوشی مناتے ہین۔ انہون نے کہا کہ اس کی وجہ
یہ ہے کہ یہ اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزین ہین اور اس سبب سے کہ عاشقون کے کلام ہین
بعدہ سوال کیا گیا کہ یہ لوگون کے مال سے کیون محروم رکھے گئے ہین۔ اس کے جواب مین
انہون نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالی ان کے لئے لوگون کے قبضہ کی چیزون کو پسند

نہین فرماتا مبادا یہ خلق کی طرف مائل اور اس باعث حق تعالیٰ سے منقطع ہو جائین پس
اللہ تعالیٰ کو چونکہ ان کی نگہداشت منظور ہے اوس نے اُن کے ارادہ کو یکسو کر کے اپنی طرف
کر لیا ہے - جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ابو محمد جریری رضی اللہ عنہ ان کے پاس آکر
پوچھنے لگے کہ آپ کو کوئی کام ہے انہون نے کہا کہ ہان جب مین مرجاؤن تو مجھے غسل
دو - کفنادو - اور میری نماز پڑہو - یہ سُن کر جریری روئے اور اِن کے ساتھ اور لوگ بھی روئے
اِس کے بعد جنید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام اور بھی ہے - جریری نے عرض کیا کہ وہ کیا
ہے - کہا کہ میرے اصحاب کے لئے ولیمہ کا کھانا تیار کراو اس لئے کہ جب وہ جنازہ سے
واپس آئین تو اون کو یہ کھانا ملے تاکہ اون مین پراگندگی نہ واقع ہو - اسکو سنکر جریری نے گریہ
کیا اور کہا کہ واللہ اگر ہم اپنی یہ دونون آنکھین بھی کھو بیٹھین تو بھی ہم مین سے کبھی دو آدمی
ایک جا نہون گے - ابو جعفر فرغانی کہتے ہین کہ واللہ جنید رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد
ایسا ہی معاملہ پیش آیا وہ مجمع تو پیر روشن ضمیر کی برکت کے باعث اور اُن کا جمال قدسی
تمثال دیکھنے کے لئے تہا - جریری رح کا بیان ہے کہ جنید رضی اللہ عنہ کے پڑوس مین ایک
دیوانہ ایک کہنڈر مین رہتا تھا - جب جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قضا کی اور ہم اونکو دفن کر کے
واپس آرہے تھے تو وہ دیوانہ ہمارے سامنے آیا اور ایک بلندی پر چڑہکر کہنے لگا کہ اے
ابو محمد کیا تم سمجھتے ہو کہ جب مین اس سوار کو کھو چکا تو مین اس کہنڈر مین پھر لوٹ کر آؤن گا
بعدہٗ وہ اس مضمون کے اشعار پڑہنے لگا

اونکے چھٹنے سے چھاگئی ظلمت
حسن تھے - کو وے سہا تھے وہ
موت نے جبسے اونکو چھین لیا

وہ چراغ ہدیٰ تھے دنیا مین
وقف عالم تھے راہ مولیٰ مین
نہ وہ صبحین رہین نہ وہ شامین

جتنے انگارے ہین میرے دل مین	میرے ہی اشک مین ہین دریا مین

اسکے بعد وہ غایب ہو گیا۔

(١٦٦) ابو عثمان خیری نیشاپوری رضی اللہ تعالی عنہ

یہ اصل مین رے کے تھے۔ پیشتر یحیی بن معاذ رازی اور شاہ شجاع کرمانی کی صحبتون مین رہے بعد کو ابو حفص حداد کے ارادہ سے انہون نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا اور اپنی بیٹی کی اون سے شادی کردی اور اون سے اون کے طریقہ کی تعلیم پائی۔ یہ اپنی سیرت کے اعتبار سے مشائخون مین یگانہ تھے اور نیشاپور مین تصوف کا طریقہ انہین سے پہیلا ٢٩٨ھ دوسو اٹھانوے ہجری مین نیشاپور سے راہی خلد برین ہوگئے۔ اِن کے کلمات یہ ہین۔ جبتک آدمی کے دل مین چار چیزین برابر نہ ہوجائین وہ کامل نہین ہوتا دینا نہ دینا۔ اور ذلت و عزت ان کا بیان ہے کہ مین جوان ہی تہا کہ ابو حفص حداد کی صحبت مین پہونچا۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہون نے مجھے نکالدیا اور کہا کہ تو میرے پاس نہ بیٹھ مین اوٹھہ کھڑا ہوا اور مین نے اُن کی طرف پیٹھ نہ کی بلکہ اون کی طرف مُنہ کئے ہوئے پیچھے ہٹتا گیا یہانتک کہ اون کی نظر سے غائب ہوگیا اور مین نے اپنے دل مین ٹہان لی کہ اُن کے دروازہ پر ایک گڑہا کہود کر رہون گا اور جبتک وہ حکم نہ دین گے اوس مین سے باہر نہ آون گا۔ مگر جب انہون نے میرا یہ برتاو دیکھا تو مجھے اپنے نزدیک بلا لیا اور اپنے خاص اصحاب مین داخل کیا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دشمنی کی اصل تین چیزون سے ہے۔ مال کی طمع۔ لوگون کی تعظیم کی طمع۔ اور لوگون کی قبولیت کی طمع۔ اور اللہ تعالی کا خوف تجھے اللہ تعالی تک پہنچا دیگا اور تیرے نفس کا کبر و غرور تجھے اللہ عزوجل سے منقطع کردےگا اور تیرے

نفس مین لوگون کی حقارت جو ہے وہ ایسی بیماری ہے جس کی دوا نہین ہے۔ اور جب تک تو اپنی مراد کی پیروی کرتا ہے۔ تو قید خانہ مین ہے اور جب تو نے اپنے آپ کو سونپ دیا۔ اور تسلیم کر دیا تو تو نے راحت پائی۔ اور مالدارون کی صحبت مین اظہار عزت کرو اور فقیرون کی صحبت مین اظہار ذلت کیونکہ مالدارون کے سامنے عزت کی لینا تواضع ہے اور فقیرون کے سامنے ذلیل ہونا شرف ہے۔ اِن سے پوچھا گیا کہ کیا عقل والا اوس شخص کی معذرت کو مان لے جس نے اوس پر ظلم کیا ہو۔ انہون نے کہا کہ ہان۔ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اوس کو مجھپر مسلط فرمایا تھا۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ۔ جو اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مین رہا اوس کو اللہ تعالیٰ کے طریق تک پہونچنے کی توفیق دی گئی۔ اور جو اپنی کسی بات کو بھی عمدہ سمجھے گا اسکو اپنا عیب نظر نہ آئیگا اپنے عیبون کو تو صرف وہی دیکھتا ہے جو سب باتون مین اپنے نفس کو متہم قرار دیتا ہے۔ اور دُنیا کے بارے مین زہد یہ ہے کہ زاہد کو اس کی پروا نہو کہ کس نے اوس کو لیا۔ اللہ تعالیٰ زاہد کو اُسکے ارادہ سے زیادہ عطا فرماتا ہے اور مستقیم کو اوس کے ارادہ کے مطابق۔ اور جس کی ارادت درست نہ ہوئی جون جون زمانہ گذرتا جائیگا طریقت سے اوس کی روگردانی خواہی نخواہی بڑھتی ہی جائے گی۔ اور جب محبت درست ہوگئی تو عاشق پر ادب کی پابندی لازمی ہوگئی۔ اور سماع کی تین قسمین مین ایک قسم تو مبتدیون اور مریدون کے لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے احوال شریفہ حاصل کرنا چاہتے ہین لیکن اونکی نسبت اس مین فتنہ اور ریا کا خوف ہے۔ دوسری قسم صادقون کے لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے احوال مین زیادتی چاہتے ہین اور اس سے وہی چیزین سنتے ہین جو اون کے اوقات کے موافق ہوتی ہین اور تیسری قسم عارفین مین سے اہل استقامت کے لئے ہے۔

(۱۶۷) ابوالحسین احمد بن محمد نوری رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کا مولد و منشار بغداد تھا اور ابن البغوی کے نام سے مشہور تھے۔ جو اس گروہ صوفیہ کے مشائخ و علمار مین سے تھے اِن کے وقت مین طریقت کی عمدگی اور کلام کی لطافت مین ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ سری سقطیؒ اور محمد بن القصاب کی صحبتون مین رہے اور جنیدؒ کے ہمسرون مین سے تھے ۲۹۵ھ دوسو پچانوے ہجری مین دارِ فانی سے انہون نے رحلت کی یہ کہتے تھے کہ ہمارے اِس زمانہ مین دو چیزین عزیز الوجود ہین۔ ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور ایسا عارف جو حقیقت کی باتین بیان کرتا ہو۔ حق سے ملنا اوس کے غیر سے بچھڑنا ہے اور اوس کے غیر سے بچھڑنا اس سے ملنا ہے۔ تصوف نہ رسوم مین نہ علوم اخلاق ہین۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو دنیا مین نہ پہچانا وہ اوس کو آخرت مین بھی نہ پہچانے گا۔ جب سے مین نے اپنے رب کو پہچانا نہ کسی چیز کی خواہش ہوئی ورنہ کوئی چیز بھلی معلوم ہوئی جس شخص کو غیر ابنار جنس سے میل جول رکھنے اور اون کی طرف مائل ہوتے دیکھو اوس کے پاس نہ پھٹکو اور جس کو قصیدے سُننے دیکھو اور خوشحالی کی طرف جھکتے دیکھو اُس سے بھلائی کی امید نہ رکھو اور فقیر و نمین سے جسکو سماع کے وقت قلب سے غافل پاؤ۔ اوسکو متہم ٹھیراو۔ ہر چیز کے لئے ایک عذاب ہے اور عارف کیلئے اوسکا ذکر سے منقطع ہوجانا عذاب ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس سے بھلائی زائل ہوگئی اس مین صواب خطا ہوگیا۔ اور دوستی بناوٹ رہ گئی ہے اِن کے اور خلیفۂ معتضد کے درمیان مین جب وہ واقعہ ہوا جو مشہور ہے تو یہ اس خوف سے کہ مبادا کسی کام مین لوگ اِن سے معتضد کے نام کی سفارش چاہین بصرہ چلے گئے اور وہین رہے اور

جب معتضد مرگیا تو یہ بغداد واپس آئے۔ اور وہ واقعہ یہ ہے کہ ان کے پاس سے شراب کے دو خم گذرے انہون نے اُن کو توڑ دیا۔ لوگ ان کو پکڑ کر معتضد کے پاس لے گئے۔ معتضد نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو ان کی عادت تھی کہ باتین کرنیسے پہلے بہولے بن جاتے تھے۔ انہون نے کہا کہ محتسب۔ اوس نے کہا کہ تم کو اس کام پر کس نے مقرر کیا ہے۔ انہون نے کہا کہ جس نے تمکو خلافت پر مقرر کیا ہے اور اس کے ساتھ درشت کلامی کی بعد اوس کے ملک سے باہر چلے گئے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک بوڑہے آدمی کو کوڑے لگائے جا رہے تھے مین نے کھڑے ہو کر گننے شروع کئے تو ہزار کوڑے لگے اور وہ شخص چپ چاپ رہا۔ اس بوڑہاپے پر اوسکا صبر مجہے بہت ہی بہلا معلوم ہوا۔ اس لئے جب اوسکو قید خانہ کے اندر لے گئے تو مین نے اوس سے جا کر پوچہا کہ اس بوڑہاپے پر تم نے کیونکر اسقدر صبر کیا اوس نے کہا کہ بہائی جان جسم نہین بلکہ ہمتین مصیبتون کو جہیل لیتی ہین۔ تغلیبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ نُوری کی یہ حالت تہی کہ جب شونیزیہ کی مسجد مین آتے تہے تو اون کے چہرہ کی روشنی سے چراغون کی روشنی دہندلی پڑجاتی تہی اسی لئے نُوری کہلاتے تہے اور جب ہم مین رہتے تہے تو بیتو ہم کو نہین ستاتے تہے۔

(۱۶۸) ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن جلا رحمہ اللہ تعالیٰ

اور بعض کہتے ہین کہ ان کا نام احمد تہا اور صحیح تر یہی ہے۔ اصل مین بغداد کے تہے اور رملہ و دمشق مین سکونت رکہتے اور شام کے مشائخ مین سے تہے۔ ابا تراب و ذوالنون مصری و ابا عبید بسری کی صحبتین اوٹہائے ہوئے تہے اور یہ عالم اور محمد بن داؤد رقی کے

بیر تھے۔ اِن کا قول ہے کہ جس کے نزدیک مدح و ذم دونوں برابر ہوں وہ زاہد ہے اور جو فرضوں کے اول وقت مین ادا کرنے کی پابندی کرے وہ عابد ہے اور جو کل کاموں کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہو وہ مُوحّد ہے۔ اِن سے کسی نے پوچھا کہ تم ایسے شخص کی نسبت کیا کہتے ہو جو بغیر توشے کے جنگل مین چلا جاے۔ انہون نے کہا کہ یہ تو مردانِ خدا کا کام ہے۔ اوس نے کہا کہ اگر مر جائے؟ انہون نے کہا کہ خون بہا قاتل پر ہے۔ اور اِن کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے غیر سے کسی کے لئے اپنے تک پُہنچنے کی راہ نہ بتائی۔ اور نہ اپنے تک پہونچنے سے کسی کو نا امید کیا اور خلق کو سمندر مین چھوڑ دیا۔ بس لوگ گمان کے سمندر مین گھوڑے دوڑاتے ہین اور ڈوبتے ہین۔ پس جس نے یہ گمان کیا کہ وہ واصل ہے اوسکو جدا فرماتا ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ وہ جدا ہے اوسکو واصل بناتے ہین اسلئے نہ اُس تک رسائی ہے نہ اُس سے مفر ہے اور وہ ناگزیر ہے۔ اور جس کی ہمت موجودات پر بلند ہوئی وہ اون کے موجد تک پُہنچا اور جسنے حق کے سوا کسی چیز پر اپنے آپ کو ٹہیرایا حق اوس کے ہاتھ نہ آیا کیونکہ اوسکا رتبہ اس سے کہین زیادہ بلند ہے کہ وہ اپنے ساتھ کسی کا شریک ہونا پسند فرمائے۔ اور اگر کوئی شخص میرے سامنے اللہ تعالیٰ کا گناہ کرے اور اوسکے بعد میرے اور اوسکے درمیان مین ایک دیوار کی آڑ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکی گنجائش نہین دی ہے کہ مین اُس کی نسبت توبہ نہ کرنے کا اعتقاد رکھون کیونکہ احتمال موجود ہے کہ اوسنے توبہ کر لی ہو۔

(۱۶۹) ابو محمد رویم بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بغدادی الاصل اور بغداد کے مشائخ مین سے اور داؤدِ اصفہانی کے مذہب کے فقیہ

تے ۳۰۳ تین سو تین ہجری مین اس دار ناپایدار کو انھون نے خیرباد کہی اور شونیزیہ مین دفن ہوئے۔ اِن کے اقوال مین سے ہے کہ حکمت کی بات یہ ہے کہ احکام مین اپنے بہائیون کے لئے گنجایش نکالدے اور اپنے آپ پر تنگی کرے کیونکہ اون کے لیے وسعت نکالنے مین علم کی پیروی ہے اور اپنے آپ پر تنگی کرنے مین پرہیزگاری ہے۔ جو مرید راہ خدا مین اپنی جان پر کہیل جائے اوسکو وہ شمار مین نہ لیتے اور کہتے تہے کہ وہ تو جان پر کہیلے بغیر نہین ملتا۔ پس اگر تم سے یہ ہوسکتا ہو تو آو اور نہین تو چکنی چپڑی باتون پر نہ جاو ان کا قول ہے کہ جو شخص اس قوم کے ساتھ بیٹھا اور اوس نے کسی ایسی بات مین جو ان کے نزدیک متحقق ہے اِن کی مخالفت کی اوسکے دل سے اللہ تعالیٰ ایمان کا نور نکال لیتا ہے۔ اور صوفیہ جبتک الگ الگ رہین گے اچہے رہین گے اور جب آپس مین ملجائین گے ہلاک ہوجائین گے۔ اِن سے کسی نے پوچہا کہ محبت کیا شئے ہے انہون نے کہا کہ سارے احوال مین موافقت اور شعر پڑہا جسکا ترجمہ یہ ہے۔

اگر کہا ہے مرجا۔ مین ہوگیا مردہ
پیام مرگ کو سمجہا مین جانفزا فرِدہ

ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچہا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ انہون نے کہا کہ جسکی نفسانی خواہش اوسکا دین ہو اور جس کی بدبختی اوسکی ہمت نہ ہو نہ نیکو کار پرہیزگار ہو اور نہ ٹہرا ہوا عارف کردگار ہو اوس کا کیا حال ہوگا۔ اِن کا قول ہے کہ عارف کا ایک آئینہ ہوا کرتا ہے کہ جب اوسکو دیکہتا ہے اوسکو اپنے مولیٰ جل وعلا کی تجلی نظر آتی ہے

دل کے آئینہ مین ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جہکائی دیکہ لی

اور کہتے تہے کہ مجہے بیس برس ہوگئے مین جب سے اوسوقت تک کہ سامنے آئے کہانے کا خیال دلمین نہین آتا اور مین بیس سال سے عشا کے وضو سے چاشت کی نماز پڑہتا ہون

(۷۰) ابوعبداللہ محمد بن فضل بلخی رحمۃ اللہ

اصل مین یہ بلخ کے تھے مگر مذہب کے باعث وہان سے نکالے گئے اور سمرقند آئے اور اسی کو انھون نے اپنا وطن بنایا اور ۳۱۹ھ تین سو انیس ہجری مین انکو سفر آخرت پیش آیا۔ خراسان کے بڑے مشایخ مین سے تھے اور احمد بن حضرویہ بلخی وغیرہ بزرگون کی صحبتین پائی تھین اور ابوعثمان حیری کا میلان جسقدر ان کی طرف تھا اوسقدر اور بزرگان طریقت کی طرف نہ تھا اور وہ کہا کرتے تھے کہ اگر مین اپنی آپ مین قوت پاتا تو اپنے بھائی محمد بن فضل کے پاس جو مردانِ خدا کے دلال تھے جاتا۔ ان کے اقوال یہ ہین۔ تمہارا پیٹ دنیا ہے۔ اسلئے اپنے پیٹ کے متعلق جس قدر تمہارا زہد ہو اوسیکے مطابق دنیا مین زہد کرو۔ اوس شخص سے تعجب آتا ہے جو جنگلون کو کعبہ وحرم تک اس واسطے پہونچنے کے لئے قطع کرتا ہے کہ وہان انبیاء علیہم السلام کے آثار ہین اور اپنے نفس اور اوسکی خواہش کو اپنے دل تک اسواسطے پہونچنے کے لئے قطع نہین کرتا کہ اوس مین اوس کے پروردگار کے آثار ہین ۞

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید	معشوق من اینجاست بیائید بیائید

جب تم مرید کو دنیا اور اوس کے سامانون کی زیادتی چاہتے دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ اوس کے ادبار کی علامت ہے۔ اسکو بدبختی سمجھنا چاہیے کہ بندہ کو صالحین کی صحبت نصیب ہو اور وہ اون کا احترام نہ کرے۔ اور روایت ہے کہ بلخ والون نے جب ان کو اوس شہر سے نکالا تو انھون نے ان کے حق مین بددعا کی اور کہا کہ خداوندا ان کو صدق سے محروم فرما چنانچہ ان کے بعد کبھی بلخ سے کوئی اہل صدق نہ نکلا ۞

(۱۷۱) ابوبکر نصر بن احمد بن نصر دقاق کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ

جنیدؒ کے ہمسرون اور مصر کے بہت بڑے بزرگون مین سے تے کتانی کا قول ہے کہ جب دقاق نے وفات پائی تو فقیرون کی محبت اون کے مصر مین داخل ہونیکے متعلق منقطع ہوگئی۔ ان کے اقوال یہ ہین۔ تین چیزین مرید کی آفتین ہین بیاہ کرنا حدیثین لکہنا اور مخالف سے ملنا جلنا۔ اس کام کی صلاحیت صرف وہی لوگ رکہتے ہین۔ جنہون نے رضا و تسلیم کے ساتھ اپنی روحون کی جہاڑو سے گہورون کو صاف کیا ہے ان کا بیان ہے کہ ایکبار مجہے پیاس لگی تہی کہ ایک سپاہی سامنے آیا اور اس نے مجہے پانی پلایا اوس کے دل کی قساوت تیس برس تک میرے دل مین رہی۔

(۱۷۲) ابوعبداللہ عمرو بن عثمان مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحبت مین جنید رحمہ اللہ کی طرف انتساب رکہتے تہے اور ابوعبداللہ ناجی و ابوسعید خراز وغیرہما بزرگون سے ملے تہے اپنے وقت مین قوم صوفیہ کے شیخ اور اصول و طریقت مین اس گروہ کے امام تہے۔ ان کے کلام مین خوبیان ہین۔ اور محمد بن اسمٰعیل بخاری سے حدیثین روایت کرتے ہین۔ سنہ ۲۹۱ھ دو سو اکیانوے ہجری مین انہون نے کعبہ مقصود کی راہ لی۔ ان کے اقوال یہ ہین۔ کُل گنہگارون اور نافرمانون پر خواہ اون کے گناہ چہوٹے ہون خواہ بڑے توبہ فرض ہے اور توبہ کے ترک کیواسطے کسی کے پاس کوئی عذر نہین ہے جو حسن چمک۔ دمک۔ رونق۔ روشنی۔ یا جمال۔ صورت۔ نور۔ شخص یا خیال تمہارے دل مین وہم کے ذریعہ سے آئے یا غور و فکر سے سوجہے یا

یا تمہارے دل کے سعارضات مین کتنگے اللہ عزوجل ان سب کے خلاف ہے وہ بڑا ہی جلال اور بڑائی اور عظمت والا ہے۔ جو لوگ اپنے دین پر صبر نہین کرتے اللہ تعالیٰ نے اونکو کفار کی خبر کے پیرایہ مین زجر و توبیخ فرمائی ہے۔ فَاَنْ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰی اٰلِهَتِكُمْ۔ پس ایمان والون مین جو شخص اپنے دین پر صبر کرنا چھوڑدے اوس کو جھڑکی دیگئی ہے۔ نقل ہے کہ انہون نے حسین بن منصور حلاج کو ایکدن کچھ لکھتے ہوئے دیکھا اور اون سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ انہون نے کہا کہ یہ قرآن کا جواب لکھ رہا ہون۔ اسپر انہون نے اون کے لئے بددعا کی اور اون کو چھوڑکر چلے گئے۔ بزرگون نے کہا ہے کہ حلاج پر جو کچھ بلا و مصیبت آئی وہ اسی کا اثر تھا

(۱۷۳) ابوالحسن سمنون بن حمزہ خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ

انہون نے اپنا نام سمنون کذاب رکھا تھا سری سقطی وغیرہ کی صحبتین پائی تھین محبت کے متعلق ان کی باتین بہت ہی بامزہ ہوتی تھین۔ یہ بہت بڑے بزرگان طریقت مین سے تھے اور جیسا کہا گیا ہے ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ کے بعد انہون نے قضا کی۔ اِن کے کلمات مین سے ہے کہ کسی چیز کی تعبیر اُس سے کیجاتی ہے جو زیادہ تر رم ہو اور محبت سے زم تر کوئی چیز نہین ہے پھر اوسکی تعبیر کس سے کی جائے۔ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایکدن سمنون کو دیکھا کہ دجلہ کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے ہین اور اون کے ہاتھ

ع۔ یہ سورۂ ص (پارہ ۲۳) کی چھٹی آیت مین ہے اور اس طور پر ہے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰی اٰلِهَتِكُمْ۔ اور کافرون مین کے چند رو وار لوگ یہ کہکر چل کھڑے ہوئے کہ چلو جی (اسکی نہ سنو) اور اپنے معبودون پر جمے رہو۔ ۲

مین ایک لکڑی ہے جس سے اپنی پنڈلی اور زانو کو مارتا ہے ہین یہانتک کہ گوشت نکل آیا ہے اور اس مضمون کے شعر پڑھ رہے ہین ؎

مسلمانان مرا وقتے دلے بود	کہ با او گفتمے ہر مشکلے بود
ز من ضائع شد اندر کوے جانان	چہ دامنگیر یارب منزلے بود
بحال این پریشان رحمت آرید	کہ وقتے کاروان کاملے بود

ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے۔ تو انہون نے کہا کہ تصوف یہ ہے کہ تمہاری ملکیت مین کوئی چیز ہو اور نہ تم کسی چیز کی ملکیت مین ہو۔ انکا بیان ہے کہ مین ایک ایسے فقیر سے ملا جس نے ایک لکڑی مین خلا کر کے اپنا نشیمن بنایا تھا اور تیس برس سے سمندر مین رہا کرتا تھا۔ مین نے اوس سے کہا کہ سمندر مین سب سے تعجب انگیز جو چیز تم نے دیکھی ہو اوسکو بیان کرو۔ اوس نے کہا کہ ایک رات کو سمندر مین جہان مین تھا بڑے زور و شور سے آندھی آئی یہانتک کہ سمندر مین تاریکی چھا گئی اس سے مجھے سخت وحشت ہوئی۔ اور مین نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ کوئی ایسی چیز بھیجے جس سے میری وحشت دور ہو۔ دیکھتا کیا ہون کہ ایک بڑا سا اژدہا منہ کھولے ہوئے چلا آتا ہے اور مجھکو کسی نے لکڑی پر سے اوس کے سامنے پھینکدیا۔ مین اوس کے منہ کے اندر چلا گیا اور اوس کے ایک دانت پر جا بیٹھا اور وہین دو رکعتین نماز کی پڑھین۔ پھر تو ساری وحشت ہوا ہو گئی اور مجھے اعلیٰ درجہ کا انس حاصل ہوا۔

؎ - عربی کے تین شعر جو اصل کتاب مین ہین اون کے مضمون حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ کے اشعار مندرجہ بالا سے بالکل ملتے ہوئے ہین اسلئے مین نے بجائے ترجمہ کے یہی اشعار نقل کردیے۔ مترجم

(۱۷۴) ابو عبید بسری رضی اللہ عنہ و رحمہ

یہ بزرگان قدیم مین سے اور ابو تراب نخشبی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ان کے کلمات مین سے ہے کہ علت نہین آتی ہے مگر اسن ہی سے اور فراوانی نہین ہوتی مگر پرہیز سے بہت سے لوگون نے پرہیز کیا وہ بچگئے اور بہت سے بےغم ہو بیٹھے وہ ہلاک ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف زبان سے بغیر دل کے ریا ہے۔

(۱۷۵) ابو علی حسن بن علی جوزجانی رحمہ اللہ

خراسان کے بہت بڑے بزرگون مین سے تھے۔ علم اوفاق۔ ریاضات و مجاہدات اور معارف مین ان کی مشہور تصنیفات ہین محمد بن علی ترمذی و محمد بن فضیل کی صحبتون سے فیضیاب ہوئے تھے۔ اِن کے اقوال مین سے ہے کہ۔ بندہ کی سعادت کی علامتین یہ ہین۔ طاعت کا اُسپر آسان ہونا۔ اپنے افعال مین سنت کی موافقت کرنی نیکوکارون سے محبت کرنی۔ بھائیون کے ساتھ اخلاق کی نگہداشت کرنی اپنی بھلائی کو وقفِ خلق اللہ کردینا۔ مسلمانون کے کام مین غمخواری کرنا اور اپنی اوقات کو نگاہ رکھنا اور بندہ کی شقاوت کی علامتین یہ ہین۔ کہ ان تمام صفات کے برعکس ہو اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ترین آباد ترین۔ اور شبہہ سے دور ترین راستہ یہ ہے کہ قول فعل عزم قصد اور نیت سے سنت کی پیروی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا (اور اگر رسول کے کہے پر چلو گے تو راہ پا لگو گے۔) اس پر ان سے کسی نے پوچھا کہ پیروی

ع۱۵۔ سورہ نور (پارہ ۱۸۔ رکوع تیرا) کی ۵۳ آیت مین واقع ہے۔ مترجم

سنت کی کیا سبیل ہے۔ انہون نے کہا کہ بدعتون سے کنارہ رہنا اور صدرِ اول کے علماء اسلام نے جسپر اتفاق کیا ہے اوس پر چلنا اور کلام کی مجلسون اور کلام والون سے دور رہنا اور جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہین اون کے اقتدار کے طریق کو ہاتھ سے جانے نہ دینا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا اور ساری مخلوق غفلت کے میدانون مین گھوڑے دوڑاتی ہے اور گمانون پر اعتماد کرتی اور اپنے نزدیک سمجھتی ہے کہ واقعیت پر چلنے کہاتی اور مکاشفہ سے گفتگو کرتی ہے۔

(۱۷۶) ابو الفوارس شاہ بن شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ

بادشاہون کی اولاد مین سے تھے۔ ابو تراب نخشبی و ابو عبید بسری کی صحبتون سے بہرہ اندوز ہوئے تھے۔ اور بڑے مردانِ خدا اور اس گروہ کے علماء مین سے تھے۔ ان کے بہت سے مشہور رسالے ہین۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ جو شخص تمہاری صحبت مین رہے اور جو چیز اوسکو پسند ہو اوس مین تمہاری موافقت کرے اور جو اوس کو ناپسند ہو اوسمین تمہاری مخالفت کرے اوسنے صرف اپنی نفسانی خواہش کیلئے تمہاری صحبت اختیار کی ہے اور تمہاری صحبت سے وہ دنیاوی راحت ہی کا طالب ہے اور کچھ نہین فضیلت والون کی فضیلت اوسی وقت تک ہے جبتک اون کی نگاہ اوس پر نہو اور جہان اون کی نگاہ اوس پر پڑی وہ فضیلت نہ رہی اور ولایت والون کی ولایت اوسی وقت تک ہے کہ اوس کو نہ دیکھین اور جہان انہون نے اوس کو دیکھا اُن کی ولایت رخصت ہوئی۔ کسی

ع وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا اور ابراہیم کے مذہب پر چلتا ہے جو ایک خدا کے ہو رہے تھے۔

(دیکھو پارہ ۵ رکوع ۱۵ سورۂ نساء۔ آیت ۱۲۵۔ مترجم)

عبادت کرنے والے کی عبادت اللہ تعالیٰ کے ولیون کی محبت رکھنے سے بڑھکر نہین
ہے اور جب اوس نے اللہ کے ولیون کو دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا اور جب
اولیاءاللہ نے اوس سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ نے اوس سے محبت کی کوئی شخص
اپنے آپ پر نہین بہولتا مگر اوسی صورت مین کہ وہ اپنے پروردگار سے محبوب ہوتا ہے۔ اور
اس زمانہ مین جب عالم اپنے علم کی تاریکی مین آگیا ہے تو پھر جاہل کا جو اپنی جہالت کی
تاریکی سے نکلا ہی نہین ہے کیا پوچھنا ہے۔ مگر ہان علم کی تاریکی زیادہ تر گہری ہوتی ہے
کیونکہ اوسنے علم کے نور کو ڈہانک لیا ہے۔

(۱۷۷) ابو یعقوب یوسف ابن حسین رازی رضی اللہ عنہ

اپنے زمانہ مین آئے اور کوہستان کے پیر اور عالم ادیب تھے۔ اِن کا طریقہ۔ دولت وعزت سے
دست بردار ہونا۔ بناوٹ سے باز آنا اور اخلاص برتنا تھا۔ انہون نے ذوالنون مصری و ابوتراب
نخشبی کی صحبتون کی برکتین پائی تہین ۳۳۴ تین سو چونتیس ہجری مین مصر آخرت کے
عزیزون مین شامل ہوگئے۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ جب اس قوم کو معلوم ہوا کہ
اللہ عزوجل اون کو دیکھتا ہے تو اوس کی نگاہ سے اون کو یہ شرم آئی کہ اوسکے سوا اور کسی کو
اپنی نگاہون مین رکہین۔ یہ دعامین کہا کرتے تھے کہ خداوندا! ہم تیری نعمت کی کہیتیون کی
روئیدگی ہین اس لئے ہمکو اپنی ناراضی کی درانتی سے نہ کاٹ۔ اِن کا قول ہے کہ دنیا سے
سب سے زیادہ رغبت رکہنے والے وہی ہوتے ہین جو اوس کی برائیان دنیاداروں کے
سامنے بیان کرتے ہین کیونکہ اوس کی خدمت کرنی تو اون کا پیشہ ہے۔ مگر کیا ہی برا پیشہ
ہے کہ دنیا دارون کو تو اوس سے پرہیز کرنے کو کہے اور پھر اوسی جلسہ مین اوسی دنیا کو خود اون

سے لے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے صوفیون کی آفتون کو جو دیکھا تو اضداد کے ساتھ میل جول اور عورتون کی طرف میلان مین ساری آفتین ہین۔ اور ان کا قول ہے کہ ایک طغیان (حد سے گذر جانا) دنیا کا ہوا کرتا ہے اور ایک علم کا۔ اس لئے جو کوئی علم کے طغیان سے رہائی حاصل کرنا چاہے اوسکو عبادت کی پابندی چاہیئے اور جو مال کے طغیان سے مخلصی چاہے اوس کو زہد اختیار کرنا چاہیئے۔ اور ادب سے تم علم کو سمجھو گے علم سے تمہارا عمل درست ہوگا۔ عمل سے تمکو حکمت حاصل ہوگی۔ حکمت سے تم کو زہد ملے گا اور اوس کی توفیق ہوگی۔ زہد سے تم دنیا کو چھوڑو گے۔ دنیا کے چھوڑنے سے تمکو آخرت کی رغبت ہوگی۔ اور آخرت کی رغبت سے اللہ عزوجل کی خوشنودی ہاتھ آئیگی اور حدیث شریف اَرِحْنَا بِھَا یَا بِلَالُ کے معنی مین انہون نے کہا ہے کہ تو ہمکو بذریعہ نماز کے دنیا کے شغلون اور دنیا کی باتون سے راحت دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک کی ٹھنڈک نماز مین تھی۔ اور اگر تم عاقل و احمق مین تمیز کرنا چاہو تو ان ہوتی چیز کا ذکر کرو اگر مان لے تو سمجھ جاو کہ احمق ہے۔ اور جب تم مرید کو خصلتون اور علوم کی زائد چیزون مین مشغول دیکھو تو جان لو کہ اس سے کچھ نہین ہونیکا اور جو شخص توحید کے سمندر مین اترا جیسے جیسے زمانہ گذرتا جائیگا اوس کی پیاس بڑھتی ہی جائیگی۔ اور خواص کی توحید یہ ہے کہ اپنے باطنی وجدان و قلب سے گویا اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور اوس کی تدبیر کے تصرفات اور اوس کی قدرت کے احکام اوس پر جاری ہین اور یہ اپنے آپ سے فنا ہو کر اور اپنے حس سے چھٹکر اس طور پر کہ اللہ سے جو مراد اس کی ہو اوس مین بذریعہ حق کے قائم ہو کر اوس کی توحید کے سمندر مین ڈوبا ہوا ہو پس وہ اللہ کا حکم اوس پر جاری ہونے مین ویسا ہی رہتا ہے جیسا اپنی ہستی سے پہلے تھا۔ اور ہر امت مین ایک

امانت ہوا کرتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھتا ہے پس اگر اس امت میں کوئی امانت ہے تو وہ صوفیہ کا فرقہ ہے۔ یہ جب قرآن سنتے تو ایک قطرہ آنسو بھی ان کی آنکھ سے نہ نکلتا تھا مگر جب کوئی شعر سنتے تھے تو ان پر قیامت آجاتی تھی اور حاضرین کی طرف رخ کر کے کہتے تھے کہ بڑے والے جو کہتے ہیں کہ یوسف بن حسین زندیق ہے تو وہ معذور ہیں۔

(۱۷۸) ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ

ابو تراب نخشبیؒ کی ملاقات اور ابو عبداللہ بن جلا اور احمد بن خضرویہ کی صحبت سے مستفید ہوئے تھے اور خراسان کے بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ اِن کی مشہور تصنیفات اور حدیث کی کتابیں یادگار ہیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ایک حرف بھی نہ پہلے سے سوچکر اور نہ اس غرض سے لکھا کہ یہ مولفات میری طرف منسوب ہوں بلکہ جب مجھ پر وقت گران گذرتا تھا تو میں اس سے اپنا دل بہلاتا تھا۔ ایک مرتبہ ان سے مخلوق کی صفت پوچھی گئی تو کہا کہ عجز مبین و ادعائے کثیر۔ ان کا قول ہے کہ خدام کے فرائض میں فروتنی و تسلیم داخل ہے اور آدمی کا عیب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ جو چیز اوسکو ضرر کرے اسی سے خوش ہو۔ اور موحدوں کو اللہ تعالیٰ نے جو پنجگانہ نمازوں کی دعوت دی ہے تو اس کا باعث اوس کی رحمت ہے جو ان کے حال پر ہے اور ان کے لئے اوس نے ان نمازوں میں طرح طرح کی مہمانی کا سامان کر رکھا ہے تاکہ بندہ کو ہر قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی بخششوں میں سے کچھ حصہ ملے پس افعال بمنزلہ کھانے کی چیزوں کے ہیں اور اقوال گویا پینے کی چیزیں ہیں اور وہ وحدانیت کے عرش ہیں۔ ان کا قول ہے کہ بچوں کی درستی کے لئے مکتب

مناسب ہین۔ رہزنون کے لئے قیدخانہ اور عورتون کے لئے گھر یہ کہتے ہین کہ محدث
و متکلم جب تحقیق کے درجہ پر پہنچ جاتے ہین تو اُن کو حدیث نفس کا خوف نہین رہتا کیونکہ
جس طرح کتابت کے ذریعہ سے نفوس کی حفاظت شیطان کے وسوسہ سے کیگئی ہے
اوسی طرح حق کے ذریعہ سے محل مکالمہ و محادثہ کی صیانت نفس کے توہمات سے عمل
مین آئی ہے۔

(۱۷۹) ابوبکر محمد بن عمر حکیم وراق رضی اللہ عنہ

یہ اصل مین ترمذ کے تھے اور بلخ مین انہون نے اقامت اختیار کی تہی۔ احمد بن خضرویہ
سے ملے اور محمد بن سعد زاہد اور محمد بن عمر بلخی کی صحبتون سے مستفید ہوئے تھے۔ انواع و
اقسام کی ریاضات آداب و معاملات مین اِن کی مشہور تصنیفین ہین۔ اِن کا قول ہے
کہ اگر طمع سے پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون ہے تو کہیگی کہ مقدر کا شک اور اگر اُس کا پیشہ
دریافت کیا جائے تو کہے گی کہ ذلت حاصل کرنی اور اگر اوس کی غایت پوچھی جائے تو
کہے گی کہ محرومی۔ یہ اپنے یارون کو سفر و سیاحت سے منع کرتے اور کہتے تھے کہ ہر برکت
کی کنجی یہ ہے کہ اپنی ارادت کی جگہ مین تم صبر کئے بیٹھے رہو یہانتک کہ تمہاری ارادت درست
ہو جائے اور جب تمہاری ارادت درست ہوگئی تو ابتدائی برکتین تم پر ظاہر ہونے لگین گی
اِن کا قول ہے کہ آدمی کی تین قسمین ہین۔ علما فقرا اور امرا پس جب امیرون مین خرابی
آئی تو امور معاش خراب ہوئی اور جب عالمون مین خرابی آئی تو طاعتین بگڑین اور جب
فقیرون مین خرابی آئی تو اخلاق فاسد ہوئے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جس نے علم مین سے
زہد و فقہ کو چھوڑ کر کلام ہی پر بس کیا وہ زندیق ہوا اور جس نے کلام و فقہ کو چھوڑ کر زہد پر کفایت کی

وہ بدعتی ہوا اور جس نے زہد و ورع کو چھوڑ کر فتنہ پر قناعت کی وہ فاسق ہوا اور جو ان سب امور کا جامع ہوا اوس نے رہائی پائی۔ ان کا قول ہے کہ بدکارون کی انکساری نیکوکارون کی اکڑ تکڑ سے افضل ہے۔ خلق اللہ مین عوام وہی ہین جن کے سینے بے کینہ اعمال اچھے اور زبانین وشرمگاہین پاک ہین اور جو لوگ ان باتون سے خالی ہین وہ عوام نہین فرعونون مین سے ہین۔ جب علما بگڑے تو نیکوکارون پر بدکار مسلمانون پر کفار سیجون پر جھوٹے۔ اور خلوص والون پر ریاکار غالب آ گئے اور سارا دین برباد ہو گیا کیونکہ علما ہی باگین ہین۔ جب نفسانی خواہش غالب ہوگی دل تاریک ہوگا اور جب دل تاریک ہوگا سینہ تنگ ہوگا اور جب سینہ تنگ ہوگا خلق برا ہوگا اور جب خلق برا ہوگا تو اوس کو خلق دشمن رکھے گی اور یہ بھی اون کو دشمن رکھے گا اور اون پر ظلم کرے گا پھر تو وہ شیطان ہو جائیگا۔ مخالفت عداوت کو ابھارتی ہے اور عداوت سے بلا نازل ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے نفس پر عاشق ہوگا۔ ضرور غرور کینہ ذلت ورسوائی اوس پر عاشق ہوگی۔ اگر تم زاہدون کے طریقہ کا مزہ لینا چاہتے ہو تو حب ریاست اور نفس کی برتری سے سخت پرہیز کرو۔ اور اگر کوئی شخص علما جیسا علم اور سمجھ والون جیسی سمجھ رکھتا ہو اور کل جادوگرون کا جادو جانتا ہو تو بھی وہ اپنے نفس کے عیبون مین سے ایک کو بھی چھپانے کی قدرت نہین رکھتا مگر اوس صورت مین کہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مین راستی برتتا ہو۔

(۱۸۰) ابو سعید احمد بن عیسی خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ اہل بغداد مین سے تھے اور ذوالنون مصری سری سقطی بشر حافی وغیرہ بزرگون کی صحبتون مین رہے تھے اور قوم کے امامون اور بہت بزرگ مشائخون مین سے تھے۔

کہتے ہین کہ سب سے پہلے جس نے فنا و بقا کے علم مین زبان کہولی وہ ابو سعید خراز تھے۔ سنہ ۲۹۷ دو سو ستانوے ہجری مین عالم فنا سے ملکِ بقا کو روانہ ہوئے۔ اِن کے اقوال یہ ہین۔ اللہ تعالیٰ نے ولیون کی روحون کو اپنے ذکر سے لذت اوٹھانے اور اپنے قرب مین پہونچنے کی اور اون کے جسمون کو جو کچھ بہی میسر آجائے اوس سے آرام حاصل کرنے کی نوری نعمتین عطا فرمائی ہین اس لئے اُن کی جسمانی زندگیان تو جسمانیون کی سی ہین اور اون کی دلی زندگیان۔ روحانیون کی سی اور اون کی دو زبانین ہوتی ہین ظاہری و باطنی پس ظاہر کی زبانین تو اون کے جسمون سے کلام کرتی ہین اور باطن کی زبانین اون کی روحون سے سرگوشیان کرتی ہین۔ عارف ہر چیز سے مدد لیتا ہے مگر جب پہونچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتہ مستغنی ہوجاتا ہے اور اوس کی ہمت ایسی بلند ہوجاتی ہے کہ ماسوا اللہ پر نہین ٹہیر سکتا اور لوگ اوسکے محتاج ہوتے ہین۔ صفات مین نفس کی مثال ظاہر صاف ٹہیرے ہوئے پانی کی ہے کہ جب اوسکو حرکت دوگے تو جو کچھ گادا اوسکے نیچے ہے وہ ظاہر ہوجائیگی۔ اسیطرح مصیبت فقر اور اُس کی خواہشون کی مخالفت کے وقت اوس کا رتبہ ظاہر ہوجاتا ہے اور جو شخص اسکو نہین جانتا کہ اُس کے نفس مین کون سے صفات دبے پڑے ہین وہ کیونکر اپنے پروردگار کی معرفت کا دعوی کرتا ہے۔ عارفین اللہ تعالیٰ کے خزانے ہین جنہین اللہ تعالیٰ نے علوم غریبہ و اخبار عجیبہ امانت رکہے ہین۔ اِن مین وہ ابدی زبان سے گفتگو کرتے ہین اور ازلی عبارتو مین اُن کی خبرین بیان کرتے ہین۔ اگر اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی حفاظت مین نہ لیتا تو جو حالت پہاڑ کی ہوئی وہی اِن کی بہی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا قول۔ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ[عــه]

عــه یعنی لوگ اسکو استنباط کرنیوالے اور کہود نکالنے والے ہین اُس خبر کی حقیقت کو معلوم کر لیتے (دیکھو سورۂ نساء کی آیت ۸۳ پارہ ۵ رکوع ۸)

کے متعلق وہ کہتے تھے کہ استنباط کرنیوالا وہی شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ غیب کو دیکھتا رہتا ہے
پس نہ کوئی چیز اُس سے غائب ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز اُس سے چھپی رہتی ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ کے قول لَآيَةً لِّلْمُتَوَسِّمِينَ کے بارہ مین وہ کہتے تھے کہ "متوسّم" وہی شخص ہے
جو "وسم" (یعنی نشانی) کو پہچانتا ہے اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جو سویداے قلب کی بات
کو جانتا اور استدلال و علامات کو پہچانتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے دوستون اور اللہ تعالیٰ
کے دشمنون مین تمیز کرتا ہے۔ جب اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ اپنے بندون مین سے
کسی بندے کو دوست بنائے تو اوس کے لئے اپنے ذکر کا دروازہ کھولدیتا ہے اور
جب ذکر مین اوسکو لذت حاصل ہوتی ہے تو اوس کے لئے قرب کا دروازہ کھولدیتا
ہے پھر اوس کو مجلس انس مین اوٹھا لیجاتا ہے اس کے بعد اوسکو توحید کی کرسی پر
بٹھاتا ہے بعدہٗ اس سے پردہ اوٹھا لیتا ہے اور فردانیۃ کے گھر مین لیجاتا ہے اور
جلال و عظمت اوس پر کھولدیتا ہے پس جب اوس کی نگاہ جلال و عظمت پر پڑتی ہے
اپنے بغیر رہ جاتا ہے اور اوس وقت وہ بندہ فانی ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت
مین آجاتا اور اپنے نفس کے دعوون سے بری ہوجاتا ہے۔ اور جس نے توحید کا علم
پایا اور اوس کی تحقیق کا مرتبہ حاصل کیا اوس کا پہلا مقام یہ ہے کہ اوس کے قلب سے
چیزون کی یاد فنا ہوجائے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ منفرد رہ جائے۔ اور انسے
پوچھا گیا کہ کیا عارف ایسے حال پر بھی پہونچتا ہے کہ اوس کے اشک خشک ہوجاتے
ہین۔ انھون نے کہا کہ ہان رونا تو اوسوقت آتا ہے جب اللہ عزوجل کی طرف اون

ع۵۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ۔ کچھ شک نہین کہ اس مین اُن لوگون کے لئے جو تاڑ جاتے ہین۔
نشانیان ہین۔ (دیکھو سورۂ حجر) (از آیت ۵۹ تا ۷۵۔ پارہ ۱۴ رکوع ۵)

کی سیر ہوتی ہے مگر جب وہ حقایق قرب کی طرف اترتے اور اللہ تعالیٰ کے احسان
سے وصول کا مزہ چکھتے ہین تو ان کا گریہ دور ہو جاتا ہے اور اسی لئے آیا ہے کہ اگر رونا نہ
آئے تو بناوٹ سے رو یعنی مقام مین تنزل کرو تاکہ چلنے والے تمہاری پیروی کرین۔ ان
کا ایک نیکوکار لڑکا مر گیا تھا اوس کو انہون نے خواب مین دیکھا اور اوس سے کہا کہ میرے
پیارے بیٹے مجھے کوئی نصیحت کرو۔ اوس نے کہا کہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان
کرتہ کو نہ رکھو۔ چنانچہ انہون نے تیس برس تک کرتہ نہ پہنا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ صوفی کو چاہیے
کہ پاکیزہ لباس پہنے خلوت کو نہ چھوڑے اور خوبی کے ساتھ بچا ہوا رہے پس صرف
فاقون ہی کی حالت مین طلب کرے ورنہ وہ اور جھوٹے دونون برابر ہین۔ ان کا قول
ہے کہ اللہ عزوجل سے نہایت دور وہ شخص ہے جو معرفت اور قربت کا دعویٰ کرے۔
اور جس کی طرف سب سے زیادہ اونگلیان اوٹھین وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
برا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایکمرتبہ مین ایک شخص سے ملا جس نے اپنے آپ کو
سڑی بنا رکھا تھا چنانچہ مین نے اُس کو آواز دی کہ او باولے کھڑا رہ اوس نے میری طرف
دیکھا اور مجھ سے کہا کہ جانتے ہو باولا کون ہے مینے کہا کہ نہین۔ اوس نے کہا کہ جو کوئی
قدم ایسا اوٹھائے جس مین وہ اپنے پروردگار کو یاد نہ کرے۔ اِن کا قول ہے کہ کسی بندہ
کو شرف حاصل نہین ہوتا جبتک کہ ذکر اوس کی غذا اور خاک اوسکا بچھونا نہ ہو جائے
اور صفائے عبودیت پر ناز کرنا نہ چاہیے کیونکہ اسمین ربوبیت کا نسیان ہے اسپر ان
سے کسی نے پوچھا کہ پھر اس سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے انہون نے کہا کہ عبودیت
کے قایم کرنے مین ربوبیت کی کارفرمائی کو پیش نظر رکھے پس اپنے آپ سے منقطع ہو جائے
اور اپنے پروردگار کے پاس آرام لے تب جا کر استدراج سے بچے گا۔ اِن سے پوچھا گیا کہ

فقیرون کی باہمی عداوت اور ایک کی دوسرے کے ساتھ دشمنی کا کیا سبب ہے
حالانکہ ان کے پاس کوئی ریاست نہین ہے۔ انھون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی
نسبت اپنی اس غیرت سے کہ ان مین کا ایک دوسرے سے تسکین نہ پائے یہ مقدر
کردیا ہے لیکن جب ان کو کمال سیر حاصل ہوجاتا ہے تو دشمنی وعداوت چلی جاتی
ہے کیونکہ کامل اس مقام مین مخلوقات مین سے کسی شخص کو ایسا نہین پاتا جس
پر اپنا غصہ نکالے۔ اور ان کا قول ہے کہ توحید کی پہلی علامت یہ ہے کہ بندہ ہر چیز
سے باہر نکل آئے اور تمام چیزون کو اون کے متولی کیطرف پھیرے یہانتک کہ متولی
کا متولی ہوجائے چیزون کو اسی مین قایم وجاگزین دیکھنے لگے بعدہٗ اون کو خود اون
سے مخفی اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے ظاہر کرے۔

(۱۸۱) ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل مغربی رضی اللہ عنہ

ابراہیم خواص اور ابراہیم ابن شیبان کے پیر تھے۔ علی ابن رزین کی انھون نے صحبت
اوٹھائی اور ایکسو بیس برس کی عمر پائی تھی اور اپنے پیر علی بن رزین کے ساتھ کوہ طور سینا
پر دفن ہوئے اور ۲۷۹ھ دوسو اناسی ہجری مین وفات پائی۔ نباتات کی جڑین کھاکر
بسر کرتے اور جس چیز پر آدمی کا ہاتھ پہونچا ہو اوس کو ہاتھ نہین لگاتے تھے۔ ان کا قول
ہے کہ دنیا سے مجرد وفقیر اعمال فضائل مین سے کچھ بھی نہ کرتا ہوا ان عبادت کرنیوالون
سے افضل ہے جن کے ساتھ دنیا ہے بلکہ فقیر مجرد کا ذرہ بھر عمل اہل دنیا کے پہاڑ
برابر عمل سے بہتر ہے۔ اور یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندہ ایسے ہین جن کو باطنی
وظاہری علوم سے اوس نے مالا مال کردیا اور اون کو گمنام بنادیا ہے پس وہ کبھی علماء

مین شمار نہین ہوتے بس یہی وہ لوگ ہین جو امن مین ہین اور یہی راہ پائے ہوئے ہین۔ اور کہتے تہے کہ نہین سمجہا مگر یہی گروہ لیکن جو کچہ سمجہا اوس سے جلگیا اس لئے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ایک صحابی سے میری ملاقات ہوئی۔ اوس نے مجہسے کہا کہ جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوہپن سے آگ مین پہینکا گیا ہے مین ہوا مین رہتا ہون۔ مین نے اوس سے پوچہا کہ تم تو بنی آدم مین سے ہو پہر ہوا مین کون سی چیز تمکو اوٹہائے رہتی ہے۔ اوس نے کہا کہ اللہ عزوجل پر میرا توکل۔ مین نے پوچہا کہ وہ توکل کیا ہے۔ اوسنے کہا کہ بغیر ایسی آنکہہ کے جو جہپکے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکہتے رہنا اور ایسی زبان سے جو حرکت نہ کرے اوس کا ذکر کرنا اور بغیر ایسی روح کے جو غفلت کرے اسکی مصنوعات مین گشت کرنا۔

(۱۸۲) ابو العباس احمد بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طوس کے فاضل ترین شخص اور بغداد کے ساکن تہے ۲۹۹ھ دوسو ننانوے ہجری مین بغداد سے انہون نے سفر آخرت اختیار کیا۔ حارث محاسبی وسری سقطی وغیرہما کے فیض صحبت سے بہرہ یاب ہوئے اور اس فرقہ کے بڑے مشایخ وعلماء مین ان کا شمار ہے۔ ان کا قول ہے کہ فقیر کو غزلون کا سننا سزاوار نہین ہے مگر اوس صورت مین کہ ظاہر وباطن مین مستقیم قوی الحال اور علم مین امام ہو اور ہم جیسے لوگون کے لئے اون کا سننا سزاوار نہین ہے۔ کیونکہ ہمارے دل طاعتون سے مالوف نہین ہوئے ہین مگر تکلف کے ساتہہ اور ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے

کہ اگر ہم نے ایک رخصت کو اپنے لئے مباح کیا تو وہ دوسری رخصتوں تک کہ مین
متعدی نہ ہو جائے۔ جس نے اپنی عقل کے ذریعہ سے اپنی عقل سے اپنی عقل
کے لئے احتراز نہ کیا وہ اپنی عقل کے ذریعہ سے ہلاک ہوا جس کا ادب دینے والا
اوس کا پروردگار ہوا اوس پر کوئی غالب نہوگا۔ زاہد وہی شخص ہے جو اللہ کے ساتھ
کسی سبب کا مالک نہوا۔ مین تو ہمیشہ اپنی ارادت کی ابتدا اور اپنی ہمت کی قوت
اور وصول کی طمع مین اپنے خطرون مین پڑنے کو رویا کرتا ہون اور اب تو مین سستی
کے زمانہ مین اپنے گذرے ہوئے وقتون پر افسوس کیا کرتا اور صفا رو قت کی آرزو
مین مرتا ہون مگر نہین پاتا۔ مومن اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قوت حاصل کرتا ہے جیسا
کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیش آیا کہ جناب سیدہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
چکی پیسنے مین ساتھ دینے کے لئے ایک خادمہ مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
آپ کو تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل اور تکبیر کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے لئے خادمہ
سے بہتر ہین۔ اور منافق صرف کھانے اور پینے ہی سے قوت حاصل کرتا ہے۔
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو شخص بغیر حق کے خوش ہوتا ہے اوسکے
لئے وہ خوشی رنج وغم پیدا کرکے رہتی ہے۔ ایک مرتبہ کوئی شخص ان کے گھر آیا اور
ان کے یہان کی شادی کی دعوت مین بغیر بلائے ہوئے شریک ہوا اوسپر انہون نے
کہا کہ خدا کے لئے مجھپر واجب ہوا کہ مین اس شخص کے لئے اپنے رخسارے بچھا دون تاکہ
وہ ان پر قدم رکھکر کھانے کی جگہ تک پہونچے۔ چنانچہ انہون نے اپنے رخسارے زمین پر رکھے
اور وہ شخص ان پر پاؤن رکھکر اپنی نشست تک پہونچا اور یہ کہنے لگے کہ جب ان
جیسا شخص میرے لئے فروتنی کرے اور میری دعوت مین شریک ہو مین اس کا کیا

بدل دون یہ کہتے ہین کہ مین نے خواب دیکہا کہ قیامت بپا ہے اور دسترخوان بچہائی
گئے ہین اور مین نے اوس پر بیٹہنے کا ارادہ کیا تو مجہسے لوگون نے کہا کہ یہ صوفیون کے
لئے ہے۔ مین نے کہا کہ مین بہی اونہین مین سے ہون۔ مجہے جواب ملا کہ تو اون مین
سے تہا لیکن حدیث کی کثرت اور ہمسرون سے متمیز ہونیکی محبت نے تجہے صوفیون
کے ساتہہ ملنے سے باز رکہا۔ مین نے کہا کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور بیدار ہو گیا
اور اس قوم کے طریق پر توجہ کی اور کہا کہ حدیث کیلئے میرے سوا اور لوگ ہین۔ یہ اپنے یارون
سے کہا کرتے تہے کہ خوراک پوشاک اور سونے کی کمی کو لازمی سمجہو کیونکہ مین ابتدا ار
مین بالون اور کہجور کے پتون کا کپڑا لباس پہنتا تہا اور ہر جمعہ کو اپنے پیرون سے جامع مسجد
مین جاکر ملتا اور اون کے کلام کی تاثیر سے بیمار ہوکر واپس آتا تہا اور اون کا دیکہنا ہی ایک
جمعہ سے دوسرے جمعہ تک میری غذا تہی نہ کہانے کی ضرورت ہوتی تہی اور نہ پینے
کی۔ ان کا بیان ہے کہ مین ایک مسجد مین پناہ لیا کرتا تہا جس مین ایک بیری تہی اس
پر بلبل کا ایک جوڑا رہتا تہا۔ اتفاقاً ایک بلبل غائب ہوگئی اور دوسری تین دن تک
شاخ پر بیٹہی رہی نہ زمین پر اوترکر چگتی تہی اور نہ کچہہ کہاتی پیتی تہی۔ تیسرا دن جب ختم ہونے
کو آیا تو اوس کے پاس سے ایکدوسری بلبل گذری اور چہچہائی۔ اور گویا اس غمزدہ کو
اس نے یار گم گشتہ کی یاد دلائی اس پر وہ مرکر نیچے گر پڑی۔ ایک روایت مین ہے کہ ان
کے پاس چار مرید تہے وہ چارون کے چارون اس نقل کو سنکر مردہ ہوکر گر پڑے۔

(۱۸۳) ابوالحسن علی بن سہل اصفہانی رضی اللہ عنہ

یہ اصفہان کے قدیم بزرگون مین سے ہین۔ جنید رحمۃ اللہ سے خط و کتابت رکہتے اور

اون کے ہمسرون مین سے تھے۔ انھون نے ابن منلان رضی اللہ عنہ کی صحبت اُٹھائی
اور یہ ابوتراب نخشبی رضی اللہ عنہ سے ملے تھے۔ ان کو جب کسی مسلمان کی نسبت معلوم
ہوتا تھا کہ اوس پر قرض ہے تو اوس کی لاعلمی مین اوس قرض کو ادا کر دیتے تھے اور
دائن مدیون سے اگر کہہ جاتا تھا کہ خدا نے تمہاری طرف سے قرض ادا کر دیا لوگون کو اون
کے مرنے کے بعد اسکی خبر ہوئی کہ یہ ادا کر دیا کرتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ جو شخص اپنی
ارادت کے اوایل ہی مین درست نہوا۔ وہ اپنی عاقبت کے منتہی مین سلامت نہ رہیگا
جس قلب نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اوس پر اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف ٹھیرنا حرام ہوگیا اور
اگر ٹھیرے گا تو سزا دیا جائیگا۔ لوگ آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک
"قلب قلب" کہتے آے ہین اور مین چاہتا ہون کہ کوئی شخص مجھ سے بیان کرے کہ
وہ قلب کیا چیز ہے مگر مین نہین دیکھتا فقیہ وہی ہے جو اون چیزون کے تحت مین
داخل نہو جو اوس کی طرف منسوب ہون۔ اپنے یارون سے کہا کرتے تھے کہ ان اعمال
کی خوبی سے جو باطنی اسرار کے فساد کے ساتھ ہون خدا سے پناہ مانگا کرو۔ ان سے
توحید کی حقیقت پوچھی گئی تو انھون نے کہا کہ طرائق سے قریب حقائق سے بعید ہے
اور کہا کرتے تھے کہ جب ابتدا مین مجھ پر شوق کا غلبہ ہوا تو کھانے پینے اور سونے سب سے
مین باز رہا۔

(۱۸۴) ابو محمد احمد بن محمد بن حسین حریری رضی اللہ عنہ

جنید رضی اللہ عنہ کے بڑے یارون مین سے تھے۔ اور انھون نے سہل بن عبد اللہ
تستری کی صحبت پائی تھی اور جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد اون کی جگہ پر اس

سبب سے بیٹھائے گئے کہ ان کا حال کامل ان کا طریقہ صحیح اور ان کا علم بہت بڑا تھا۔
سنہ ۳۱۱ تین سو گیارہ ہجری مین روضہ رضوان کی طرف سدھارے ان کا کلام ہے کہ جس
پر اوس کے نفس نے غلبہ پایا وہ شہوتون کے حکم کا قیدی اور حرص و ہوا کے قیدخانہ کا
محبوس ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اوس کے قلب پر فوائد کو حرام کر دیا پس اوس کو اللہ تعالیٰ
کے کلام کی نہ لذت حاصل ہوگی اور نہ حلاوت گو وہ ہر روز ایک ختم کیون نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا ہے۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ یعنی
مین اون کو اپنی آیتون کے سمجھنے اور اون سے لذت اوٹھانے سے محجوب کر دون گا کیونکہ
اونہون نے نفس۔ و خلق و دنیا کے احوال کی نسبت تکبر کیا۔ اس لئے اللہ عزوجل
نے اون کے دلون سے اپنے مخاطبات کی فہم کو پھیر دیا اور اپنی کتاب کے سمجھنے کا
راستہ اون پر بند کر دیا اور اپنی نصیحتون سے منتفع ہونا اون سے سلب کر لیا اور اون کو
اون کی عقلون اور رایون کے قیدخانہ مین ڈالدیا ہے پس طریق حق سے نہ تو واقف
ہین اور نہ واقف ہونا چاہتے ہین بلکہ اہل حق کا انکار کرتے ہین اور اون کے کلام کی
تحریف کرتے اور اوس کے وہ معنی بیان کرتے ہین جو اون کا مقصود نہین ہے اور وہ
اوس کو بھول جاتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو صرف اسی لئے علم عطا فرمایا تھا کہ اپنے
آپ کو حقیر سمجھین اور بندون کے سامنے اوس کی عظمت و جلال کا خیال کر کے جس کے
وہ بندے ہین فروتنی کرین۔ اور ان کا قول ہے کہ جو شخص ایسا ہو کہ اوس کے اور اللہ تعالیٰ
کے درمیان تقویٰ و مراقبہ حاکم نہو وہ کشف و مشاہدہ تک نہ پہونچے گا کیونکہ جس مین تقویٰ

۵؎ جو لوگ ناحق زمین مین اکڑتے پھرتے ہین ہم ہی اون کو اپنے احکام سے برگشتہ کئے رہین گے (دیکھو پارہ
۹۔ رکوع ۲۔ سورہ اعراف آیت ۱۴۶) مترجم۔

نہین ہے اوس کا چہرہ چوپٹ ہے اور جس کو مراقبہ نہین ہے وہ حال کے اعتبار سے سرنگون ہے۔ اِن کا بیان ہے کہ مین کہ معظمہ سے آیا تو مین سب سے پہلے ابو القاسم جنید کے پاس گیا تا کہ وہ میرے لئے تکلیف نہ کرین چنانچہ مین اون کو سلام کر کے اپنے گھر چلا آیا۔ مگر صبح کی نماز پڑھ کر جو دیکھتا ہون تو وہ میرے پیچھے کی صف مین موجود ہین مینے اون سے کہا کہ کل مین آپ کے پاس اسی لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو میرے لئے تکلف نہ اوٹھانی پڑے۔ اس کے جواب مین انہون نے کہا کہ وہ تمہارا احسان تھا اور یہ تمہارا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول کُونُوا رَبَّانِیِّیْنَ کے بارہ مین حریری رحمہ اللہ کا قول ہے "یعنی اللہ سے سُننے والے اللہ کے قائل ہو کر رہو" اِن کا قول ہے کہ اگر مین ایسے شخص کو دیکھون جو مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ بیٹھے تو مین اوس کے لئے اپنی آنکھین بچھادون۔ اور جو شخص جنت کے درجات کے ارادہ سے قرآن پڑھتا ہے وہ زیادہ کے بدلے تھوڑے پر راضی ہوتا ہے کیونکہ جنت مخلوق ہے اور قرآن غیر مخلوق اور قرآن کے پڑھنے کا بہت بڑا فائدہ تو پروردگار کا پانا اور اوس کے خطاب کا سمجھنا ہے پھر جو شخص اوسکے پڑھنے سے دنیا کا کوئی سامان طلب کرتا ہے وہ کسقدر دون ہمت ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ اون ساری بھلائیون کو کہوتا ہے جو قرآن سے حاصل ہوتی ہین۔ ان کا بیان ہے کہ مین مدینہ طیبہ مین تھا کہ ایک جمعہ کی شب کو چاند روشن ہوا۔ تو مین نے اوس مین سیاہی دیکھی جس کے بیچ مین نور سے لکھا ہوا تھا "اَنَا وَحْدِیْ" مین یگانہ ہون۔ یہ دیکھکر مین صبح تک بیہوش رہا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے

ع۵۔ دیکھو سورہ آل عمران (پارہ ۳۔ رکوع ۱۶) کی آیت ۷۹۔ مترجم

متعلق [ع۱] یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ ان کا قول ہے کہ مریم نے یہ اس سبب سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس سے مطلع کر دیا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر عنقریب عیسیٰ علیہ السلام پوجے جائیں گے اس سے اُن کو رنج ہوا اور کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور ایسے شخص کو حمل میں نہ رکھتی جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجا جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو گویائی عطا فرمائی اور وہ بولے کہ میں تو اللہ ہی کا بندہ ہوں پھر اگر لوگ جہل و کفر سے میرے خدا ہونے کا دعویٰ کریں تو اُس سے میرا کیا ضرر ہے۔

(۱۸۵) ابو العباس احمد بن محمد بن سہل بن عطار آدمی رضی اللہ عنہ

زیرک طبع بزرگان صوفیہ اور اِن کے علماء میں سے تھے قرآن کی سمجھنے کے متعلق انہوں نے خاص قوت بیان و طلاقت لسان پائی تھی جو انہیں کے ساتھ مخصوص تھی۔ انہوں نے جنیدؒ و ابراہیم مارستانی اور اون کے اوپر کے بزرگوں کی صحبتیں پائی تھیں۔ اور ابو سعید خراز رضی اللہ اِن کی شان کی نہایت عظمت کرتے تھے کہ اون کا قول ہے کہ تصوف پیدا ہوا اور جینے اسکا اہل صرف جنیدؒ اور ابن عطارؒ کو دیکھا ۳۰۹ھ یا ۳۱۱ھ تین سو نو یا تین سو گیارہ ہجری میں انہوں نے عطار الٰہی کو اللہ کے سپرد کیا۔ اِن سے مروت کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے جو عمل کرے اوسکو زیادہ نہ سمجھے۔ اِنکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مشاہدہ کے لئے پیدا کیا ہے کیونکہ اوس کا قول ہے اَوْ اَلْقَی [ع۲] السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ اور اولیاء رضی اللہ عنہم کو مجاورت کے لئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ع۱۔ اے کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی۔ دیکھو سورہ مریم آیت ۲۳ (پارہ ۱۶۔ رکوع ۵) مترجم

ع۲۔ یا کان لگا کر سنتا ہے اور وہ حاضر ہے (دیکھو سورہ ق) آیت ۳۷۔ مترجم۔

قول ہے عن جابر کے اور صلحا کو ملازمت کے لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى[عا] اور وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور عوام کو مجاہدہ کے لئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[عا] - اور ان کا قول ہے کہ جو صالحین کے اداب پر مودب ہوا وہ بساطِ کرامت کے لائق ہوا اور جو ولیون کے آداب پر مُودب ہوا وہ بساطِ قربت کا سزاوار ہوا اور جو صدیقون کے آداب پر مُودب ہوا وہ بساطِ مشاہدہ کا اہل ہوا اور جو انبیاء علیہم السلام کے آداب پر مُودب ہوا اوس مین بساط اُنس وانبساط کی صلاحیت آئی - اور جب آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی تو جنت کی ہر چیز نے ان پر گریہ کیا مگر سونے اور چاندی نے گریہ نہ کیا - اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے ان سے پوچھا کہ تم آدم پر کیون نہین روتے - انہون نے کہا کہ ہم اوس پر نہین روتے جو تیری نافرمانی کرے - پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی کہ ہر چیز کی قیمت تمہارے ہی ذریعہ سے کرون گا اور مین بنی آدم کو تمہارا خادم بناون گا - اور طبیعتون کو جس چیز سے الفت ہو اوس کی طرف سکون حقایق کے درجون تک پہونچنے کا مانع ہے - اور اپنے قلب کو ذکر کرنے والون کی ہمنشینی سے نزدیک کرو امید ہے کہ وہ اپنی غفلت سے بیدار ہو - اور دیکھو ایسا نہ کرو کہ ذکر کرنے والون کے پاس حاضر ہو اور تم اون کے ساتھ ذکر نہ کرو ورنہ عذاب مین مبتلا ہو جاوگے -

---

[عا] اور اونکو پرہیزگاری کی بات پر جمائے رکھا (دیکھو سورہ فتح آیت ۲۶) پارہ چھبیس رکوع ۱۱ - مترجم

[عا] اور جن لوگون نے ہمارے کام مین کوششین کین ہم اونکو ضرور اپنے رستے دکھائین گے (سورہ عنکبوت آیت ۶۹) پارہ ۲۱ رکوع ۳ - مترجم

اور اللہ تعالیٰ کے قول وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ[ع۱] کے متعلق اِن کا قول ہے "یعنی بساطِ ربوبیت کے نزدیک ہو جاؤ ہم تمکو بساط عبودیت سے آزاد کر دین گے" واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ اس مین جو بحث ہے وہ مخفی نہین ہے۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ محبت ہمیشہ کے لئے عتاب کا قائم کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا[ع۲] یہ کہتے ہین کہ جب تک پروردگار رحمت کے ساتھ بندہ پر مائل نہین ہوتا بندہ طاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل نہین ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ[ع۳] یہ کہتے ہین کہ آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے گوشمال کیون دی مین نے تو اوس درخت مین سے صرف اس طمع سے کھایا تھا کہ تیرے قرب مین ہمیشہ رہون گا۔ اس پر جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تو نے درخت سے ہمیشگی چاہی اور مجھ سے نہ چاہی حالانکہ ہمیشگی میرے قبضہ مین اور میری ملک ہے اس لئے تم نے شرک کیا مگر تم کو خبر نہین بہر حال مین نکالدینے کے ذریعہ سے تمہاری تنبیہ کرتا ہون تاکہ تم کسیوقت مجھے نہ بھولو۔ اِن کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ[للعه] ارشاد فرماتا ہے کہ اے ابن آدم اگر مین تجھے دنیا

ع۱۔ اور سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو۔ سورہ علق آیت ۱۹ (پارہ ۳۰ رکوع ۲۱)۔ مترجم

ع۲ پھر خدا نے انکی توبہ قبول کرلی تاکہ وہ توبہ کئے رہین (سورہ توبہ آیت ۱۱۰) پارہ ۱۱ رکوع ۳۔ مترجم

ع۳۔ کہو تو تم کو ہمیشگی کا درخت بتا دون اور ایسی سلطنت جو پرانی نہ ہو۔ سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۵ (پارہ ۱۶ رکوع ۷) مترجم

للعه جسکو سعدی نے خود مندون کی زبان سے اسطرح ادا کیا ہے۔ مثنوی۔ اگر دنیا نباشد دردمندیم
وگر باشد بمہرش پائے بندیم ٭ بلائے زین جہان آشوب ترنیست ٭ کہ رنج خاطرست ار ہست ورنیست۔ مترجم

عطا کرون تو تو اوس مین ایسا پہنس جاتا ہے کہ میری طرف سے منہ پہیر لیتا ہے اور
اگر تجہے دنیا نہ دون تو تو اوس کی طلب مین مصروف ہوجاتا ہے پہر میرے لئے تجہے
کب فرصت ہوگی۔ اور مبتدی کے لئے یہ حکم ہے کہ حقایق سے راہ پائے اور علم سے
چلے اور عمل مین سخت کوشش کرے اور نہ ٹہیرے اور نہ ادہر اودہر دیکہے۔ اور اللہ تعالیٰ
کے اس قول کے متعلق لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[۱۵] یہ کہتے ہین کہ "مطلب
یہ ہے کہ ظاہری باتون یعنی اخلاق شریفہ اور عبادات پسندیدہ مین ذکر باطنی باتون اور
اسرار و اشارات مین کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس قول کو نہین دیکہتے جو
غزوہ خندق کے دن زبان مبارک سے نکلا تہا کہ "اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ" (سن لو
کہ اللہ کے سوا سب چیزین باطل ہین) یہ اشارہ ہے ہستی کی طرف اور ہر ایسی چیز کی
طرف جو ہستی کی سزاوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جتنی چیزین ہین وہ ہستی مین سے
ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار کو اوٹہانے کی طاقت کسی مخلوق مین نہین
ہے کیونکہ آپ نے رتبہ اور ذاتی برتاو مین اپنی امت کو دور پہنکدیا تہا اور اسی لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انس بن مالک سے فرمایا تہا کہ "تو میرے ستر کو محفوظ رکہ تو تو مومن
ہوگا" اور ان کا قول ہے کہ جس پر اوس کی خدمت دشوار ہوئی وہ اوس کے قرب تک
نہ پہونچے گا اور جس نے دنیا مین اوس کے ذکر کی نعمت نہ پائی وہ آخرت مین اوسکی
رویت کی نعمت نہ پائیگا۔ اور ہیبت پرہیزگاری سے ملی ہوئی ہے اس لئے جسکی
پرہیزگاری کم ہوگی اوس کی ہیبت بہی کم ہوگی۔ اور عارف اوس زمانہ سے جو اوس کا خدا

---

[۱۵] تمہارے لئے (پیروی کرنے کو) رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تہا۔ سورہ احزاب آیت ۲۱ (پارہ ۲۱۔
رکوع ۱۹)۔ مترجم

کی معصیت مین گذرا ہے اوس کا کئی گونہ فائدہ حاصل کرتا ہے جو غیر عارف اللہ تعالیٰ
کی طاعت سے حاصل کرتا ہے کیونکہ اوس کے گناہ اوس کی آنکھون کے سامنے
رہتے ہین کبھی اُن کی یاد مین وہ سستی نہین کرتا - اور اِن کا قول ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نسیم نبوت کی قوت سے ایک
ٹہنی کے ذریعے سے لوگون پر سیاست کی - اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو
عمر رضی اللہ عنہ لوگون کی سیاست کے لیے آگے بڑہے اور اونہون نے اللہ تعالیٰ
کے حدود کو اپنے درہ کے ذریعے سے قایم کیا - اور عثمان رضی اللہ عنہ درہ سے سیاست
نہ کر سکے تو انہون نے تازیانہ نکالا اس لیے اِن کا انتظام ویسا درست نہوا جیسا ان
کے یارون کا درست ہوا تہا - اور جب یہ شہید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ تلوار کے سوا اور کسی
چیز سے خلق اللہ کا انتظام نہ کر سکے اور یہ تلوار ہی کو ٹہیک سمجے - اور انہین سے دوسری
روایت مین یہی مضمون اس طرح پر ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نسیم رسالت سونگہتے تہے اور
عمر رضی اللہ عنہ نسیم نبوت اور عثمان رضی اللہ عنہ نسیم اصطفا اور علی رضی اللہ عنہ نسیم محبت
اس لیے جو جس کرامت کے ساتہہ مخصوص تہا اوس کے اشارات کا اظہار اوسکے
مخصوص ورد مین تہا چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ورد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تہا اور عمر رضی اللہ عنہ کا
اللہ اکبر اور عثمان رضی اللہ عنہ کا سبحان اللہ اور علی رضی اللہ عنہ کا الحمد للہ پس ابوبکر
رضی اللہ عنہ دونون جہان مین اللہ کے سوا کسی چیز کو مشاہدہ نہین کرتے تہے اسلیے
(اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے) کہا کرتے تہے اور عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی
عظمت کے سامنے اور چیزین چہوٹی نظر آتی تہین - اس لیے وہ (اللہ سب سے بڑا ہے)
کہا کرتے تہے اور عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو منزہ نہین دیکہتے تہے -

کیونکہ سب اُسی سے قایم ہین اور نقصان سے متغّر نہین ہین اور جو غیر سے قایم ہو
وہ معلول ہے اسوجہ سے وہ (اللہ پاک ہے) کہا کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ رفع
منع پسندیدہ وناپسندیدہ مین خدا کی نعمت کو دیکھتے تھے اس سبب سے ساری خوبیان
اللہ ہی کی ہین کہا کرتے تھے۔ اور اِن کا قول ہے کہ کسی کا رتبہ نہ نماز وروزہ کی کثرت
سے بلند ہوا اور نہ خیرات ومجاہدات کی زیادتی سے بلکہ عمدہ اخلاق سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تم مین سے اوس شخص کو مجھ سے
قریب تر جگہ ملے گی جو سب سے زیادہ خوش خلق ہوگا۔ اور حور عین کو جنت کے مہرون
مین سے سب سے زیادہ بندہ کا دُنیا سے روگردان ہونا پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کے
نزدیک بندہ کے لئے کوئی وسیلہ اپنے نفس سے روگردان ہونے سے بڑھکر نہین
ہے۔ اور خلق صرف اسی لئے فراق مین مبتلا کی گئی ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے غیر
کے ساتھہ سکون نہو اور اسلام واوس کے شرائع منافقون سے قایم ہین اور ایمان اور
اسکے شرائع اللہ عزوجل کے عارفون سے۔ اور عارف کا سکوت تسبیح ہے اوسکا کلام
تقدیس ہے اوس کی نیند ذکر ہے اور اوس کی بیداری نماز ہے کیونکہ اوس کی سانس
مشاہدہ اور معائنہ پر باہر نکلتے ہین۔ اور عارف پر کوئی تکلیف نہین ہے یعنی کسل وماندگی
کے زائل ہوجانے کے سبب سے پس جو افعال کہ غیر عارف پر بہت ہی دشوار ہین اُن
مین بھی عارف کو کچھہ تکلّف نہین ہوتا بلکہ جیسا سانس کا آنا جانا ہے ویسے ہی وہ
بھی ہین۔ اِن سے طہارت کے معنی پوچھے گئے تو انھون نے کہا کہ طہارت جانون سے
ہوتی ہے اور نمازیون سے پس مُنہ دھونے کے ذریعہ سے دُنیا سے مُنہ پھیر لے اور دونون
ہاتھہ دھونے کے ذریعہ سے خلق کو وا ہٹنے اور باءمین ٹالدے اور مسح سر کے ذریعہ سے اپنے

نفس سے بری ہو جائے اور دونون پاؤنون دہوکر اپنے پروردگار کی مناجات کے لئے
کہڑا ہو جائے اور جب نماز کے لئے تکبیر کہے تو اپنے آپ سے کلیۃً باہر نکل جائے تاکہ
اوس کے لئے اپنے رب سے مناجات (سرگوشی) کرنی درست ہو۔ ایک مرتبہ اِن
سے پوچہا گیا کہ جب انسان علم کی کوئی بات سنے اور وہ اوسکے دل کو لگ جائے۔ لیکن
اوس کے نزدیک فی نفسہٖ اوسپر کوئی اعتراض ہو تو کیا وہ چپکا ہو رہے یا اعتراض کرے
یہان تک کہ اوس پر حق ظاہر ہو جائے تب وہ اوسپر عمل کرے۔ اِس کے جواب
مین انہون نے کہا کہ چپ نہ رہے بلکہ اعتراض کرے یہانتک کہ حق ظاہر ہو جائے مین
کہتا ہون کہ اعتراض کے معنی یہ ہین کہ اپنے پیر سے کہے کہ یہ میری سمجھ مین نہین
آتا اور میرا مقصود یہ ہے کہ آپ مجہے سمجہا دین نہ یہ کہ اوس کلام کو کلیۃً رد کر دے واللہ
تعالیٰ اعلم۔ اور اِن کا قول ہے کہ پرہیزگارون کی پرہیزگاری چہوٹی سے چہوٹی اور ذرہ و
رائی کے برابر چیزون اور ذرا ذرا سے خطرون اور نگاہون کے مواخذہ کے خوف سے
پیدا ہوتی ہے اور اگر یہ نہ ہو تو اون کی پرہیزگاری درست نہو اور سخت ترین پرہیزگاری یہ
ہے کہ اپنے نفس سے رائی رائی اور تل تل کا حساب لیا کرے اور جو گہاٹے سے الگ
نہین ہے اور نافرمانون سے ملا جلا رہتا ہے بہلا وہ کیونکر اپنے نفس کا تزکیہ کر سکتا ہے
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ۝ اور اِن کا قول ہے کہ
ولیون کی نشانیون مین یہ تین باتین ہین۔ اپنے اوس راز کو جو اوس کے اور اللہ تعالیٰ
کے درمیان ہے بچائے رہے۔ اور اپنے اور انسان کے درمیان کی باتون مین اپنے

عہ تو (بت) اپنی پاکیزگی نہ جتایا کرو پرہیزگارون کو وہی خوب جانتا ہے (دیکھو پارہ ۲۷۔ رکوع ۹
سورہ نجم۔ آیت ۳۲) مترجم

اعضا کو محفوظ رکھے۔ اور خلق سے بقدر تفاوت اون کی عقلون کے مدارات کرے
ان کا بیان ہے کہ ہمارا ایک یار جنگل مین راستہ بھولکر ایک چشمہ پر پہونچا اور اوس نے
وہان ایک لڑکی دیکھی جیسے چودہوین رات کا چاند۔ یہ اوس کے پاس کھڑا ہوگیا تو اوس
لڑکی نے کہا کہ میرے پاس سے سرک جا۔ اس نے کہا کہ مین ہمہ تن تجھ مین مشغول
ہون اوس نے کہا کہ اس چشمہ مین ایک ایسی لڑکی ہے کہ مین اوس کی لونڈی بننے
کے قابل بھی نہین ہون۔ اس پر اس نے پیچھے پھر کر دیکھا اور اوس لڑکی نے اسکو
آڑے ہاتھون لیا اور کہا کہ سچ بولنا کیسی اچھی بات ہے اور جھوٹ کیسی بری بات ہے
تو جھوٹون سمجھا تھا کہ تو ہمہ تن میری طرف مشغول ہے۔ حالانکہ تو نے غیر کی طرف مڑ کر
دیکھا۔ اس کے بعد جو اوس شخص نے نظر اوٹھائی تو کسی کو نہ دیکھا۔ اور انکا قول ہے
کہ سارے قرآن مین دو ہی چیزین ہین عبودیت کے ادب کی مراعات اور ربوبیت
کے حق کی تعظیم

(۱۸۶) ابو اسحٰق ابراہیم بن اسمٰعیل خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ طریق توکل پر چلنے والے بزرگون مین سے بہت بڑے شخص اور اپنے زمانہ کے
بزرگان یگانہ مین سے تھے اور جنید و نوری رحمہا اللہ کے ہمسر تھے۔ ریاضتون اور سیاحتون
مین ان کا خاص پایہ ہے جس کا ذکر طوالت سے خالی نہین ۲۹۱ھ دوسو اکانوے
ہجری مین انہون نے رَے کی جامع مسجد مین دستون کی بیماری کے باعث داعی
اجل کو لبیک کہا۔ ان کی عادت تھی کہ جب کھڑے ہوتے تو وضو کر کے دو رکعتین ادا
کرتے تھے چنانچہ ایک دن پانی مین گئے اور بیچ پانی مین مر گئے۔ ان کا قول ہے کہ

اگر تعلق

...بس اوس کا ہے جو علم کی پیروی کرے اور اوس کو کام مین لائے اور سنتون کا اقتدا کرے گو اوسکا علم تھوڑا ہو۔ غیر کے سرمایہ سے تجارت کرنے والا مفلس ہے۔ مومن جسقدر اللہ تعالیٰ کے حکم کی عزت کرتا ہے۔ اوسی مقدار سے اللہ تعالیٰ اپنی عزت کا لباس اوسکو پہناتا اور مومنون کے دلون مین اوس کی عزت قایم کر دیتا ہے۔ فقیر کی تعریف یہ ہے کہ اوس کے اوقات انبساط مین یکسان ہون۔ اپنے فقر پر صابر ہو۔ اوس پر فاقہ نظاہر ہو اور نہ اوس سے حاجت کا اظہار ہو۔ اوس کا کثر اخلاق صبر و قناعت ہو۔ خوشحالی سے گریز کرنے والا اور موٹے و کھرے پن سے مانوس ہو۔ پس خلقت کی حالت کے خلاف پر ہو۔ نہ اوس کا کوئی معلوم وقت ہو اور نہ کوئی پہچانتا ہو اسبب جب اوس کو دیکھو تو اپنے فقر پر خوش اور اپنی بدحالی پر مسرور پاؤ۔ اوس کے روزمرہ کا خرچ خود اوس پر بھاری اور غیرون پر ہلکا ہو۔ فقر کو عزیز رکھتا اور اوس کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا اور جان توڑکر اوس کو مخفی رکھتا اور اوسکو اسقدر چھپاتا ہو کہ اپنے ہمجنسون سے بھی پوشیدہ رکھتا ہو۔ اور اسبارہ مین اللہ تعالیٰ کا احسان اوس کو اسقدر بڑا معلوم ہوتا ہو کہ دنیا سے خالی ہاتھ ہونے سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کا کوئی احسان اوس کو نظر آتا ہو۔ چار چیزین کمیاب ہین۔ (۱) عالم باعمل (۲) عارف جو اپنے فعل کی حقیقت کی نسبت گفتگو کرتا ہو۔ (۳) وہ مرد جو بلا سبب اللہ کے لئے قیام کرتا ہو۔ (۴) مرید جس سے طمع چلی گئی ہو۔ اِن کا بیان ہے کہ جنگل مین خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو انھون نے مجھسے ہمراہ رہنے کی استدعا کی مگر مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا اُن پر اطمینان کرنے سے میرے توکل مین خرابی آجائے اس لئے مین اونسے الگ ہو گیا۔ اِن کا قول ہے کہ ایک کا دوسرے پر فخر کرنا اور بڑھنے کی خواہش رکھنا آرام کا مانع ہے۔ اپنے آپ کو اچھا سمجھنا نفس کی قدر سے واقف ہونیکا سد راہ ہے

تکبر صواب کی شناخت سے باز رکھتا ہے۔ اور بخل پرہیزگاری سے روکتا ہے مالدارون سے الفت رکھنا فقیرون کی شان سے نہین ہے اور نہ غفلت والون سے مالوف ہونا معرفت والون کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے اسباب مین سے ظاہراً تو دُنیا کی مذمت کرنا اور چھپکر اوس کو گلے لگاتا ہے۔ آدمی کا اپنے پُرانے کپڑے مین رہنا اوس سے بہتر ہے کہ غیر کے نئے کپڑے مین رہے ؎

کہن خرقۂ خویش پیراستن
بہ از جامۂ عاریت خواستن

واقعی ہلاک ہونے والا وہ شخص ہے جو سفر کے آخر مین جبکہ منزل کے نزدیک آگیا ہو بھٹک جائے۔ مرید پر واجب ہے کہ ایسے شخص سے ملے جو اوسکے عیب اوس پر کھولدے اور افزایش کی جگہون کا پتہ بتائے اور اوس کی نظر اوس کی طرف اس کے حال کو اُبھارنے مین مدد دے۔ لوگون مین پشیمان ہونے اور بخشایش چاہنے کی کمی نہین ہے بلکہ کمی ہے تو عہد کو پورا کرنے کی۔ ابوالحسن بخرانی جو اُن کے یار تھے بیان کرتے ہین کہ مین صوفیون کے علوم کا سخت منکر اور ان سے سارے ملنے والون کا بڑا دشمن تھا۔ اوسی اثنار مین مین بغداد آیا اور مین علم حدیث حاصل کرتا تھا کہ مین نے ابراہیم خواص کو دیکھا اون کے اِردگرد ایک جماعت تھی اور یہ اون کے سامنے گفتگو کر رہے تھے۔ چنانچہ مین نے اِن کی گفتگو سُنی اور اِن کے قول کی سچائی میرے دل مین کُھپ گئی اور مین سمجھا کہ انکا علم صحیح ہے خلق اللہ کو اوس کو کام مین لانا ضرور ہے بس اوسی مجلس سے مین اِن کے پیچھے ہو لیا اور اِن سے جدا ہوا اور جو کچھ کتابین مینے جمع کی تھین جو تقریباً دو گٹھر تھین اون کو مین نے تقسیم کردیا۔ اسپر بھی انھون نے بہت دنون تک میری طرف التفات نہ کیا نہ مجھسے کوئی بات کی۔ مگر جب انھون نے

اپنی طلب مین میرا خلوص دیکھا تو مجھے آپنے اپ سے نزدیک کیا اور قربت بخشی۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ جب کسی دعوت مین بلائے جاتے اور اوس مین خشک روٹیان دیکھتے تو اپنا ہاتھ روک لیتے اور نہ کہاتے اور کہتے تہے کہ ایسی روٹیان ہین جن مین اللہ تعالیٰ کا حق نہین رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بات کو پیٹ مین رہ جائینگی اور اوسی دن نہ نکلین گی اس آیت کریمہ کے متعلق وَ اَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ الآیہ عـ۵ انکا قول ہے کہ "انابت" یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اپنے آپ سے لوٹا کر اوس کی طرف لیجاؤ اور "تسلیم" یہ ہے کہ تم جانو کہ تمہارا پروردگار تم پر تمہاری ذات سے زیادہ مہربان ہے اور "عذاب" جدائی کا عذاب ہے اور ان کا قول ہے کہ مرید کی تین آفتین ہین۔ روپیہ کی محبت عورتون کی محبت اور سرداری کی محبت۔ پس روپیہ کی محبت کو پرہیزگاری کے استعمال سے دفع کرے۔ اور عورتون کی محبت کو شہوات اور سیری کی ترک سے مٹائے اور سرداری کی محبت کو گمنامی مین ثابت قدم ہو کر دور کرے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ سچے مرید کا اللہ مطلوب ہوتا ہے اور صدیقین اوسکے بہائی ہوتے ہین۔ خلوت اوسکا گھر تنہائی اوس کا مونس۔ دن اوسکا غم۔ رات اوس کی خوشی۔ اوسکا دل اوس کا رہنما۔ قرآن اوسکا مددگار۔ گریہ اوس کا لباس۔ بہوک اوسکا سالن۔ عبادت اوس کی رونق معرفت اوسکا سپہ سالار۔ حیات اوس کا سفر۔ زمانہ اوس کی منزلین۔ پرہیزگاری اوس کا راستہ۔ صبر اوسکا اوڑہنا۔ سکون اوسکا بچھونا۔ صدق اوس کی سواری۔ اور قوت کا

عـ۵ اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اوس کی فرمانبرداری کرو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ نازل ہو۔ سورۂ زمر آیت ۵۴۔ (پارہ ۲۴۔ رکوع ۳)

خوف اوسکا ڈر ہوتا ہے۔ اور اِنکا قول ہے کہ جب بندہ کسی برائی کو اوٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے اور اوس مین رکاوٹین پیدا ہوجاتی ہین تو یہ صرف اسوجہ سے ہوتا ہے کہ اوس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ بگڑا ہوا ہوتا ہے ورنہ اگر اُسکا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو اور اوس برائی کے اوٹھانے مین وہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لیلے اور مدد چاہے تو کبھی کوئی رکاوٹ اوسکے سامنے نہ آئے۔ اور جس نے سرداری کا پیالہ پیا وہ عبودیت کے اخلاص سے باہر نکل گیا۔ یہ کہتے تھے کہ حجاز کے رستہ مین ایک جنگل مین مجھے پیاس لگی۔ تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک خوشرو آدمی سبزہ جانور پر سوار سامنے موجود ہے۔ اِس نے مجھے پانی پلایا اور اپنے پیچھے مجھے سوار کرلیا۔ اور بعدہٗ مجھسے کہا کہ وہ دیکھو مدینہ طیبہ کا نخلستان نظر آرہا ہے۔ تم اوترو اور صاحبِ مدینہ کو میری طرف سے کہنا کہ آپ کا بھائی خضر آپ کو سلام کہتا ہے۔ اِن سے کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آدمی اشعار سنکر وجد کرتا ہے۔ اور قرآن سننے کے وقت اوسکو وجد نہین آتا۔ انہون نے کہا کہ قرآن کا سُننا دل پر بجلی کا کوند جانا ہے۔ جس کے غلبہ کی شدت سے کسی کو حرکت کا یارہ نہین رہتا۔ اور اشعار کا سننا نفس کو ہوا دینی ہے اسلئے اوس مین حرکت پیدا ہوتی ہے واللہ اعلم

(۱۸۷) ابو محمد عبد اللہ بن محمد خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رَے کے بڑے بزرگون مین سے تھے بہت سال تک حرم کے مجاور رہے۔ اور اون پرہیزگارون مین سے تھے جو حق پر قایم رہتے اور وجہ حلال سے اپنی روزی حاصل کرتے ہین۔ ابو عمران کبیر کی صحبت مین رہے اور ابو حفص نیشاپوری سے

اور ابو یزید کے اصحاب سے ملے تھے اور سب ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ابو حفص سے لوگ نقل کرتے ہین کہ انہون نے کہا تھا کہ رَے مین ایک بانکا جوان پیدا ہوا ہے اگر اپنے طریقہ اور روش پر رہا۔ تو مردانِ خدا مین سے ہو جائیگا سنہ ۳۱۰ تین سو دس ہجری سے پہلے انہون نے دنیا کو خیر باد کہی۔ ان کے کلمات مین سے ہے کہ زاہدون کی غذا بھوک اور عارفون کی غذا ذکر ہے۔

(۱۸۹) ابو الحسن بنان بن محمد بن احمدان بن سعید جمال رضی اللہ عنہ

اصل مین یہ واسط کے تھے لیکن مصر مین انہون نے سکونت اختیار کی اور اسی کو اپنا وطن بنایا اور وہین قضا کی اور قرافہ مین پہاڑ کے قریب جامع محمود کے سامنے سنہ ۳۱۶ تین سو سولہ ہجری مین ہمیشہ کے لئے آرام کیا۔ حق پر قائم رہنے والے اور امر بالمعروف کرنیوالے بزرگون مین سے تھے۔ ان کے مقالات مشہور اور انکی کرامتین تمام مذکور ہین۔ ابو القاسم جنید وغیرہ بزرگانِ وقت کی صحبتین پائی تھین اور نوری کے پیر تھے۔ ان کے چند قول یہ ہین کہ صوفیون کے بزرگترین احوال یہ ہین۔ ضمانت شدہ حکم پر قیام۔ سِر کی مراعات۔ دونون جہان سے کنارہ کشی اور حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق۔ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا "بنان" مینے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ" آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص نفس کے لالچ سے کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اوس کے قلب کی آنکھ کو اندھی کر دیتا ہے۔ یہ سُن کر مین بیدار ہوا اور عہد کیا کہ اب سے کبھی سیر ہو کر نہ کھاؤن گا۔ اور اوس رات کو مینے دو روٹیان اور دال کا ایک پیالہ کھایا تھا مین ابو جعفر حداد فرغی رضی اللہ عنہ سے مصر مین

علماء مین سے اون سے درخواست کی کہ آپ سارے علم کا خلاصہ ایک کلمہ مین کہہ دین جس سے مین فائدہ اوٹھاؤن۔ انہون نے کہا کہ دنیا سے جہانتک ہو سکے تہوڑا لینا اور دنیا کی ذلت پر راضی رہنا چاہیے۔ مین نے کہا کہ بس بس میرے لئے یہ کافی ہے۔

(۱۸۹) محمد و احمد پسران ابوالورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ دونون بہت بڑے بزرگان عراق اور جنیدؒ کے ہمسرون جلیسون مین سے تھے اور سری سقطی حارث محاسبی بشر حافی ابوالفتح حبال کی صحبتون مین رہے تھے۔ اور پرہیزگاری مین انکا طریق بشر حافی رضی اللہ عنہ کے طریق کے قریب قریب تہا محمد رحمہ اللہ کا کلام ہے کہ غفلت کے ارتفاع (اوٹھ جاتے) مین عبودیت کا ارتفاع (بلندی) ہے۔ مین کہتا ہون کہ ارتفاع غفلت سے غفلت کا زائل ہوجانا اور ارتفاع عبودیت سے عبودیت کا بلند ہونا مراد ہے اور غفلتین دو قسم کی ہین ناراضی کی غفلت اور رحمت کی غفلت۔ رحمت کی غفلت عبادات پر عظمت کا پردہ چھوڑ دینے کا نام ہے کیونکہ اگر پردہ اوٹھ جائے تو لوگ عبودیت سے منقطع ہوجائین۔ اور ناراضی کی غفلت اللہ عزوجل کی طاعت سے غافل ہوجانا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ولی وہ ہے جو اللہ کے ولیون کو دوست رکھے اور اوس کے دشمنون کو دشمن سمجھے۔ جس کا نفس دنیا سے محبت نہین رکھتا اوس کو اہل زمین دوست رکھتے ہین اور جس کا قلب دنیا سے محبت نہین رکھتا اوس کو اہل آسمان دوست رکھتے ہین۔ فقیر کا ادب یہ ہے کہ ملامت عیب گیری کی برکت اوس شخص کو پہنچائے جو دنیا مین مبتلا ہو اور اوس پر

رحمت و شفقت اور اوس کے لئے یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اوس کو دنیا مین رحمت
اوٹھانے سے راحت دے مین کہتا ہون کہ عیب گیری سے اوس کا مقصود صرف
لوگون مین اوس کی سبکی کرنا ہو نہ کہ سچی نصیحت واللہ اعلم۔ لوگون کی ہلاکی دو حرفون
مین ہے نوافل مین مشغول ہونا اور فرایض کو ضایع کرنا۔ اور اعضاء سے عمل کرنا اور
قلب کا اوس پر موافقت نہ کرنا۔ اور لوگ جو وصول سے روکدیے گئے ہین تو اسی
لئے کہ اصول کو مٹائے بیٹھے ہین۔ اور احمد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اولیاء کے لئے
بزرگی کی بساط اسی لئے بچھائی گئی ہے کہ اوس سے مانوس ہون اور اوس کے ذریعہ
سے بداہت مشاہدہ کا رعب اون سے دور ہو اور اعداء کے لئے ہیبت کی بساط
صرف اسواسطے بچھائی گئی ہے کہ اپنے افعال قبیحہ سے بھڑکین اور حسن مشہد اعلیٰ
مین آرام لینا چاہین اوس کا مشاہدہ نہ کر سکین۔ اور ولی مین جب تین چیزین زیادہ
ہوتی ہین تو اون کے ساتھ تین باتین اور بھی بڑہ جاتی ہین۔ جب اوس کا خلق بڑہتا
ہے تو اوس کی فروتنی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب اوس کے مال مین اضافہ ہوتا ہے
تو اوس کی سخاوت بڑہ جاتی ہے۔ اور جب اوس کی عمر زیادہ ہوتی ہے تو اوس کے
مجاہدہ مین ترقی ہو جاتی ہے۔

(۱۹۰) ابوحمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ

سری سقطی و حسن مسوحی کی صحبتین پائین اور مسوحی کی طرف زیادہ تران کی نسبت
کی جاتی تھی۔ فقیہ و قرآن کے عالم تھے اور مدینہ کی مسجد مین وعظ کہنے سے پیشتر بغداد
کی مسجد رصافہ مین وعظ کہا کرتے تھے۔ ایکدن مدینہ طیبہ کی مسجد مین انہون نے

وعظ کہا اور ان کی حالت غیر ہوئی کرسی سے گر پڑے اور دوسرے جمعہ کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ ان کی وفات جنید رحمہ اللہ سے قبل واقع ہوئی۔ ابو تراب نخشبی کے رفیق سفر تھے۔ اور امام احمد کا معمول تھا کہ ان کی مجلس مین جب صوفیون کے کلام کا چرچا ہوتا تو وہ ابو حمزہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہتے کہ اے صوفی اس مین تم کیا کہتے ہو۔ کئی مرتبہ بصرہ مین آئے اور بشر حافی کی صحبت اوٹھائی ۲۸۹ھ دو سو نواسی ہجری مین ان کو سفر آخرت پیش آیا۔ ان کے کلمات مین سے ہے کرنا ممکن ہے کہ تم اوس سے محبت رکھو اور اوسکا ذکر نہ کرو۔ اور یہ ہو نہین سکتا کہ تم اوسکا ذکر کرو اور تمکو اوسکے ذکر مین مزہ نہ آئے اور یہ محال ہے کہ تمکو وہ اپنے ذکر کی لذت عطا فرمائے اور تمکو غیر کے ساتھ مشغول رہنے دے۔ انکا بیان ہے کہ روم کے راستہ مین ایک راہب سے میری ملاقات ہوئی۔ مین نے اوس سے کہا کہ جو لوگ گذر گئے اون کی تم کو کچھ خبر بھی ہے۔ اوس نے کہا کہ ہان " فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي النَّارِ " ایک گروہ بہشت مین ہے اور ایک دوزخ مین۔ ان کا قول ہے کہ فقیر کی محبت بہت سخت ہے اس پر صدیق ہی صبر کر سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ تمپر نیکی کا کوئی رستہ کھولدے تو اوس کو چھوڑو نہین مگر خبردار اوس پر نظر نہ رکھنا اور ناز نہ کرنا اور جس نے تمکو اس کی توفیق دی اوس کے شکر مین مشغول رہنا کیونکہ تمہارا اوسپر نظر رکھنا تم کو اپنے مقام سے گرادے گا اور شکر مین مشغول رہنا تمہارے لئے زیادتی کا ذریعہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اگر شکر کرو گے تو ہم تمکو اور زیادہ دین گے جس نے راہ حق کو جانا اوس کو اوس پر چلنا آسان ہوگیا۔ اور یہ اوس شخص کے لئے ہے جو اوس کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جانے اور جس نے

---

۵ - سورہ ابراہیم آیت ۷ (پارہ ۱۳ - رکوع ۱۴)۔

اوس کو استدلال کے ذریعہ سے جانا وہ کبھی برسر خطا ہوگا اور کبھی برسر صواب اور
اللہ تعالیٰ کی راہ کے لیئے اور کوئی راہ نہین ہے سوا اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے افعال احوال اقوال کی پیروی کی جائے۔ اور یہ کہا کہ تم کو ایک گروہ کو جنت
مین کہانے پینے کے لیئے دیکر چھوڑ دیا جائیگا۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کو پیش آیا تہا اور
یہی وہ لوگ ہین جن کو حق تعالیٰ کے فرشتے کہین گے۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا ع بِمَا أَسْلَفْتُمْ
فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ایام گذشتہ مین جو تمنے بہیجا تہا اوس کے بدلے مین کہاو پیو اور
(تمہارے) نیگ لگے۔ پس یہ کہانے پینے مین مصروف اور اوس سے بے پروا
رہین گے اور اللہ تعالیٰ کے عارفون کے نزدیک اس سے بڑھکر نہ کوئی مکر ہے اور نہ
اس سے سخت کوئی حیرت۔ روایت ہے کہ یہ خوش تقریر تہے۔ پس ایکمرتبہ غیب سے
ان کو آواز آئی کہ تم نے باتین کہین اور خوب کہین اب تمہارے ذمہ یہ رہگیا ہے کہ سکوت
کرو اور اوس مین خوبی دکہاو۔ چنانچہ اس کے بعد سے مرتے دم تک انہون نے
باتین نہ کہین اور ان سے کسی نے پوچہا کہ کیا عاشق کو معشوق کے سوا کسی اور چیز
کی بہی فرصت ملتی ہے۔ انہون نے کہا کہ نہین۔ کیونکہ عاشق دائمی بلا موقوف
ہو جانے والی خوشی اور پیاپے آنے والے دردون مین مبتلا رہتا ہے۔ اس کو صرف
وہی جانتے ہین جو اس کوچہ مین آے ہین ع

جسپہ بیتی ہو وہی جانے	جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے

(۱۹۱) ابوبکر محمد بن موسیٰ واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ع۔ سورہ الحاقۃ آیت ۲۴ (پارہ ۲۹۔ رکوع ۵)

اصل مین فرغانہ کے اور جنیدؒ و ثوریؒ کے قدیم اصحاب اور قوم کے بزرگ علماء مین سے
تھے۔ اصولِ تصوف مین اِن جیسا کسی کا کلام نہین ہے۔ اصولِ دین و علوم ظاہرہ
کے ماہر تھے۔ ملک خراسان آکر مرو مین انہون نے سکونت اختیار کی اوتھین سنہ ۲۴۰
ہجری کے بعد وہین وفات پائی۔ اور انکا کلام جو لوگون کے پاس ہے اوسمین سے
کچھ بھی عراق کا نہین ہے کیونکہ یہ جوان ہی تھے کہ عراق سے چلے آئے تھے اور وہان کے
بزرگانِ قوم اوسوقت زندہ تھے اور خراسان آکر مقام ابیورد اور مرو مین انہون نے تقریرین
کین اور اِن کی اکثر تقریرین مرو مین ہوئی تھین۔ اِن کا قول ہے کہ ہم کو ایسے زمانہ سے پالا
پڑا جس مین نہ اسلام کے آداب ہین نہ جاہلیت کے اخلاق ہین اور نہ مروت والون
کا حلم ہے۔ سب سے زیادہ محتاج وہ ہے جس سے حق تعالیٰ اپنے حق کی حقیقت
پوشیدہ رکھے۔ خوف اللہ تعالیٰ اور اوس کے بندہ کے درمیان مین جس حالمین کہ وہ
ناامید یا امیدوار ہو حجاب ہے کیونکہ اگر اوس سے اندیشہ رکھتا ہے تو اوسکو بخل کیطرف
منسوب کرتا ہے اور اگر اوس سے امید رکھتا ہے تو اوسپر تہمت لگاتا ہے جو شخص کہ سے
بیغم ہو وہ فضل کو فضل کیونکر سمجھ سکتا ہے۔ ذکر کرنیوالا اپنے ذکر کی حالت مین اوس سے
زیادہ غفلت مین ہے جو اوسکے ذکر کو بھولا ہوا ہے کیونکہ اسکا ذکر اوسکا غیر ہے۔ تقویٰ
یہ ہے کہ بندہ اپنی پرہیزگاری سے پرہیز کرے یعنی اپنی پرہیزگاری کو کوئی چیز نہ سمجھے۔ جب
باطن مین حق ظاہر ہوگیا تو نہ خوف کا بچا کھچا رہجاتا ہے اور نہ رجاء کا۔ عطاء کی لذت سے
حذر کرو کیونکہ یہ اہل صفاء کا پردہ ہے اور اگر حق کے ساتھ اپنے آپ کو مشاہدہ کرے تو
ہرگز لذت نہ پائے۔ صوفیون کی صفت مین انکا قول ہے کہ اِس قوم کی کچھ اشارتین
تھین بعد کو وہ حرکتین ہوگئین پھر صرف حسرتین رہ گئین۔ جس نے اللہ کو پہچانا وہ

منقطع ہوگیا بلکہ گونگا ہوگیا اور تمام سے الگ ہوگیا اور جبتک بندہ مین اللہ کے ذریعہ سے استغنا یا اوس کی طرف احتیاج ہے معرفت صحیح نہین ہوتی ہے اور اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مین تیری ثنا کا احاطہ نہین کرسکتا" یہ اون لوگون کی باتین ہین جنکا نشانہ بہت دور کا ہے۔ مگر جو لوگ اس حد سے نیچے ہین انہون نے معرفت مین تقریرین کی ہین اور بہت کچھ کہا ہے۔

(۱۹۲) ابو عبد اللہ سجزی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ابو حفص حداد کے صحبت یافتہ اور خراسان کے بہت بڑے بزرگون مین سے تے بارہا انہون نے توکل پر جنگل طے کئے۔ ان کے کلمات مین سے ہے کہ جس کا فعل پاک نہوا اوسکا بدن پاک نہوا اور جسکا بدن پاک نہوا اوسکا دل پاک نہوا اور جسکا دل پاک نہوا اوس کی نیت پاک نہ ہوئی اور سب کامون کی بنیاد نیت پر ہے۔

اولیا کی نشانیان تین ہین رفعت پر فروتنی۔ قدرت پر زہد۔ اور قوت پر انصاف۔ بہت برا بندہ وہ بندہ ہے جو اپنے قلب و اعضاء سے اللہ کی نافرمانی کرے بعد اسکے بغیر اسکے کہ اوسکی طرف رجوع کرے صرف زبان سے معذرت کرے۔ مین کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے یہ مراد ہے کہ بندہ کا حجاب اپنی عاجزی سے اسطور پر اوٹھ جائے کہ وہ جانے کہ یا مرینی مقصود توبہ تقدیر الہی سے ہے اسکو اوس کے کرنے سے چھٹکارا نہین ہے اور نہ اوس کے دفع کرنے کی اسمین قوت ہے جس پر حدیث قرینہ ہے کہ "جب بندہ گناہ کرے اور یہ جانے کہ اوسکا کوئی پروردگار ہے جو گناہ معاف کرتا اور اوسپر مواخذہ کرتا ہے" آخر حدیث تک واللہ اعلم۔ اور ان کا قول ہے کہ کسیکی

عیب گیری نکرو جبتک کہ تمکو یقین نہ ہوجائے کہ تمہارے گناہ بخشدئے گئے ہین۔ اور اسکا یقین ہونا معلوم۔ مرید کے لئے سب سے زیادہ مفید نیکو کارون کی صحبت اور افعال۔ اقوال۔ اخلاق و شمائل مین اون کی پیروی اور ولیون کی قبرون کی زیارتین اور یارون اور رفیقون کی خدمت کے لئے کمربستہ رہنا ہے۔ اور گدڑی پہننا بانکون ہی کو سزاوار ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون ہین تو انہون نے کہا کہ جن کو کوئی چیز اللہ عزوجل کے ساتھ مشغول رہنے سے نہ روکے۔

(۱۹۳) محفوظ بن محمود نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو حفص نیشاپوری کے اصحاب اور نیشاپور کے قدیم مشائخ اور بہت بڑے بزرگون مین سے تھے۔ اور مرتے دم تک ابو عثمان حیری کی صحبت مین رہے۔ پرہیزگار ترین مشائخ اور متقدمین کے طریقہ کے سخت پابند لوگون مین سے تھے۔ حمدون قصار۔ سلام باروسی۔ علی نصر آبادی وغیرہ بزرگون کی صحبتین بھی اوٹھائے ہوئے تھے۔ انہون نے ۳۰۳ھ یا ۳۰۴ھ تین سو تین یا تین سو چار ہجری مین نیشاپور مین وفات پائی۔ اور ابو حفص کے پہلو مین دفن ہوئے۔ اِن کا قول ہے کہ توبہ کرنے والا وہی ہے جو اپنی طاعتون سے توبہ کرے۔ چہ جائکہ غفلتین۔ خلق اللہ کو اپنے نفس کی ترازو مین نہ تول ورنہ ہلاک ہوجائیگا تجھے تو چاہیے کہ لوگون کو اس لئے تولے کہ تجھے اورون کی فضیلت اور اپنا افلاس معلوم ہو۔ جس نے کسی مسلمان پر فتنہ کا گمان کیا وہ مفتون ہے جو شخص اپنے رُشد کی راہ دیکھنا چاہے اوس کو چاہیئے کہ جن اچھے کامون مین نفس ساتھ دے اون کے ہی بارہ مین اوس کو متہم کرے۔ پھر جن نیک کامون

مین وہ مخالفت کرے اون کا کیا پوچھنا ہے اون مین تو وہ صاف قابل ملامت والزام ہے۔

(۱۹۴) طاہر مقدسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ملک شام کے بہت بڑے اور قدیم بزرگون مین سے ہین۔ انہون نے ذوالنون مصری کو دیکھا اور یحییٰ جلاء کی صحبت پائی اور عالم تھے۔ انہین کا نام شبلی رضی اللہ عنہ نے حبر الشام (داناے ملک شام) رکھا تھا۔ ان کا قول ہے کہ صوفی کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ وجد کی روشنی مین خلق سے چھپے رہتے اور فضیلت کے خصلتون مین کھلے رہتے ہین۔ صرف اوسی کی زندگی خوشگوار ہے جو اُنس کی بساط پر قدم رکھتا اور سریر قدس کے اوپر بیٹھتا ہے اور جسکو اُنس نے بذریعہ قدس کے اور قدس نے بذریعہ اُنس کے غائب کردیا ہو بعدہٗ وہ قدوس کے مطالعہ مین اون دونون کے مشاہدہ سے غائب ہوگیا ہو۔ اور اوس کی طرف کے جنگل متروک ہین اور اوس کی طرف کے راستہ مسدود ہین اس لئے عاقل وہی ہے جو وہین کھڑا رہے جہان عوام کھڑے ہین۔ والسلام

(۱۹۵) ابو عمرو دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ملک شام کے ایک بزرگ تھے۔ اور شام کے کُل علماء ان سے عقیدت رکھتے تھے خصوصاً علوم حقایق مین ابو عبداللہ محمد بن جلاء اور ذوالنون کی اصحاب کی صحبتون مین رہے جو لوگ ارواح کی ہمیشگی کے قائل ہین اون کی تردید مین

ان کی ایک کتاب بہی ہے۔ ۳۰۰ھ تین سو ہیں ہجری مین ان کی روح نے قالب عنصری کو چہوڑ دیا۔ ان کے کلام مین سے ہے کہ اللہ تعالی نے ولیون پر کرامات کا پوشیدہ رکہنا فرض کیا ہے تاکہ خلق اللہ فساد مین نہ پڑے اور نبیون پر (علیہم الصلواۃ والسلام) اون کا ظاہر کرنا واجب کیا ہے تاکہ حق کے بیان و برہان ہون۔ تصوف اس کا نام ہے کہ ہر ناقص سے آنکہین میچ لے تاکہ اوس کا مشاہدہ کرے جو ہر نقص سے منزہ ہے۔ خطرات کے مقام وطنات کے مقام سے دور ہین کیونکہ خطرات چمکتے اور پہر چہپ جاتے ہین اور وطنات ظاہر ہو کر جم جاتے ہین اور دعوی خطرات سے پیدا ہوتے ہین اور اس کی وجہہ یہ ہے کہ دعوی کرنے والا گمان کرتا ہے کہ جو چیز چمکی وہ قایم ہوئی اور جم گئی اور وطنات والے کو کسی حال مین کوئی دعوی نہین ہوتا اور کائنات کو علی العموم اچہا جاننا محبت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور اوس کا خصوصیت کے ساتھ اچہا جاننا فتنہ و تاریکی کی طرف لیجاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۹۶) ابو بکر محمد حامد ترمذی رضی اللہ عنہ

یہ خراسان کے بہت بڑے بزرگ نہایت ہی پاکیزہ اخلاق اور عمدہ ترین سیاست کے آدمی تہے۔ بلخ کے پرانے بزرگون مثل احمد بن خضرویہ اور جوان سے نیچے درجے تہے اون سے ملے تہے اور ان کے کچہہ یاران طریقت تہے جو انہین کی طرف منسوب تہے انکے کلام مین سے ہے کہ جب باطن مین انوار جاگزین ہو جاتے ہین تو اعضاء نیکی کے ساتھ گویا ہوتے ہین۔ جاہلون کے دلون مین اولیاء اللہ کی آیات کا انکار اس لئے

ہوتا ہے کہ اون کے سینے اُن آیات کے مصادر کے لیے تنگ ہوتے اور ان کے علوم جو حکمت و قدرت کے سوا ور سے آتے ہین بہت بلند ہوتے ہین - ولی ہمیشہ اپنے حال کو چھپاتا ہے اور کل کائنات اوس کی ولایت کو بیان کرتی ہے اور مدعی (دعوی کرنے والا) اپنی ولایت بیان کرتا ہے اور ساری کائنات اوس کا انکار کرتی ہے - اولیاء کی اہانت کرنا اللہ کی معرفت کی کمی سے ہوتا ہے اور جو بندہ کسی مقام پر پہنچا اور اوس مقام والون کی حرمت نہین کرتا وہ ضرور اوس کی برکت سے محروم رہتا ہے اور وہ مقام استدراج ہوتا ہے - عالم صفر اوسی کا نام ہے - جو اللہ تعالی کی حدود کے پاس ٹھہر جائے اور کسی وقت بھی اوس سے تجاوز نہ کرے مین نے جب کبھی مسلمانون مین سے کسی کو کوتہ نظری سے دیکھا تو ضرور اپنے ایمان و معرفت مین کچھ نقصان پایا - لوگون کو وصول سے صفر انہین باتون نے روکا ہے - استدلال بے دلیل طریقت مین شہوت کی حد پر جولانی اور حرام و شبہات کا کھانا -

اللہ تعالی کے اوامر کی مخالفت اور ذکر کے قلب پر برابر جاری رہنے کی مواظبت کا ترک باطن کی کمی سے ہوتا ہے - اور تمھارا اسرمایہ تو تمھارا دل اور قلب ہی ہے اور دل کو تم نے گماون کے ادھیڑبن مین جھنسا رکھا ہے اور وقت کو تم نے ایسی چیزون مین جن سے تم کو سروکار نہین ہے لگا کر کھو دیا ہے پھر جو اپنے سرمایہ کو کھو بیٹھا ہے وہ کب فائدہ حاصل کر سکتا ہے - واللہ اعلم فقط

حصہ اول بتاریخ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۰۳ء عیسوی تمام کو پہونچا -